لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ
خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

جلد دوم

مرتب
ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
نائب مهتمم دار العلوم محمديه بنگلور

ناشر
مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد دوم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تاثرات	10
3	پیش لفظ	12
4	**ام المومنین محدثہ کبیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا**	14
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	14
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ	16
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی غیرت	16
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت واعظ کو	17
	شرم وحیاء کے متعلق ہدایت	19
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لاکھوں مسلمانوں کے قلوب کا مرکز	19
	عورتوں کو نصیحتیں	20
	غلاف کعبہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان	21
5	**شوہر کے حقوق وفرائض**	24
	حضور ﷺ کے دربار میں ایک دلچسپ مقدمہ	26

نمبرشمار	عناوین	صفحہ
	قضاء روزوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہتمام	27
	عورتوں کی قاصدہ حضور ﷺ کی خدمت میں	27
	حضور ﷺ کی زبانی خاتون کی تعریف	28
	عورتوں کیلئے خوشی کی بات	28
	حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح کا واقعہ	29
6	**مغربی طرز حیات عورتوں کیلئے عذاب ہے**	31
	تم میں سب سے بہترین کون ہے؟	32
	انسانیت کا جنازہ نکل گیا	33
	ہماری تخلیق کا مقصد	34
	خواتین مشورہ دینے کا حق رکھتی ہیں	35
	اسلام کا نمونہ بنیں	36
7	**بچوں کی تعلیم پر سزا کے اثرات**	37
	بے جا سزا کے اثرات	40
	بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے	42
8	**شوہر کو بیوی سے حسن سلوک کی ہدایت**	43
	بیوی میں پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے	44
	بیوی کے تعلق سے شوہر کو نبھانے کی تاکید اور حکم	44
	شوہر کا بیوی کے ساتھ برتاؤ کیسا ہو؟	45
	حقوق کی حفاظت	46
	بیوی کو خواہ مخواہ نہ ستائیں	47
	شوہر اور بیوی کے لئے ایک عبرت آمیز واقعہ	48

	بیوی کو مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں	49
9	**صحابیات رضی اللہ عنہن کی معاشرتی خدمات**	50
	شوہر کی خدمت کی مثالیں	52
	شوہر کی رضا جوئی اور محبت کی مثالیں	54
	شوہر کے ادب واحترام کی مثالیں	55
	یتیموں کی پرورش اوران کے مال واسباب کی حفاظت	57
10	**شمع نبوت کے پروانوں کی ادنیٰ سی جھلک**	60
11	**ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے فضل وکمال**	70
	حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حسب ونسب	72
	حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا فضل وکمال، اخلاق اور ظرافت	72
	حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام اور ہجرت	73
	سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں	73
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیلئے بشارت	74
	آپ رضی اللہ عنہا کی وفات	74
12	**ہندو دھرم میں بھی عورتوں کو پردہ کا حکم**	76
13	**ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے**	80
	ایک مالدار عورت کا عبرتناک واقعہ	81
	ایک خوشحال عورت کی کسمپرسی	81
14	**سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت**	83
15	**عورت پر اسلام کے احسانات**	87
	عورتوں پر ظلم	88

	اسلام میں عورت کا مرتبہ	89
	عورت کو اختیار نکاح	90
	بلا اجازت شوہر کے مال میں سے تصرف کا حق	90
	عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کی تاکید	91
	ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت	92
	چار ہی عورتوں سے نکاح	92
	تادیب کی حد	92
	لڑکی کی تربیت دخول جنت کا ذریعہ	93
	عورت کیلئے حق وراثت	94
16	**ہر مرض کی دوا ہے صلی علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم**	95
17	**اسلام کی بہادر بیٹی**	107
18	**قابل فخر دختران اسلام کے کارنامے**	112
	حضرت ام کلثوم بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا	113
	حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما	114
	حضرت سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید کربلا علی اصغر کی بہن	114
	احمدی بیگم عرف صاحبزادی، ٹیپوسلطان ت کے پوتے کی بیٹی	115
	زینب النساء بنت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	116
	نازل بیگم بنت علی حسن آفندی	117
	خیر النساء بہتر بنت شاہ ضیاء النبی	118
	امۃ اللہ تسنیم سید عبدالحی، حضرت علی میاں کی ہمشیرہ	119
	خالدہ ادیب خانم بنت ادیب بے استنبولی	120

	مبلغ اسلام عطیہ فیضی بیگم بنت علی حسن آفندی صاحب	120
19	برقع کی شرعی حیثیت	122
20	جہیز سماج کا بڑا کینسر	126
	اولاد کی تربیت میں ماں کا اہم کردار	127
	سلیقہ اور پاکدامنی لڑکی کی اصل خوبی	128
	تعلیم نسواں اصلاح معاشرے کا سب سے بڑا تریاق	130
	عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت	132
	مسلم معاشرے کے لئے لمحہ فکریہ	134
	خوف خدا رکھنے والوں کیلئے اچھے انجام کی بشارت	135
21	ام المومنین سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	138
	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور پرورش	139
	نکاح، ہجرت اور پہلے شوہر کی شہادت	140
	حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخلہ	142
	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حیرت انگیز مقام حاصل تھا	142
	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	144
22	مرد و زن کا اختلاط اخلاقی سرطان ہے	146
	جب دیا غم بتوں نے تو خدا یاد آیا	148
23	شرم و حیا قرآن کی روشنی میں	154
24	عورت کا اعلیٰ مقام	158
	سیاسی پناہ دینے کا حق	159
	مشورے کا حق	160

25	عورتوں پر مردوں کی فوقیت	163
	عورت کی گواہی	166
26	بہترین دولت نیک بیوی ہے	169
	اسلام دشمنوں کی کذبیانی	171
	مغرب نے عورت کو پاکیزگی نہیں عریانیت دی ہے	171
	بہترین دولت نیک عورت ہے	173
27	جگر گوشۂ رسول سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	175
	حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے نکاح	179
28	اسلام میں خواتین کا مقام	181
	خانہ بدوشوں کی مصیبت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کی خدمت	182
	ایک بوڑھی عورت کی عمر رضی اللہ عنہ سے دوٹوک بات	183
	صحابیات کے کارنامے	183
	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نانی اماں کا تقویٰ	185
	مدینہ منورہ کی ایک صحابیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وعظ میں ٹوک دیا	185
	عورتوں کیلئے حضور کی شفقت اور احترام	187
29	بہادر صحابیہ ام حرام بنت ملحان شہید رضی اللہ عنہا	189

☆☆☆

انتساب

ملتِ ابراہم کے بانی، دین حنیف کے رہبر اول
سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

اور

معاون معمارِ کعبۃ اللہ شریف، کاشفِ زمزم شریف
سیدنا حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

و

امہات المسلمین والمومنین سیدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام
وحضرت سارہ علیہا السلام

کی جانب انتساب اور ثواب معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ جن کے طفیل وادئ غیر ذی ذرع کو مرکز اسلام اور قبلۃ المسلمین کا مقام عطا ہوا۔

لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں ان پاکیزہ نفوش پر امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔آمین!

ملت ابراہیمی کا ادنیٰ مسلمان
محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

۲۳/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱/مارچ ۲۰۰۹ء

تاثرات

محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین عرف فاطمہ عثمان ریگل میڈیکل سینٹر دہلی

اَلحَمۡدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى اَمَّا بَعۡدُ.

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے جس نے بنی آدم کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کے لئے انہیں میں سے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور گمراہی کے غار اور دوزخ کے راستہ سے ہٹانے اور بچنے کے ذرائع پیدا فرمائے۔انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرمایا اور علمائے کرام کو انبیاء کا وارث قرار دیا جو قیامت تک اس دین حق کے داعی اور محافظ بن کر قرآن وسنت کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور قانون الٰہی صرف قرآن اور شریعت محمدیہ ہے جو انسان کی سچی رہنمائی کرتا ہے اور اسے عمل کے ذریعہ خدا کا محبوب بنادیتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ بچپن میں جب ہم نے آنکھیں کھولیں اور کچھ شعور آیا تو میں نے اپنے نانا جان حضرت منشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے ماموں حضرت مولانا محمد عالم صاحب رحیمی مدظلہ اور دیگر رشتہ داروں کو دینی لباس اور دینی ماحول میں دیکھا، شاید ہی کوئی ایسا رشتہ دار ہمارے گھر پر آتا ہو جو شرعی لباس اور وضع قطع نہ رکھتا ہو، یہی

وجہ ہے کہ ہم لوگوں نے دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی حاصل کی ،لیکن بحمد اللہ کبھی بے حجابی کی ضرورت پیش نہیں آئی ،اس کا سہرا ہمارے والدین کے سر جاتا ہے جن کی تربیت سے ہم لوگ سچے مسلمان بلکہ یہ کہئے کہ سچی مسلم خاتون بنیں۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین بزرگوار کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے ، مجھے اور میرے شوہر مولانا محمد عثمان قاسمی کو ہمیشہ اس بات پر ناز ہے کہ ہمیں ایسا مصلح اور ایسا مربی و مشفق باپ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ جن کے رگ وپئے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سواء کچھ نہیں ہے، وہ ہمیشہ مسلم بچیوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی پرورش کے لئے کوشاں رہے ہیں اور کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ، جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ بچیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

مجھے بے حد خوشی ہوئی جب معلوم ہوا کہ والد محترم کی تقاریر کا دوسرا حصہ ''خطبات حبان برائے دختران اسلام'' شائع ہورہا ہے۔ میں اس کی اشاعت پر حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ دیوبند اور ان کے جملہ ساتھیوں کو مبارکباد دیتی ہوں کہ یہ سلسلہ مزید آگے بڑھے اور اس قسم کی تقاریر کرنے اور سننے کا طالبات کے اندر مزاج پیدا ہو، اللہ تعالیٰ ان خطبات کو ملت کے لئے نافع بنائے اور ذریعہ آخرت بنائے ،آمین !

ناکارہ بیٹی

ڈاکٹر قرۃ العین عرف فاطمہ عثمان

عالمی منزل، شاہ گنج دہلی

پیش لفظ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّا بَعدُ.

اللہ تعالیٰ بے انتہا کرم واحسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دختران اسلام کے متعلق کچھ دردمندی کا احساس عطا فرمایا۔ مجھے اس بات کا حقیقتاً احساس ہے کہ نہ ہی معلم ہوں نہ صاحب قلم نہ ہی داعی اور مجھے خود اپنی بے علمی کا شب وروز احساس ہے۔شاید اسی احساس اور جذبہ نے مجھے دختران اسلام کے متعلق کچھ بولنے اور لکھنے پر مجبور کیا ہے۔اصلاحِ حال کے لئے ہر شخص کا اپنا حق ہے اور اصلاحِ امت کی فکر بھی ہر مومن کا شیوہ اور نصب العین ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ماؤں ، بہنوں اور بیٹیوں کی اصلاح کی فکر کریں۔جس طرح مرد حضرات عورتوں کی مادی ضروریات کے کفیل ہیں اسی طرح ایک مومن کے لئے لازم ہے کہ دینی ضروریات اور اصلاحات کی بھی کفالت کا فریضہ انجام دے۔

شائع ہونے والی جملہ تقاریر کچھ عزیزم حضرت مولانا مفتی محمد ارشد جمیل رشیدی، مولانا محمد عرفان قاسمی جانسٹھی ، حافظ القاری عبدالباری حبانی ، قاری محمد ربانی

حبانی، مولانا محمد محبوب قاسمی، مولانا محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی، قاری محمد افضل رحیمی اور مولانا امداداللہ ندوی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اس بے علم وعمل پر رب کریم کا احسان ہے کہ ’’خطباتِ حبان برائے دختران اسلام‘‘ شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ میرے دوستوں کی دیرینہ خواہش رہی کہ اس طرح کے خطبات کا سلسلہ مزید طویل ہو اور مسلسل اشاعت ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ناشر محترم حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی اوران کے جملہ دوستوں کو بھی خوب جزائے خیر عطا فرمائے، اوراصلاحی خطبات کا یہ سلسلہ یوں ہی آگے بڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرگزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ پروردگارعالم ان خطبات کو دختران اسلام کے لئے نافع بنائے اوراپنی بارگاہ میں قبول فرماکر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے، اورحضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے فیوض وبرکات تادیر جاری وساری رکھے۔ آمین!

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

خانقاہ رحیمی، دارالعلوم محمدیہ بنگلور کرناٹک

۲۳؍ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

مطابق ۲۱؍مارچ ۲۰۰۹ء

بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

ام المومنین محدثۂ کبیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالطَّيِّبٰتِ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

خواتین اسلام، اورعزیزہ طالبات! آج کے اس اجلاس میں آپ کے سامنے ایک جلیل القدر محدثہ اور عظیم المرتبت ماں، اور قیامت تک پیدا ہونے والے ایمان والوں کی ماں کا ذکر خیر اور فضل وکمال بیان کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت سے فضائل ومناقب سے آراستہ وپیراستہ اور دین کی سب سے زیادہ فہم وسمجھ رکھنے والی ایک معزز خاتون ہیں یوں تو

ازواج مطہرات کی تعداد کل گیارہ تھی ۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسے فضائل اور خصوصیات کسی کو حاصل نہیں صرف یہی ایسی خاتون ہیں جو باکرہ تھیں اور آپ ﷺ کی زوجیت میں آئیں چھ سال کی عمر میں قبلِ ہجرت نکاح اور ایک ہجری میں ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی اور جب اٹھارہ سال عین شباب کا زمانہ آیا تو آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ پھر پوری زندگی انہوں نے اپنے آپ کو دین کی خاطر وقف کر دیا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کو جب کسی مسئلے میں دقت پیش آئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے اور وہاں ضرور مسئلہ کا حل مل جاتا۔

> تمام امت مسلمہ پر بالخصوص مسلمان عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو یہ بتادیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کر بھی علمی، مذہبی، اجتماعی اور سیاسی اور پندو موعظت اور اصلاح وارشاد اور امت کی بھلائی کے کام بجالاسکتی ہے، غرض اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ہے اور ان کی گذشتہ گری ہوئی حالت کو جتنا اونچا کیا ہے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی زندگی کی تاریخ اس کی عملی تفسیر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں اگر ایسے لوگ گزرے ہیں جو مسیح اسلام کے خطاب کے مستحق اور عہد محمدی کے ہارون بننے کے سزاوار تھے تو الحمدللہ صحابیات میں بھی ایک ایسی ذات تھی جو مریم اسلام کی حیثیت رکھتی تھی۔ غزوہ مریسع سے واپسی پر منافقین نے آپ پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت میں قرآن کریم کی کئی ایک آیتیں نازل فرمائیں جو رہتی دنیا تک کیلئے گویا چیلنج ہے اور آج اگر کوئی شخص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے۔ یا اپنے دل میں اس طرح کا کوئی خیال رکھتا ہے تو باتفاق علماء وہ کافر اور خارج اسلام ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حافظہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑی فقاہت علم وآگہی اور مسائل کو سلجھانے کا ایک خاص ملکہ اللہ نے دیا تھا اور حافظہ اللہ نے غضب کا عطا فرمایا تھا جیسا کہ مروی ہے ابوسلمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے، ایک زمین کی نسبت چند لوگوں کو ان سے نزاع تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر سمجھایا کہ اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ! اس زمین سے باز آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بالشت بھر زمین کے لئے بھی اگر کوئی ظلم کرے گا تو ساتویں طبقے اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔

مدینہ میں جب بچے پیدا ہوتے تو پہلے برکت حاصل کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لائے جاتے وہ ان کو دعائیں دیتیں، ایک بچہ آیا تو اس کے سر تلے لوہے کا ایک اُسترا نظر آیا، پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا اس سے بھوت بھاگتے ہیں، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے استرا اٹھا کر پھینک دیا اور بولیں کہ حضور ﷺ نے شگون سے منع کیا ہے ایسا نہ کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی غیرت

مسلمانوں اور ایرانیوں میں اختلاط عہد فاروقی میں ہوا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زور وقوت کا یہ نتیجہ تھا کہ مسلمانوں میں عجمیت کے جراثیم سرایت نہ کر سکے۔ عہد عثمانی میں اس اختلاط نے عرب کی آب وہوا کو مسموم کرنا شروع کر دیا، کبوتر بازی، شطرنج بازی، نرد بازی، یہ تمام لہو ولعب اور تضیع اوقات کے طریقے اس زمانہ میں پھیلنے لگے، صحابہ چونکہ زندہ تھے، انہوں نے سخت دار وگیر شروع کر دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک گھر میں کرایہ دار رہتے تھے، ان کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہیں،

سخت برافروختہ ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں اپنے گھر سے نکلوادوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی بھاری سمجھ اور بڑی غیرت وحمیت عطا فرمائی تھی کہ معمولی فروگذاشت دین کے تعلق سے اگر کسی سے ہوجاتی تو اس کو برداشت نہ کرسکتی تھیں خواہ ان کا کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ ایک مرتبہ ان کے بھانجے نے کہہ دیا کہ خالہ بہت خرچ کرتی ہیں میں ضرور ان کا ہاتھ روک دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات برداشت نہ ہوئی اور قسم کھالی کہ میں کبھی بھی اس سے بات نہ کروں گی جبکہ ان سے بڑی ہی محبت کرتی تھیں۔ دیگر صحابہ کرام نے بیچ میں پڑ کر اس خلیج کو پر کر کے سابقہ تعلق کو استوار کرایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قسم کا بار بار کفارہ ادا کرتی رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت واعظ کو

ابن ابی السائب تابعی مدینہ کے واعظ تھے، واعظین گرمیٔ مجلس کے لئے نہایت مسجع دعائیں بنا بنا کر پڑھا کرتے اور اپنے تقدس کے اظہار کے لئے موقع بہ موقع ہر وقت وعظ کے لئے آمادہ رہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خطاب کر کے کہا، تم مجھ سے تین باتوں کا عہد کرو، ورنہ میں بزور تم سے باز پرس کروں گی۔

عرض کی یا ام المومنین رضی اللہ عنہا! وہ کیا باتیں ہیں؟

فرمایا: ”دعاؤں میں عبارتیں مسجع نہ کرو، کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایسا نہیں کرتے تھے، ہفتہ میں صرف ایک دن وعظ کہا کرو، اگر یہ منظور نہ ہو تو دو دن اور اس سے بھی زیادہ چاہو تو تین دن، لوگوں کو خدا کی کتاب سے اکتا نہ دو، ایسا نہ کیا کرو کہ لوگ جہاں بیٹھے ہوں، آ کر بیٹھ جاؤ اور قطع کلام کر کے اپنا وعظ شروع کردو، بلکہ جب ان کی خواہش ہو اور وہ درخواست کریں، تب کہو۔“

مردوں میں سب سے بڑے عالم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب مشکل سے مشکل مسئلہ درپیش ہوتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو یہی حل فرماتے تھے اسی طرح ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے بڑی عالمہ تھیں اور حدیث کی کوئی کتاب بھی ان کی روایت سے خالی نہیں اور جن صحابہ کرام کی روایت سب سے زیادہ ہیں (جن کو مکثرین کہا جاتا ہے) ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تیسرے نمبر پر ہیں، چنانچہ اہم مسائل کو اپنی ذہانت و فطانت اور احادیث کی روشنی میں حل فرماتی تھیں، جیسا کہ عورت کی عدت کے تعلق سے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا مشہور واقعہ ہے۔

مطلقہ عورتیں عدت کے دن اپنے شوہر ہی کے گھر میں گزاریں، اس حکم کے مخالف صرف ایک فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی شہادت ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق دے دی اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا کر رہیں، فاطمہ اس واقعہ کو بیان کر کے اجازتِ انتقالِ مکان پر استدلال کرتی تھیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عہد میں اس واقعہ کی سنت سے ایک معزز باپ نے اپنی مطلقہ بیٹی کو شوہر کے یہاں سے بلوا لیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس عام حکم اسلامی کی مخالفت پر سخت اعتراض کیا، مروان اس زمانہ میں مدینہ کا گورنر تھا، اس کو کہلا بھیجا کہ تم سرکاری حیثیت سے اس معاملہ میں دخل دو، اور نفس مسئلہ کی نسبت فرمایا کہ اس واقعہ سے عام استدلال جائز نہیں، واقعہ یہ تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا گھر شہر کے کنارے پر تھا اور رات کو جانوروں کا خوف رہتا تھا اس بناء پر آنحضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تھی۔

مردوں سے زیادہ آپ کی خدمت میں عورتیں حاضر ہوتیں، عام نسوانی مسائل کے ساتھ ان کے مردوں کے متعلق ہدایات دیتی تھیں کہ اپنے اپنے شوہروں کو آگاہ کر دیں۔ بصرہ سے کچھ عورتیں حاضر خدمت ہوئیں، ان کو ہدایت کی کہ مجھے مردوں کو

ٹوکتے ہوئے شرم آتی ہے اپنے اپنے شوہروں کو مطلع کردو کہ پانی سے طہارت حاصل کریں کہ یہ مسنون ہے۔

شرم وحیاء کے متعلق ہدایت

ایک دفعہ کوفہ کی چند بیبیاں حاضرِ خدمت ہوئیں۔ دریافت فرمایا کہاں سے آئی ہو،عرض کیا کوفہ سے،اس نام سے ان کو کچھ تکدّر رہوا،اس کے بعد ان میں سے ایک نے مسئلہ کی ایک صورت پیش کی، یہ صورت حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم مشہور صحابی کے ساتھ پیش آئی تھی۔انہوں نے اپنے جہاد کا ثواب جو رسول ﷺ کی معیت میں کیا تھا، باطل کردیا،لیکن یہ کہ وہ توبہ کرلیں۔

ایک دفعہ شام کی عورتیں زیارت کو آئیں، وہاں حمام میں جا کر عورتیں برہنہ غسل کرتی تھیں،فرمایا کہ تم ہی وہ عورتیں ہو جو حماموں میں جاتی ہو،آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے میں اور خدا میں پردہ دری کرتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لاکھوں مسلمانوں کے قلوب کا مرکز

موسمِ حج میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قیام گاہ لاکھوں مسلمان کے قلوب کا مرکز بن جاتی تھی،عورتیں چاروں طرف سے گھیر لیتیں، وہ امام کی صورت میں آگے آگے اور تمام عورتیں ان کے پیچھے پیچھے چلتیں۔اسی درمیان میں ارشاد وہدایت کے فرائض بھی انجام پاتے جاتے ،ایک دفعہ ایک عورت کو دیکھا،جس کی چادر میں صلیب کے نقش ونگار بنے تھے، دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو آنحضرت ﷺ ایسے کپڑوں کو دیکھتے تو پھاڑ ڈالتے۔

ایک دفعہ ایک کپڑا لے کر آئیں اور فرمایا کہ یہی کپڑا آپ ﷺ کے زمانہ میں دلہنوں کو پہنانے کیلئے لوگ عاریت کے طور پر مانگ کر لے جایا کرتے تھے۔لیکن افسوس ہے کہ آج یہ کپڑا باندی بھی پہننے کیلئے تیار نہیں ہوتی ہے۔ایک مرتبہ خزانہ کا ڈھیر ان کے لئے آیا تو فرمایا کہ اعلان کردو کہ غرباء وفقراء آکر لے لیں۔ چنانچہ جب آگئے اور بانٹا شروع کردیا اور پورا خرچ ہوگیا تو ان کی باندی نے کہا کہ روزہ کھولنے کے لئے کچھ نہیں ہے اگر کچھ روک لے تیں تو اچھا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلے کیوں نہیں کہا۔ ہماری ماؤں بہنوں کو غور کرنا چاہئے کہ دوسرے لوگوں کا اتنا خیال کہ اپنے افطار کیلئے کوئی چیز نہیں لیکن اس کی کوئی فکر نہیں۔

عورتوں کو نصیحتیں

عورتوں کو ایسا زیور پہننا جس سے آواز پیدا ہو ممنوع ہے، نیز گھنٹے وغیرہ کی آواز منع ہے، ایک دفعہ ایک لڑکی گھنگرو پہن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، فرمایا اس طرح پہنا کر میرے پاس نہ لایا کرو۔اس کے گھنگرو کاٹ ڈالو،ایک عورت نے اس کا سبب دریافت کیا، بولیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اور جس قافلہ میں گھنٹا بجتا ہو، وہاں فرشتے نہیں آتے۔

حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا آپ کی بھتیجی تھیں، وہ ایک دن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر پھوپھی کے پاس آئیں ،دیکھنے کے ساتھ ان کے دوپٹہ کو غصہ سے چاک کر ڈالا، پھر فرمایاں،تم نہیں جانتیں کہ سورۂ نور میں خدا نے کیا احکام نازل کئے ہیں،اس کے بعد دوسرا موٹا اور گاڑھا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مکاتب غلام آزاد کیا ، رخصت کرتے وقت نصیحت کی کہ جاؤ اور جہادِ الٰہی میں شریک ہو، آنحضرت سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا

ہے کہ کسی مسلمان آدمی کے اندر خدا کی راہ میں گردوغبار نہیں پہنچتا، لیکن خدا جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور معمولی طرح سے جھٹ پٹ وضو کر کے چلے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً ٹوکا۔ عبدالرحمٰن وضو اچھی طرح کیا کرو، آنحضرت ﷺ کو میں نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیگیں گے، اس پر جہنم کی پھٹکار ہو۔

ایک دفعہ ایک گھر میں مہمان اترے، دیکھا کہ صاحبِ خانہ کی دولڑکیاں جواب جوان ہو چکی تھیں، بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں، تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے نماز نہ پڑھے، آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔

یہودیوں کا دستور تھا کہ کسی عورت کے بال چھوٹے ہوتے تو وہ مصنوعی بال جوڑ کر بڑے کر لیتی، ان کو دیکھ کر عرب عورتوں میں اس کا رواج ہو گیا تھا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے آکر عرض کی کہ میری ایک بیٹی دلہن بنی ہے، بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا بال جوڑ دوں، فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے بال جوڑنے والوں اور جڑوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔

غلافِ کعبہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

کعبہ پر ہر سال ایک نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے اور پرانا اتار لیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں کعبہ کے متولی پرانے غلاف کو ادب کی بناء پر زمین میں اسلئے دفن کر دیتے تھے کہ اس کو کوئی ناپاک ہاتھ نہ لگنے پائے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلید بردار تھے بیان کیا کہ ہم سارے غلاف کو اکٹھا کر کے ایک گہرا کنواں کھودا کر اس میں دفن کر دیتے ہیں، تاکہ ناپاکی کی حالت میں لوگ اس

کو نہ پہن لیں، شریعت کے نکتہ شناس نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، جس کا خدا اور رسول نے حکم نہیں دیا، اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے کوئی سوء اعتقاد پیدا ہو، ام المؤمنین نے شیبہ سے فرمایا، یہ تو اچھی بات نہیں ہے، تم برا کرتے ہو، جب وہ غلافِ کعبہ کعبہ سے اتر گیا، تو اگر کسی نے ناپاکی کی حالت میں اس کو پہن بھی لیا تو کوئی مضائقہ نہیں، تم کو چاہیئے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو اور اس کے جو دام آئیں وہ غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔ غالباً اسی کے بعد یہ پرانا غلاف مسلمانوں کے ہاتھ پھاڑ پھاڑ کر فروخت کر دیا جاتا ہے اور مشتاق مسلمان اس کو خرید کر گھروں میں لاتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں، اس فیض کیلئے مسلمانوں کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی ممنون ہونا چاہیئے جن کی بدولت ان کے ہاتھ یہ دولت آئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدعت سے حد درجہ نفرت تھی اسلئے کہ ارشاد نبوی ہے مَنۡ اَحۡدَثَ فِیۡ اَمۡرِنَا هٰذَا مَالَیۡسَ مِنۡهُ فَهُوَ رَدٌّ (جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے) آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتی تھیں۔ لیکن جب آپ ﷺ پردہ فرما چکے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر اب آپ ﷺ ہوتے تو ہرگز عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہ دیتے۔

حج میں سر کے بال منڈوانا یا ترشوانا بھی حاجیوں کے لئے ضروری ہے، عورتوں کے لئے کسی قدر بال کٹوا دینا کافی ہے، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ ناپ کر چار انگل ترشوانا چاہیئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا فتویٰ معلوم ہوا تو فرمایا کہ تم کو ابن زبیر کی بات پر تعجب نہیں ہوا کہ وہ محرم عورت کو چار انگل بال کٹوانے کا حکم دیتے ہیں، حالانکہ کسی طرف کا ذرا سا بال لے لینا کافی ہے۔

احرام کی حالت میں مردوں کو موزے نہیں پہننا چاہیئے۔ اگر کسی مجبوری سے پہنیں تو ٹخنے سے کاٹ دیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کے لئے بھی یہی فتوے

دیتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ مردوں کیلئے مخصوص ہے، عورتوں کو موزہ ٹخنے سے کاٹنا ضروری نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ سے رجوع کیا۔

آج کل تو حکومت غلاف کعبہ کے ٹکڑوں کو بطور تبرک مہمانوں کو پیش کرتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ احرام میں چہرہ پر نقاب نہیں ڈالنا چاہئے (عرب میں بھی گرمی اور تپش سے بچنے کیلئے چہرہ پر نقاب ڈالتے تھے) لیکن عورتوں کیلئے اس پر دائمی عمل مشکل تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہم لوگ جب آپ کے ساتھ حجۃ الوداع میں چلے، قافلے ہمارے سامنے سے گزرتے تھے، جب مقابل آجاتے، ہم سر سے چادر ڈال لیتے، جب وہ نکل جاتے ہم منہ کھول دیتے، چنانچہ قرن اول کی عورتوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے فتوے پر عمل تھا۔

آج بھی اگر عورتیں دینی تعلیم کے میدان میں آئیں تو وہ ایک عالمہ فاضلہ اور قوم وملت کی خادمہ بن سکتی ہیں لیکن اس کے لئے محنت وکوشش شرط ہے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں احساس کمتری کو پاس نہ آنے دیں عزائم کو بلند رکھیں پست حوصلہ نہ ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور جو کوئی عورتوں کی تذلیل وحقارت کرے اس کی زبان پر بندش لگائیں۔ عورتوں کو جو لوگ ذلیل سمجھتے تھے عورتوں کو جو لوگ ذلیل سمجھتے تھے، ام المؤمنین ان سے سخت برہم ہوتی تھیں، کسی مسئلہ سے اگر ان کی ذلت اور حقارت کا پہلو نکلتا تھا وہ اس کو صاف کردیتی تھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

شوہر کے حقوق اور فرائض

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ اللہ نے فضیلت دی ایک کو ایک پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے اموال۔

عفت مآب خواتین! آج کی اس بابرکت محفل میں بیوی پر شوہر کے حقوق کے تعلق سے قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ لب کشائی کی جسارت کرتا ہوں۔

اسلام کی ہر چیز، اس کا لایا ہوا قانون، اس کے احکام سب معتدل اور درمیانی ہیں ہر ایک کے جذبات، احساسات کا بھی لحاظ رکھا گیا۔ چنانچہ جیسے عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں اسی طرح عورتوں پر بھی مردوں کے حقوق ہیں اور ہر ایک کو

دوسرے کے حقوق کی پاسداری ضروری ہے۔اس کے بغیر میاں بیوی میں خوشگوار زندگی بسر نہیں ہوسکتی ہے۔شوہر کے حقوق بیان فرماتے ہوئے آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:”لَوْکُنْتُ اٰمُرُ احداً اَن یَّسْجُدَ لِاَحْدٍ لاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ یَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.“ (اگر میں کسی انسان کو دوسرے انسان کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے) دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ لاَ تُجَاوِزُ صَلاَتُهُمَا رُؤُسَهُمَا عَبْدٌ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهٖ حَتّٰی یَرْجِعَ وَامْرَءَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰی تَرْجِعَ . (الترغیب والترہیب)

”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہوجائے جب تک وہ لوٹ نہ آئے۔اس عورت کی نماز جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے جب تک وہ نافرمانی سے باز نہ آجائے۔“

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اِذَا دَعَا الرَّجل اِمْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیَٔ لَعَنَهَا الْمَلٰئِکَةُ حَتّٰی تُصَبِّحَ (جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور یہ عورت انکار کرے تو اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے ہیں صبح ہونے تک) یعنی عورت ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا منشاء پورا نہ ہو اور اس کی وجہ سے شوہر ناراض ہوجائے تو ساری رات فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔لعنت کے معنیٰ اللہ کی رحمت سے دوری یعنی اللہ کی رحمت اس عورت کو حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔نکاح کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ شوہر کو عفت حاصل ہو اور شوہر کی نگاہ دوسری عورت کی طرف نہ اٹھے اس لئے تم سے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہ ہونی چاہئے جس سے مرد کو جنسی تسکین حاصل نہ ہو۔

حضور ﷺ کے دربار میں ایک دلچسپ مقدمہ

حضرت ابوسعید ؓ ایک عورت کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ”ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی اور رسول اللہ ﷺ سے اپنا دکھڑا بیان کرنے لگی ، یا رسول اللہ ﷺ! میرے شوہر صفوان ابن معطل مجھے نماز پڑھنے پر مارتے ہیں اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ تڑوا دیتے ہیں،اور خود دن چڑھے نماز پڑھتے ہیں۔“ اتفاق کی بات کہ صفوان بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے صفوان سے معلوم فرمایا۔

صفوان نے کہا۔یا رسول اللہ ﷺ! یہ نماز میں دو لمبی لمبی سورتیں پڑھتی ہیں اور میں انہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، ایک سورت پڑھنا بھی کافی ہے۔صفوان ؓ نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کا یہ کہنا کہ میں ان کا روزہ تڑوا دیتا ہوں تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب یہ نفلی روزے رکھنے پر آتی ہیں تو رکھتی ہی چلی جاتی ہیں اور میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔

پھر صفوان بولے۔حضور ﷺ! رہا دن چڑھے نماز پڑھنے کا معاملہ تو ہم لوگ محنت مزدوری کرنے والے لوگ ہیں ، ہمارا تعلق اس خاندان سے ہے جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے نہیں اٹھتے۔آپ ﷺ نے فرمایا ”اچھا صفوان جب اٹھو نماز ضرور پڑھ لیا کرو۔“

لمبی لمبی نمازیں،قرآن کی تلاوت، روزے اور دوسری نفلی عبادتیں بے شک مومنانہ زندگی کا جمال و نکھار ہیں، اور ان میں غیر معمولی دلچسپی مومن خاتون کو خدا سے قریب کرنے کا یقینی ذریعہ ہے، لیکن شوہر کے عظیم حق کا تقاضا یہ ہے کہ ان

میں توازن اور اعتدال کا لحاظ رکھا جائے، اور ان میں ایسا انہاک نہ ہو کہ شوہر کا حق مارا جائے اور اس کی خدمت واطاعت میں ایسی کوتاہی ہونے لگے جس سے وہ پریشانی محسوس کرے۔

قضاء روزوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہتمام

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے جو روزے طبعی مجبوری کی وجہ سے چھوٹ جاتے تو ان روزوں کی قضا میں شعبان میں کیا کرتی تھی، اس لئے کہ شعبان میں آپ ﷺ بھی کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ اس حدیث میں ہماری ماؤں اور شادی شدہ بہنوں کیلئے بڑا اسبق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی رضا وخوشنودی کیلئے قضاء روزے بھی گیارہ مہینے بعد رکھتی ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کی خواہش ہو اور میں روزے ہوں جس سے آپ ﷺ کو کچھ تکلیف ہو۔ تو ہمارے لئے نفلی روزے شوہر کی اجازت کے بغیر رکھنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ نفل روزے خدا کی خوشنودی کیلئے ہیں اور اللہ تعالیٰ شوہر کو ناراض کرنیوالی عورت سے کبھی راضی نہیں ہوسکتے اسے نفلی روزے سے زیادہ ثواب کا کام شوہر کی اطاعت ہے۔

عورتوں کی قاصدہ حضور ﷺ کی خدمت میں

ایک مرتبہ عورتوں نے اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا کو اپنی نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ وہ پہنچ کر عرض کرتی ہیں: ”میں مسلمان خواتین کی ایک جماعت کی طرف سے آپ کے پاس قاصد بن کر آئی ہوں وہ میرے پیچھے ہیں۔ سب وہی کہنا چاہتی ہیں جو میں کہہ رہی ہوں، اور سب کی وہی رائے ہے جو میری رائے ہے،

کہ اللہ نے آپ کو مردوں اور عورتوں کیطرف بھیجا ہے، پس ہم سب آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ہم سب نے آپ ﷺ کی پیروی کی لیکن ہم خواتین کا یہ حال ہے کہ ہم پابند، پردہ نشین، گھر میں بیٹھنے والی، مردوں کی خواہش پوری کرنے والی، ان کی اولاد اٹھانے والی ہیں، اور مردوں کو جمعوں میں شرکت اور جنازوں اور جہادوں میں حصہ لینے کی بنا پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ جب وہ جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے پیچھے ان کے مال واسباب کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔ تو اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بتائیے کیا ہم اجر وثواب میں بھی ان کے ساتھ حصہ پائیں گی؟

حضور ﷺ کی زبانی خاتون کی تعریف

حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور پوچھا بتاؤ تم نے کسی خاتون کو اپنے دین کے بارے میں اس عورت سے زیادہ اچھی بات پوچھتے سنا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا خدا کی قسم ہم نے نہیں سنا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، اسماء جاؤ اور تمہارے پیچھے جو عورتیں ہیں ان سب کو بتادو کہ تمہارا اپنے شوہروں کے ساتھ اچھا برتاؤ ان کی خوشنودی کی فکر، اور ان کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے ان کے کہے پر چلنا ان تمام دینی خدمات کے برابر ہے جن کی اہمیت کا ابھی تم نے تذکرہ کیا۔

عورتوں کیلئے خوشی کی بات

ہمارے لئے کتنی بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم گھر کا جو کام کاج کریں اور جس میں رضائے شوہر اور رضائے مولیٰ کی نیت کرلیں تو سارا کام ثواب ہی ثواب ہو جائے گا۔ حتی کہ جنسی تسکین حاصل کرنے میں نیت درست رکھیں اس میں بھی ثواب

ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے وَ فی بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ. ’’اپنی بیویوں سے ملنے میں بھی صدقہ ہے‘‘۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح کا واقعہ

نسائی شریف میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ’’حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی جب ایک خاتون سے شادی ہونے لگی تو آپ نے عورت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، بی بی رشتہ جوڑنے سے پہلے خوب سوچ لو۔ میں بہت ہی سخت معاملے کا آدمی ہوں، ذرا ذرا سی بات پر پکڑ کرتا ہوں۔نہایت سخت مزاج ہوں، چھوٹی سی بات پر مجھے غصہ آجاتا ہے اور پھر آسانی سے غصہ نہیں اترتا۔تم سوچ لو، اگر ان تمام عیبوں کے ہوتے میرے ساتھ نباہ کرسکو تو رشتہ قبول کرو۔ ورنہ تمھیں آزادی ہے جہاں مناسب سمجھو اپنے لئے رفیق حیات منتخب کرو۔خاتون کچھ دیر خاموش رہیں، پھر نہایت سنجیدگی سے بولیں، مجھے جی جان سے رشتہ منظور ہے، میں سمجھتی ہوں آپ سے زیادہ سخت مزاج اور بدمعاملہ تو وہ ہے جو آپ کو سختی کرنے اور غصہ دکھانے کا موقع دے۔

عورت کا یہ جواب سن کر حضرت کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور مسکراتے ہوئے فرمایا ایسی عقل مند خاتون میری شریکِ حیات ہو اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔شادی ہوگئی اور پھر دس سال تک میاں بیوی نے انتہائی خوش گوار زندگی گزاری، دونوں نے ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھا اور محبت و مسرت کی زندگی گزارتے رہے، دس سال کے بعد اتفاق سے کسی معمولی بات پر ان بن ہوگئی۔ شوہر نے بیوی سے کچھ سخت سست کہہ دیا، بیوی نے بھی محسوس کیا۔

حضرت کا غصہ جب ذرا ٹھنڈا ہوا تو بیوی سے بولے، تم کو اختیار ہے چاہے میرے ساتھ رہو چاہے آزاد ہو جاؤ۔ میں واقعی سخت مزاج ہوں۔

بیوی نے کہا خدا گواہ ہے میں دس سال آپ کے ساتھ رہی، آپ نے میرے ساتھ نہایت شفقت و محبت کا برتاؤ کیا، میرے جذبات کا خیال رکھا، کبھی مجھے برا بھلا نہیں کہا، کبھی مجھے ملامت نہیں کی، اب ذرا سی بات کی وجہ سے میں ان ساری بھلائیوں کو بھول جاؤں اور آپ کی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دوں تو مجھ سے زیادہ ناشکرا کون ہوگا؟ خلوص و محبت کے یہ کلمات سن کر حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے خوشی کے آنسو پونچھے اور فرمایا ’’پروردگار کی قسم ناشکر گزار بیوی پر خدا غضب ناک ہوگا‘‘۔

’’حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ وہ کسی وقت بھی اپنے شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔‘‘ (نسائی)

اللہ تعالیٰ ہم کو شوہروں کی فرمانبرداری اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

مغربی طرزِ حیات عورتوں کیلئے عذاب ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اور ٹھہری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا۔

معزز ماؤں اور بہنو! عورت گھر کی زینت ہے اسلام نے عورت کو باعزت مقام دیا ہے، اسکو گھر کے اندر کی ذمہ داریاں سونپ کر گھر کی ملکہ بنادیا ہے اور قدرت نے اس کے جسم کی ایسی ساخت وپرداخت رکھی ہے کہ وہ گھریلو اور اندرون خانہ کے کام ہی بجا طور پر انجام اور پایۂ تکمیل کو پہونچا سکتی ہے اور اس میں اس عفت

وپاکدامنی کا رازِ دروں بھی مضمر ہے اور اسی سے ایک صالح اور درست معاشرہ وجود میں آسکتا ہے، اس کے برخلاف آج مغرب نے جس بے راہ روی اور آزادی نسواں وجنس آزادی کا نعرہ بلند کیا، اس سے پورا معاشرہ تباہ وبرباد ہورہا ہے، اور آج کا دانشور طبقہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آزادئ نسواں اور حقوق نسواں کی باتیں کرنے والے محض نفسانی خواہشات وہوس کے شکار ہیں۔ آزادی نسوان کے سنہرے خواب دکھا کر مغربی تہذیب نے عورت پر جو ظلم کیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ عورت کے تعلق سے مغرب کا نظریہ یہ ہیکہ اس سے زیادہ سے زیادہ جنسی تسکین حاصل کی جائے۔ بس اسی غرض کی خاطر عورتوں کو گھروں سے باہر نکالا گیا جس کی وجہ سے گھر تباہ ہوتا ہے، بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہوپاتی، خانگی نظام متاثر ہوتا ہے۔ اس بے راہ روی کے نتیجہ میں آج بکثرت زنا کا صدور ہورہا ہے جس کے نتیجہ میں بیشمار پیدا ہونے والے بچوں کے باپ کا پتہ ہی نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے خواتین کو ماں بننے کے بعد ناپسندیدہ رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کسمپرسی کو دیکھتے ہوئے اب مغربی معاشرہ سے یہ آوازیں اٹھنے لگی ہیں کہ عورت کو واپس گھر لایا جائے اس کے بغیر معاشرہ کی اصلاح نہیں ہوسکتی اور خاندانی نظام قائم نہیں ہوسکتا ہے۔

تم میں سب سے بہتر کون ہے؟

اسلام نے بلاشبہ ہمیں قعر مذلت سے نکال کر بہت اعلیٰ باعزت مقام عطا کیا اور ہمارے لئے ایک معاشرہ تشکیل دیا جو معتدل اور متوازن نظام حیات پر مبنی ہے۔ اس نے مرد وعورت دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق وفرائض سے آگاہ کیا اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو لازم قرار دیا گیا صرف حقوق اور قوانین ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اچھے اخلاق پیش کرنے کی تلقین کی گئی چنانچہ ارشاد باری ہے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) یہ حکم مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میں کسی انسان کو سجدہ کر نے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے عورت و مرد کے درمیان خوشگوار زندگی اسی وقت گذر سکتی ہے جبکہ اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی بچوں کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی بچوں کیلئے تم سب سے بہتر ہوں۔"

انسانیت کا جنازہ نکل گیا

عورتیں جب اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر عمل پیرا تھیں تو معاشرے میں ان کی ایک حیثیت تھی آنے والی نسلوں کیلئے نمونہ بنتی تھیں۔لیکن عورتیں جب اللہ کے حدود، قیود سے آزاد ہوکر بازاروں، ہوٹلوں، سینما گھروں، پارکوں اور گلی کوچوں میں بلاضرورت اپنے عریاں وجود کے ساتھ پھیلنے لگیں اور صنف مخالف کو دعوت نظارہ دینے لگیں۔ان کے عقل وخرد کو برباد کرنے لگیں تو پھر انسانیت کا جنازہ نکل گیا، رشتوں کا تقدس ختم ہوگیا۔آج ہر روز ایسی خبریں اخباروں کی زینت بنتی ہیں جن سے معاشرے میں جنسی اختلاط و بے قید آزادی کے نتیجے میں آئی گراوٹ کا پتہ چلتا ہے۔آوارگی عیاشی اور جنسی منہ زوری کے طوفان میں آج چھوٹی بچیاں بھی محفوظ نہیں۔محرم رشتے بھی ریت کی بھربھری دیوار ثابت ہو رہے ہیں۔جس کی بڑی وجہ بے پردگی ہے کہ جس کو شریعت اسلامیہ نے واجب اور اہم قرار دیا تھا اس کو ہم نے پس پشت ڈال دیا، صحابہ کا دور جس دور میں محسن انسانیت ﷺ خود تشریف فرما ہوں، اس سے بہتر کونسا دور ہوسکتا ہے جس کے متعلق خود ارشاد نبوی ہے خَیْرُ

الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ (میرا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے) جب اس وقت یہ حکم ہو رہا ہے۔ "یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ. اے نبی آپ ﷺ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں ڈال لیں) تو آپ خود بتائیں کہ اس دور پرفتن میں ہمیں بے پردہ گھر سے باہر نکلنا کتنا مضر اور نقصان دہ ہے۔پردے کی وجہ سے معاشرے میں اصلاح و درستگی پیدا ہوتی ہے اور جس مقصد کیلئے صنف نازک کی تخلیق ہوئی ہے، اس کو اچھی طرح انجام دے سکتی ہے؟

ہماری تخلیق کا مقصد

ایک باحیا وعقلمند خاتون بخوبی اپنی تخلیق کا مقصد جانتی ہے۔اسے یہ معلوم ہے کہ بیوی بیٹی اور ماں کا معاشرہ کی ترقی وخوش حالی میں کیا کردار ہے۔بیٹی کی صورت میں وہ صرف اپنے والدین ہی کے لئے نہیں بلکہ پورے خاندان کے لئے باعث تسکین ہے اور بیوی کی صورت میں صرف اپنے شوہر کی تسکین ودل بستگی کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ نسل انسانی کی افزائش کا بارگراں بھی اس کے کاندھوں پر ہے جو اس کی اہمیت میں اضافہ کا سبب ہے اور ماں کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرنے کی ذمہ دار ہے کہ وہ ایک صالح معاشرہ کی اساس بن سکیں۔گویا ہر حیثیت سے عورت اپنے خانوادے کی اہم کڑی ہے۔سربراہی گھر کی ہو یا ملک کی اللہ پاک نے اس کی ذمہ داری مرد کو سونپی ہے۔البتہ عورتوں کو مردوں کی طرح تمام سیاسی، سماجی، معاشی حقوق عطا کئے ہیں، تاہم خواتین کو ان کی نزاکت طبع کی وجہ سے ان تمام جسمانی ذمہ داریوں سے علاحدہ رکھا ہے جو ان کی جسمانی ساخت اور مزاج سے مناسبت نہ رکھتی ہوں۔

خواتین مشورہ دینے کا حق رکھتی ہیں

خواتین سیاسی معاملات میں رائے مشورہ دینے کا مکمل حق رکھتی ہیں، ریاست کے بڑے سے بڑے صاحب منصب کو غلط بات پر سرراہ ٹوکنے کا حق رکھتی ہیں، ضرورت پڑنے پر معاشی جدوجہد بھی شریعت کے حدود میں رہ کر کرسکتی ہیں۔ اس سے زیادہ آزادی کی اب کون سی اچھی شکل ہوسکتی ہے جس کی طلب میں سرگرداں خواتین اپنی نسوانیت ووقار سے دست بردار ہورہی ہیں اور اپنا اسلامی تشخص مسخ کر رہی ہیں۔ آج ہماری گری ہوئی حیثیت کا یہ حال ہے کہ ہمارا استعمال منجن، چورن بیچنے کے لئے کیا جانے لگا ہے۔

دکانوں میں ادنیٰ سے ادنیٰ اشیاء کی خرید وفروخت کیلئے بھی عورتوں کے ننگے مجسمے اور زیادہ سے زیادہ عریاں تصاویر کا استعمال کیا جارہا ہے۔ کیا یہی ہماری اوقات رہ گئی ہے۔ کیا یہی وہ آزادی اور مساوات ہے جس پر ہم نازاں ہیں۔ اگر ہم میں غیرت ہوتی تو، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم متحدہ ہوکر ان تمام مجسموں اور پوسٹروں کو آگ لگادیتے اور وہ تجار جو ہماری رسوائی کا سامان مہیا کرکے اپنی تجارت چمکا رہے ہیں ان کو سخت سے سخت وارننگ دیتے کہ آئندہ اس طرح کے مجسمے اور عورتوں کی عریاں تصاویر بازاروں یا سڑکوں پر نظر نہ آئیں۔

آج ایسی عریاں تصویریں لٹکانے والوں کو اس حرکت سے باز آنا چاہئے اور ذمہ داران حکومت کو اس پر پابندیاں عائد کرنی چاہئے، سعودیہ عربیہ کی اس سلسلہ میں تقلید کرنی چاہئے کہ کسی ایک پوسٹر پر بھی کسی لڑکی کی تصویر نظر نہیں آتی اس طرح کے مستحکم ومضبوط اور درست نظام سے معاشرہ کی اصلاح اور خاندان کو تہذیب ملتی ہے۔

اسلام کا نمونہ بنیں

عزیز بہنو! ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ ہم مسلمان خواتین ہیں اور ہمیں قیامت تک کیلئے دین اسلام کا ایک ماڈل، ایک اعلیٰ نمونہ بنایا گیا ہے تاکہ غیر مسلم خواتین اور غیر اسلامی تہذیب ہماری اقتداء کرے، ہم قیادت وسیادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ گمراہ اور راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں اور راہ مستقیم سے بھٹکی ہوئی تہذیب کے جھوٹے نوالے کھانے کے لئے۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، قبل از اسلام عرب بلکہ پورے دنیا میں عورتوں پر کس طرح ظلم ڈھائے جارہے تھے، بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا تھا، میراث میں اسے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، یہ اسلام کا بہت بڑا احسان ہے عورت پر کہ اس نے عورتوں کو نئی زندگی بخشی، اب اس کا شکر یہ ہے کہ ہم اس کے تقاضوں پر عمل کریں نہ یہ کہ غیروں کی تقلید کرکے خدا اور رسول کو ناراض کریں اور اپنی عاقبت خراب کریں۔

یاد رکھیئے اگر ہم نے اپنی حالت کو خود نہیں سدھارا اور اپنی شان کو نہیں پہچانا تو ہمیں دنیا میں تو رسوائی وتباہی کے بھیانک غار میں گرنا ہی ہوگا اور آخرت میں اس قادر عادل بادشاہ کو منھ بھی دکھانا ہوگا اور اپنے بداعمالیوں وبے راہ رویوں کا جوابدہ بھی ہونا ہوگا۔ کیا ہمارے پاس نجات کا کوئی راستہ اس وقت بچے گا؟ ہرگز نہیں، مہلت بس اسی وقت تک ہے جب تک آنکھیں کھلی ہیں۔ اللہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی اپنی حالت سدھارنے کی فکر پیدا کرنے اور دین ودنیا کیلئے ایک کامیاب خاتون بننے کی صلاحیت پیدا کردے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن☆

بچوں کی تعلیم پر سزا کے اثرات

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْ مِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.هُوَالَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور اس کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے، دی ان کو کتاب اور عقلمندی۔

معزز خواتین ماؤں اور عزیز طالبات ،آپ ﷺ نے کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا اور عربی میں ایسے ہی شخص کیلئے اُمّی کا لفظ آتا ہے۔جس نے کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہولیکن اس کے باوجود آپ ﷺ سب سے بڑے معلم، سب سے بڑے مربی، سب سے بڑے استاذ اور سب سے بڑے داعی اور محسن انسانیت بلکہ محسن کائنات تھے شیخ سعدی کا ایک شعر مجھے یاد آرہا ہے۔

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بشست

ایسا یتیم کہ جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا لیکن کتنے مذاہب کے کتب خانوں کو دھل دیا ہم زندگی کے جس گوشے میں اپنے لئے نمونہ اور عمل چاہتے ہوں تو آپ ﷺ کی جامعیت کبریٰ کے خزانہ میں ہمہ وقت دستیاب ہوسکتا ہے۔آپ ﷺ کو ایک معلم الرسول کی حیثیت سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے بچوں کی اور ہر عمر کے صحابہ کرام کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم وتربیت فرمائی۔اونٹوں کے چرانے والے، بتوں کے پوجنے والے، مردار کھانے والے ہی قیصر وکسریٰ کے مالک اور قوم کے ہادی وراہبر بن گئے۔اسی کو کسی شاعر نے کہا ہے۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں رہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا، یہ کیوں نہیں کیا اور کسی کام کے کرنے پر، یہ نہیں فرمایا ”یہ کیوں کیا“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہیں تھی۔آج اساتذہ کرام کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ قوم کے بچے امانت ہیں ان کو سزا دینے میں احتیاط برتیں کیونکہ سزا دینے

سے بچے خراب ہوجاتے ہیں ، اس میں شک نہیں کہ رفتہ رفتہ اسکولوں میں جسمانی سزاؤں کا رواج کم ہوتا جارہا ہے۔لیکن چھوٹے مدارس کے اساتذہ اب بھی اس کے شکار ہیں۔ویسے جدید تعلیمی پالیسی کے عملی پروگرام میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ملک کے تمام اسکولوں میں جسمانی سزاؤں کا رواج بند کردیا جائے اب کوئی ٹیچر بچوں پر ہاتھ نہ اٹھا سکے۔

بچے عام طور پر معصوم ہوتے ہیں ۔ انہیں اتنی عقل نہیں کہ وہ سب کچھ سمجھ جائیں جو بڑے برسوں کے تجربہ کے بعد سمجھ سکتے ہیں ۔اس لئے انکی بہت سی باتوں اورشرارتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔لیکن اس کے باوجود انہیں وقتاً فوقتاً سزا دینی ضروری ہے تاکہ وہ دوبارہ اس قسم کی حرکت نہ کرسکیں لیکن اس کی سزا بروقت دینا مناسب ہے۔سزا کوملتوی رکھا جائے تو سارا وقت ذہنی پریشانی میں گزرتا ہے جو بچہ کی ذہنی نشوونما کے لئے نقصان دہ ہے۔

ہر بچہ کی ایک بھرپورابھرتی شخصیت اورانا ہوتی ہے لیکن وہ بڑوں کے سامنے لاچارومجبور ہوتا ہے،اسکی مجبوری کا فائدہ اٹھا کراس کوسزائیں دی جاتی ہیں،جس سے اس کی انا کوسخت ٹھیس پہنچتی ہے ۔آئے دن سزاملتی رہےتواس کی شخصیت ابھرنہیں پاتی بلکہ ٹھٹھر کررہ جاتی ہے۔جسمانی سزا کے علاوہ دوسری قسم کی سزائیں جیسے کھانا بند کردینا، گھر سے نکال دینا، کمرہ میں بند کردینا، اپنے ہی بچوں سے ایک کوالگ کردینا، سوشل بائیکاٹ ، خاندان کے افراداور دوست احباب کے سامنے اپنے بچوں کی شکایت و حکایت بیان کرنا یہ سب باتیں بچوں کی نفسیات پر گہرااثر ڈالتی ہیں۔بعض مائیں بچوں کوخودتونہیں مارتیں بلکہ بچوں کے والد جب شام میں آئیں توان کے سامنے بچوں کے جرائم کی فہرست تیارکرکے رکھ دیتی ہیں۔پھرکیا آتے ہی ابا جان نے بچوں کی وہ مرمت کی کہ کئی دن تک حالات قابو میں رہے لیکن یہ محض خیال ہے۔بعض

اسکولوں میں طلبہ کوسخت ڈسپلن کا پابند بنایا جاتا ہےاور بعض گھروں میں عجیب تناؤ قائم رہتا ہے۔بعض والدین چڑچڑے مزاج کے ہوتے ہیں ، کچھ عرصہ قبل کسی صاحبزادی نے اپنے والد کے انتقال پرایک مضمون لکھا تھا جومسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسر تھے ۔اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔” جیسے ہی ابا جان گھر میں داخل ہوتے سارے خاندان کے افرادکوسانپ سونگھ جاتا ہے،سارے گھر پرتناؤ کی فضاء قائم رہتی ہے۔باتیں بھی اشاروں میں ہوتیں ہیں،جب وہ گھر سے جاتے تو سب کے چہروں پر بشاشت آجاتی ہے۔ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد سارے گھر والوں کوامن وچین نصیب ہوا“اس صاحبزادی کو یہ مضمون لکھنے کیلئے کئی برس کا انتظار کرنا پڑا ہوگا۔

بچوں کے لئے جیسے حد سے زیادہ لاڈ وپیار برا ہے۔اسی طرح حد سے زیادہ سختی اورڈانٹ پھٹکار بھی بری ہے۔شیخ سعدی نے لکھا ہے۔؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
کہ قاصد چو جراح مرہم نہ است

ترجمہ: سختی اورنرمی ملی جلی بہتر ہے جیسے فصد کھولنے والا چیرنے پھاڑنے او رمرہم رکھنے والا ہے۔

بے جا سزا کے اثرات

ایک باپ کو،اسی طرح ایک استاذ کو یا ایک معلم کواپنے بچوں کی تعلیم وتربیت لاڈ وپیاراور سمجھا بجھا کر کرنی چاہئے ۔ضرورت پڑے تو مناسب پٹائی مضرنہیں مگر اتنا نہیں کہ بچے باپ اورشاگرد، استاذ کے مرنے کا انتظار کرنے لگیں، جب حد سے زیادہ بچوں کی پٹائی کی جاتی ہےتو بچے سدھرنے کے بجائے بگڑ جاتے ہیں اوران کا مستقبل تباہ وبرباد ہوتا ہے۔

نیز سزائے جسمانی کی تکلیف، دماغی اور روحانی کوفت میں تعلیم کا کام صفر سے گزر کر منفی ہو جاتا ہے، اس مضمون سے نفرت ہو جاتی ہے، یہ ایک ایسا عظیم نقصان ہے جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

بعض اساتذہ بچوں کو کلاس میں بالکل خاموش رہنے کی سزا دیتے ہیں۔ بچوں میں چیخنے چلانے، کھیل کود، لڑنے، جھگڑنے، رونے پیٹنے، تماشہ بننے اور دیکھنے کے جذبات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ خاموش بٹھانا سزائے جسمانی سے زیادہ روحانی عذاب ہے۔ اگر آپ نے کسی لیڈر کے مرنے پر دومنٹ کی خاموشی منائی ہو تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ دومنٹ بھی ہم پر کیسے گزرتے ہیں۔

تعلیمی ماحول خاص محبت، شفقت و ہمدردی کا ہے، تعلیم کا عمل صرف گھر یا مدرسہ کی خوشگوار فضا میں ہی جاری رہ سکتا ہے۔ جہاں یہ فضا کسی نہ کسی وجہ سے خراب ہو جائے اور تناؤ پیدا ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ وہاں تعلیم کا کام بند ہے، گو پڑھائی جاری ہے اور اس طرح کے ذہنی تناؤ کا شکار اکثر کم تعلیم یافتہ چھوٹے مدارس کے اساتذہ بھی ہوتے ہیں۔ اس سے اساتذہ کا آپس میں ایک دوسرے سے حسد و بغض رکھنا ایک دوسرے کی ترقی سے جلنا، اچھے اساتذہ کے پیچھے پڑ کر ان کو نکالنے کی نت نئی کوششیں کرنا، الزام تراشی کی فکر میں لگے رہنا، ان کی فطرت بن چکی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے طلبہ مدارس کا زبردست نقصان ہوتا ہے۔ اس نقصان کو بعض کم علم ذمہ داران نہیں سمجھ پاتے اور یہی چیزیں مدارس وعلماء کے بدنامی کا سبب بنتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کو ماں باپ سے فطری محبت ہوتی ہے اور یہ سچی محبت ماں باپ کے لئے ایک گراں قدر خزانہ ہے لیکن بچوں کو سزا دے کر اس محبت کو بچوں کے فرائض کی ادائیگی اور ذمہ داری میں تبدیل کرنے کی کوشش لاحاصل ہے۔

بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے

میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جامع واقعہ سنا کر بات ختم کرتا ہوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی تربیت کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بچہ جب پانچ سال کا ہو جائے تب اس کی تربیت کی جائے اس لئے کہ ابھی بچہ ہے کیا سمجھے گا ٹھیک ہے اس کو عقل نہیں، شعور نہیں لیکن اس کے سامنے جو فحش کلمہ نکالو گے تو اس کے کان کے راستے سے اور غلط کام کرو گے تو اس کی آنکھ کے راستے خراب تصور دکھاؤ گے تو وہ بھی آنکھ کے راستے سے دل پر نقش ہو جائے گی اور اگر اچھی بات سناؤ گے اچھی چیز دکھاؤ گے تو وہ بھی دل پر نقش ہو جائے گی اور بڑے ہونے کے بعد وہی کام وہ کرے گا جو بچپن میں آپ اس کے سامنے کر رہے تھے کیونکہ بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے جو لکھو گے وہی لکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی اولاد کی بہتر تربیت کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

بیوی سے حسنِ سلوک کی ہدایت

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاء وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔''

محترم ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اور احادیث رسول میں جگہ جگہ شوہروں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کریں۔ احادیث وسیر کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک چیز کی تعلیم کرتے ہیں تو اس کو خود برت کر اور عمل کر کے دکھا جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بیویوں کو نیکی اور خیر خواہی کی تعلیم کی تو عمل کر کے بتا دیا اور دکھا دیا۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا

خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ. تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کیلئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کیلئے تم سب سے بہتر ہوں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. (ترمذی)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کامل ایمان والے مومن وہ ہیں، جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں، اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔''

بیوی میں پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے

ایمان دل کا ایک نور ہے، جس کو نہ دیکھا جاسکتا ہے اور نہ محسوس کیا جاسکتا ہے۔ جو کچھ دیکھا یا محسوس کیا جاسکتا ہے وہ اچھی عادتیں، اچھے اخلاق اور اچھا برتاؤ ہے، اور اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دل میں سچا اور کامل ایمان موجود ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک اچھی بیوی میں، کشش، عقل، محبت، نرم مزاجی، مہربانی، مٹھاس، مدد، صبر، معقول رویہ، بے غرضی، خوشی، ایثار پیشگی، فرض شناسی، وفاداری اور دینداری جیسی پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔

اس سے عورت کی اپنی شخصیت باوقار اور باکمال بن جاتی ہے۔

بیوی کے تعلق سے شوہر کو نبھانے کی تاکید اور حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی صاحبِ ایمان مرد اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہے تو ہوسکتا ہے کہ دوسری عادت خصلت اسے پسند آجائے۔ (مسلم)

ہر مرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی شریکِ حیات اپنی شکل وصورت، سلیقہ وہنر اخلاق واطوار، سیرت وکردار میں بے عیب ہو، لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص ایسی بیوی پاسکے جو ہر عیب سے پاک ہو اور اس کی ذہنی تصویر کے بالکل مطابق ہو۔ ہوسکتا ہے کہ ایک عورت اپنی شکل وصورت میں ممتاز نہ ہو، لیکن اپنے سلیقہ اور ہنر میں ممتاز ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی عورت حسن وجمال کا پیکر ہو، لیکن سیرت وکردار کے لحاظ سے کوئی مقام نہ رکھتی ہو، بلاشبہ ہر انسان انتخاب کے وقت تمام خوبیاں پیشِ نظر رکھنے کا اختیار رہے۔

لیکن اس کیساتھ اللہ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئاً وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْراً کَثِیْراً۔ (اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھی ہو اللہ نے اس میں (تمہارے لئے) (خیر کثیر) ممکن ہے کہ جس بیوی کو آپ شکل وصورت کیوجہ سے ناپسند کرتے ہیں اس کے بطن سے اللہ تعالیٰ ایسی نجیب وسعید اولاد آپ کو عطا فرمادے جو آپ کا نام روشن کردے۔ یا جب زندگی کا کارواں ابتلا وآزمائش کی سنگلاخ وادی میں قدم رکھے تو تمہاری یہ بیوی تمہارے عزم وحوصلہ کو بلند رکھنے میں اس گل رعنا سے مفید ثابت ہو جس کی بوئے وفا اور رنگ حنا کو (بادسموم کا ایک ہی جھونکا بہادے اور آپ کی زندگی انتہائی ناخوشگوار بنادے۔ اس لئے صرف ظاہری حسن وجمال پر حد سے زیادہ فریفتگی انسان کیلئے نقصان دہ اور ضرر رساں ثابت ہوسکتی ہے۔

شوہر کا بیوی کے ساتھ برتاؤ کیسا ہو؟

شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ اچھا اور دوستانہ اخلاق پیش کرے نہ کہ غلاموں اور خادموں جیسا کہ اس کو ڈانٹنا پھٹکارنا، اس سے زندگی میں

خوشگواری نہیں پیدا ہوسکتی ہے، خوش اخلاقی سے محبت پیدا ہوگی اور خوش اخلاقی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے، گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے، اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اس لئے کہ یہاں بناوٹ یا دکھاوے کا کوئی پردہ نہیں رہ پاتا۔ اگر آدمی گھر والوں کے ساتھ اچھے سلوک سے رہتا ہے، خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے، نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے اور اپنی کسی روش سے گھر والوں کو دکھ نہیں پہنچنے دیتا، تو یہ مثالی خوش اخلاقی اس بات کی علامت ہے کہ خدا نے واقعی اس کے دل کو سچے اور کامل ایمان سے روشن کردیا ہے۔

عورت کی طبعی اور فطری کمزوری کے پیش نظر اسلام نے ہر معاملے میں شوہر کو تاکید کی ہے کہ وہ عورت کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، مہربانی سے پیش آئے۔ گھر کی فضا کو خوش گوار بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ مرد گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور محبت سے پیش آئے، گھریلو زندگی کی خوش گواری اس میں نہیں ہے کہ مرد ہر وقت اپنی بڑائی جتائے، بات بات میں اپنی حاکمیت کا اظہار کرے، ہر گھڑی تیور چڑھائے رکھے بلکہ بیوی کے ساتھ خوش مزاجی، بے تکلفی، دلجوئی مہربانی اور محبت کے برتاؤ سے کامیاب اور دلکش خانگی زندگی بنتی ہے۔

حقوق کی حفاظت

وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (النساء۱۹) ''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔'' خوش گوار خانگی زندگی بسر کرنے کیلئے شوہر پر جو ذمہ داریاں آتی ہیں اس مختصر آیت میں وہ سب ہی سمیٹ دی گئی ہیں، خوش اخلاقی سے پیش آنا نرمی اور احسان کی روش اختیار کرنا، خرچ میں تنگی نہ کرنا، ان کو اچھی تعلیم اور اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا، ان کے حقوق کی حفاظت کرنا، اور اگر کئی بیویاں ہوں تو ان میں برابر کا سلوک کرنا۔

آیت کریمہ ہے: ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ''. اوران کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق۔

اسلام نے عدل وانصاف، اخوت ومساوات اور جنس انسانی کی برابری کی تعلیم دی صرف مردوں ہی کے عورتوں پر حقوق نہیں بلکہ عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق رکھے، یہاں تک شریعت نے اختیار دیا ہے کہ اگر عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ نباہ اور گزارا نہیں ہوسکتا ہے تو شوہر سے اپنے آپ کو چھڑا سکتی ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ ایسا نہیں جیسا کہ ہندوؤں، نصرانیوں اور یہودیوں کے مذہب میں ہے کہ عورت جب نکاح کی زنجیر میں جکڑ دی گئی تو اسے چھٹکارا نہیں اگرچہ کتنے ہی ناگفتہ بہ حالات پیش آئیں۔

بیوی کوخواہ مخواہ نہ ستائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی عادت شریفہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی اور نہ ہی آپ ﷺ نے کبھی کسی عورت، باندی، غلام حتی کہ کسی جانور کو مارا اور نہ ہی کبھی برا بھلا کہا۔

''حضرت عمرو بن احوص حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ سے سنا، پہلے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی پھر فرمایا، لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے، پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں نہ ڈھونڈھو۔ دیکھو سنو! تمہارے

کچھ حقوق تمہاری بیوی پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو، اور سنو، ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ''۔

شوہراور بیوی کیلئے ایک عبرت آمیز واقعہ

''حضرت لقیط ابن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، یارسول اللہ! میری بیوی بدزبان ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے علیحدہ کردو۔ میں نے کہا، یارسول اللہ! اس سے میرے دو بچے ہیں اور مدت سے میرا اس کا ساتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے سمجھاؤ اگر اس کے اندر نیکی قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی تو وہ مان جائے گی اور دیکھو اپنی بیوی کو ہرگز اس طرح نہ مارو جس طرح تم اپنی لونڈی کو مارتے ہو'' حضرت لقیط رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کی بدزبانی کے باوجود یہ پسند نہیں کیا کہ اپنی بیوی کو علیحدہ کردیں اور اس کیلئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو اہم وجوہ پیش کئے، ایک بچوں کا مستقبل، دوسرے بیوی کی پچھلی رفاقت۔

یہ حقیقت ہے کہ بچے اپنی حقیقی ماں کی سرپرستی اور دلسوزی سے محروم ہوکر بالعموم بگڑ جاتے ہیں۔ ان کی تعلیم، تربیت، صحت، اخلاق اور مزاج ہر چیز متاثر ہوجاتی ہے، اور ایسے بچے اکثر وبیشتر معاشرے کے لئے کچھ اچھا اضافہ ثابت نہیں ہوتے۔

یہی سوچتے ہوئے حضرت لقیط رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ان سے میرے بچے ہیں اور ان کو علیحدہ کرنے کے بعد مجھے خطرہ ہے کہ ماں کی تربیت سے محروم ہوکر ان بچوں کا مستقبل تباہ ہوجائے گا۔

رسولِ خدا ﷺ نے محسوس فرمایا کہ لقیط رضی اللہ عنہ کا اندازِ فکر انتہائی پاکیزہ ہے، تو فرمایا کہ اچھا تو اسے سمجھانے بجھانے اور راہِ راست پر لانے کی کوشش کر۔ اگر اس

میں بھلائی قبول کرنے کی ذرا بھی صلاحیت ہوگی تو وہ تم جیسے آدمی کی بات ضرور مان جائے گی اور اگر اس کی بدزبانی پر سزا دینی ہی پڑ جائے تب بھی اس کو اس بے دردی کے ساتھ نہ مارنا جس طرح لوگ عام طور پر اپنی باندیوں کو مارتے ہیں۔

بیوی کو مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمائی کہ ''اپنی بیویوں کو ہرگز نہ مارو۔''

مومن مرد کی روش بہر حال یہی ہونی چاہیے کہ وہ عفو در گزر سے کام لے۔ اگر بیوی میں کچھ عیب ہوں تو ان کی وجہ سے اس کو حقیر نہ جانے۔ اس سے نفرت نہ کرے بلکہ اس کو دل سوزی اور محبت کے ساتھ سمجھائے، حکمت کے ساتھ تربیت کرے نرمی سے پیش آئے، بات بات پر نہ ٹوکے اسکے کاموں میں عیب نہ نکالے، برا بھلا نہ کہے، طنز و تشنیع نہ کرے، بلکہ خوش گوار زندگی گزارنے کیلئے اسکے عیبوں سے صرف نظر کرے، اس کی بھلائیوں پر نگاہ رکھے اور اسی کے ساتھ سلوک و احسان کی زندگی بسر کرنے کے لئے صبر و ضبط سے کام لے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

صحابیات رضی اللہ عنہن کی معاشرتی خدمات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

ترجمہ:۔ تحقیق کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور حفاظت کرنیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنیوالی عورتیں۔ رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے معافی اور بڑا ثواب۔

محترم خواتین اسلام! میں اس وقت امت کی سب سے برگزیدہ خواتین یعنی صحابیات رضی اللہ عنہن کی خدمات کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن کریم کی ایک لمبی آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ بعض صحابیات کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ قرآن میں مردوں ہی کا ذکر آتا ہے ہم عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ نے نازل کر کے یہ فرما دیا کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں، کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی۔ جس طرح مردوں کیلئے روحانی واخلاقی ترقی کے ذرائع ہیں۔ اسی طرح عورتوں کیلئے بھی میدان کشادہ ہے۔ یہ آیت کریمہ تمام عورتوں کے لئے ہے خواہ وہ صحابیہ ہو یا غیر صحابیہ۔ صحابہ کرام کا قرآن وحدیث میں کئی جگہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں صحابیات کا بہت سے مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسلئے کہ صحابیات کی دین کے سلسلہ میں قربانیاں اور آنے والی نسلوں کیلئے اپنے اعمال وکردار پیش کر کے وہ نمونہ چھوڑ گئیں ہیں کہ جن پر چل کر آج ہماری مائیں اور بہنیں دنیا وآخرت کی فلاح و بہبودی حاصل کر سکتی ہیں۔

ایک صحابی کے گھر ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ گھر میں کھانا کم تھا بیوی نے ایک ترکیب اختیار کی شوہر کو کہا کہ آپ مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں میں چراغ سیدھا کرنے کے بہانے چراغ گل کر دوں گی اور مہمان شکم سیر ہو کر کھالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور پورے گھر والے بھوکے سوئے اللہ کو یہ ادا بہت پسند آئی اور ارشاد ہوا۔ ”یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ“ (وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں (اگرچہ ان پر فاقہ ہو) اور صحابیات میں شوہر کی اطاعت شعاری وفرمانبرداری کا بے انتہا جذبہ بھی تھا اور اپنے شوہر کے علاوہ دوسروں کو دیکھنا بھی پسند نہیں فرماتی تھیں۔

شوہر کی خدمت کی مثالیں

برصغیر ایشیاء میں اور خصوصاً ہندوستان میں آج بھی ایسا ماحول ہے کہ عورتیں اپنے شوہر سے محبت اور ان کے حکم کی اطاعت کرتی ہیں۔ لیکن محبت، اطاعت اور فرماں برداری میں جو کمال حضرت صحابیات کو حاصل تھا کہ ایک لمحہ بھی شوہر کی اطاعت سے غافل اور لاپرواہ نہ ہوتی تھیں۔ اس سے آج ہماری مائیں اور بہنیں محروم ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور محبت کے بعد شوہر کی محبت اور اطاعت ضروری ہے آیئے میں آپ کو اس ضمن میں کچھ جھلکیاں احادیث کی پیش کرتا چلوں۔

حدیث پاک کی مشہور کتاب ابوداؤد میں ہے کہ: ”صحابیات رضی اللہ عنہن شوہر کی خدمت نہایت دل سوزی کے ساتھ کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ادا فرماتی تھیں۔“

ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آئے۔ ایک صحابی نے کہا: ”یارسول اللہ ﷺ! اس پر دھبہ نظر آتا ہے۔“ نبی

کریم ﷺ نے اس کو غلام کے ہاتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کٹورے میں پانی منگایا،خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور خشک کیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔

یہ پاکی اور صفائی کی بڑی علامت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس قدر صفائی ستھرائی کا اہتمام فرماتے آپ رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں صحابیات اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن بھی پاکی اور صفائی کا خیال رکھتی تھیں۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کو اپنے گھروں میں اسی طرح اہتمام کرنا چاہئے۔

ابوداؤد شریف میں اور بخاری شریف کے باب کتاب المغازی میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جسم مبارک پر خوشبو لگاتی تھیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہو جاتے تھے تو اس بے کسی کی حالت میں صرف ان کی بیویاں انکا ساتھ دیتی تھیں۔رسول اللہ تخلف تبوک کی بناء پر ہلال بن امیہ سے ناراض ہوئے اور اخیر میں دو دیگر مسلمانوں کی طرح انکی بیوی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا تو وہ حاضر خدمت ہوئیں اور کہا کہ ”وہ بوڑھے آدمی ہیں۔ان کے پاس نوکر چاکر نہیں۔اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟“ ارشاد ہوا۔”نہیں“

عورت کتنی ہی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو لیکن اگر اس سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس فطری اصول کو بھی توڑ دیا تھا۔ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

آج ہماری ماؤں اور بہنوں کا حال ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے ذرا ذرا سی بات پر بڑی بڑی شکایتیں ہو جاتی ہیں اور شوہر کی طرف سے ذرا بھی ناگواری اور ترش روئی کو برداشت نہیں کرتیں۔حالانکہ ہمیں اس بارے میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے طرز عمل کو اپنا کر اپنے گھروں کو امن وسکون اور جنت کا نمونہ بنانا چاہئے۔تاکہ ہماری دنیا بھی خوشی اور امن سے گذرے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

شوہر کی رضا جوئی اور محبت کی مثالیں

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ ”صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی۔وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ نے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک یادگار ہار جس کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا،ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے فدیہ میں بھیج دیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اس کو دیکھا تو جانثار اسلام سیدہ طاہرہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو یاد آگئیں اور آپ کے چشم مبارک سے آنسو نکل گئے۔

آج کے معاشرہ میں اس طرح کی مثالیں کم ہی دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔ ہمارا ایمان جب کمزور ہوا تو ہمارے اندر رضا اور محبت کا جذبہ بھی کمزور ہو گیا۔ایک شریف النفس اور دیندار عورت کیلئے شوہر کی رضا خاص اہمیت رکھتی ہے۔اس لئے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس عورت کا خاوند اس سے راضی ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہیں۔ ہماری ماؤں بہنوں کو اس ضمن میں اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ آج کے جدید ماحول میں ہم کہاں تک اپنے شوہر کی رضا اور محبت کا خیال رکھتی ہیں۔

سنن ابن ماجہ حدیث پاک کی معروف کتاب ہے، اس میں ایک حدیث ہے کہ مشہور صحابیہ حضرت سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرطِ محبت سے چیخ اٹھیں۔ (سنن ابن ماجہ)

مؤطا کے کتاب الصیام میں ہے کہ سیدنا عمر کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا تاہم ان کی بی بی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نہایت محبت تھی۔ چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہ نے ایک پر درد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے: ''میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلودر ہے۔'' کتنی پڑھی لکھی خاتون تھیں کہ ادیبہ اور شاعرہ تھیں شوہر کی شہادت پر مرثیہ لکھا اور اپنی محبت کا اظہار فرمایا، آج ہماری مائیں، بہنیں اور بچیاں تھوڑی بہت تعلیم حاصل کرلیتی ہیں تو آسمان سر پر اٹھالیتی ہیں اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ دل میں بڑائی پیدا ہوجاتی ہے کہ میں اتنی قابل اور باصلاحیت ہوگئی ہوں۔ ہماری ایسی بہنوں کو سیدہ حضرت عاتکہؓ کے طرز عمل سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

شوہر کے ادب واحترام کی مثالیں

زن وشوہر کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے، اور صحابیاتؓ میں یہ دیانت بدرجۂ اولیٰ پائی جاتی تھی۔

مسلم شریف کی کتاب الآداب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا

اور کہا کہ ''اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے۔'' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئیں۔ فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھیں لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ بولیں ''اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر رضی اللہ عنہ انکار کردیں تو مشکل پڑے گی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو۔'' وہ اسی حالت میں آیا اور کہا ام عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں۔ آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں۔'' بولیں تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملا ہے۔'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''تمہارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع وشراء سے روکتی ہو؟'' وہ تو چاہتی تھیں، اجازت دے دی۔

حالانکہ وہ خود بھی اس کو اجازت دے سکتی تھیں لیکن شوہر کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا طریقہ اپنایا جس سے شوہر کی رضامندی بھی مل گئی اور شوہر کا ادب واحترام اور بڑائی بھی باقی رہ گئی۔ ایسی حسن معاملگی کا ہمیں بھی اپنی زندگی میں بار بار مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اور باپ، بھائی، شوہر کی دلداری کرنی چاہیئے تاکہ تعلقات میں بدمزگی پیدا نہ ہو اور آپس میں بھائی چارگی اور صلہ رحمی بھی باقی رہے۔

حضرت سیدہ اسماء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں خودداری اور عزت بدرجہ اتم موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دردمند دل عطا فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نہایت فیاض تھیں، اسلئے صدقہ وخیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا اجازت تصرف نہیں کرسکتی تھیں۔ مجبوراً رسول اللہ سے دریافت کیا کہ ''میں زبیرؓ کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا گناہ کی بات ہے؟'' ارشاد ہوا! ''جو کچھ ہوسکے دو''

ایسی صفات اس زمانہ کی تمام مسلم خواتین یعنی صحابیات میں موجود تھیں۔ لیکن حضور ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ قریش خاندان کی عورتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا ''قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں، بچوں سے محبت کرتی ہیں اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہیں''۔ یہ نیک خلق عورت کی پہچان ہے۔ کہ اپنے شوہر کی اولاد اور مال کی نگہداشت کرے۔ اور اس میں بے جا تصرف نہ کرے۔ آج کے فیشن ایبل دور میں عورتیں زیب وزینت کیلئے تو خوب خرچ کرتی ہیں۔ لیکن اللہ کی راہ میں دینے کے لئے اور خرچ کرنے کیلئے تنگدلی اور کنجوسی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق دے آمین۔

یتیموں کی پرورش اور ان کے مال واسباب کی حفاظت

معزز خواتین! یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے، حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہوں گے جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب ہیں۔'' (یہ کہہ کر نبی ﷺ نے دونوں ہاتھوں کا نشان بنایا)

اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ ''میں اپنے شوہر اور ان یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟'' دوسری صحابیہ بھی اس غرض سے درِ دولت پر کھڑی تھیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اطلاع کی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اس کا دوہرا ثواب ملے گا، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔'' مؤطا امام مالک میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بچے یتیم ہو گئے تو سیدہ عائشہ ان کی پرورش فرماتیں۔

آج کے دور میں ہمارے اندر یہ جذبہ کم ہوتا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نوازتے ہیں تو اپنے رشتہ داروں اور خاندان والوں کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور اپنوں کے ساتھ چھوٹا سا سلوک بھی نہیں کرتے۔ حضور اکرم ﷺ نے کیسی عمدہ تعلیم دی ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور ہر قسم کی امداد کا جو ثواب اور اجر اپنوں کو دینے سے ملتا ہے وہ غیروں کو دینے سے نہیں ملتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے سب کچھ اپنوں کو ہی دیدیا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ پہلے قرابت داروں اور رشتہ داروں کا خیال رکھیں۔ بعد میں پڑوسیوں اور تعلق داروں کا بھی خیال اور حسن سلوک باقی رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت ونگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے: ''وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ'' اس بناء پر صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کو ترقی دیتی تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یتیموں کے مال لوگوں کو دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔

یتیموں کے مال کی حفاظت کی اس سے بہتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ آج بھی ہزاروں یتیم ہیں اور یتیموں کے ہزاروں رشتہ دار ہیں۔ لیکن حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی خیر خواہی نظر نہیں آتی۔ ہمیں بھی اپنی زندگی میں ایسی خیر خواہی اور غمگساری کے معاملات کو ترجیح دینی چاہئے۔

طبقات ابن سعد رضی اللہ عنہ میں حضرت سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر مالک جب اسلام نہیں لائے اور ام سلیم ہی صرف اسلام لائیں اور دونوں میں تفریق ہو گئی تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچے تھے۔ اس لئے انہوں نے عزم بالجزم کرلیا کہ جب تک ان کی نشوونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی۔

چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خود سپاس گزارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولادت کا حق ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان پاکیزہ نفوس کے نقش قدم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

شمع نبوت کے پروانوں کی ادنیٰ سی جھلک

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ اور قابل احترام معلمات! آج کے اس روح پرور اور پر رونق جلسے میں آپ کے سامنے روئے زمین کی معزز خواتین یعنی صحابیات کا ذکر خیر اور ان کی عمدہ اور مختصر سی سیرت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میں نے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے جو پورے طور پر اپنے مالہٗ وما علیہ کیساتھ اپنے مخاطبین اُولیٰ یعنی صحابیات رضی اللہ عنہن پر صادق آ رہی ہے جس کا

ترجمہ یہ ہے کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھاتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایسی تعلیم وتربیت فرمائی تھی کہ ان کا ایک ایک فعل ہمارے لئے نمونہ ہے۔ مرد تو مرد خود عورتوں میں بھی شجاعت وبہادری ایثار وقربانی خدا اور رسول سے عشق ومحبت اور طرح طرح کے عمدہ خصائل وعادات ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ ۱۱ھ میں پردہ فرماجاتے ہیں اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت جو صحابہ وصحابیات کے سپرد کی گئی انہوں نے کما حقہ ہم تک پہونچادیا۔

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً کے پیش نظر ہر ایک خواہ مرد ہو یا عورت دوسرے تک پہونچانا اپنا فریضہ اور ذمہ داری سمجھتا تھا، صحابیات میں بڑی بڑی عالمہ فقیہ اور حدیث کی روایت کرنیوالی گذری ہیں، بعض صحابیہ تو اپنے گھر میں بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیا کرتی تھیں اور میں تو پورے وثوق واعتماد کیساتھ یہ کہتی ہوں کہ اس زمانہ کی عورتوں میں بھی دین کا جتنا جذبہ تھا آج اس دور کے مردوں میں بھی نہیں ہے۔

ایک صحابیہ اعلان جہاد سن کر اپنے چھوٹے سے بچے کو لیئے آپ ﷺ کے پاس آتی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔ ''یارسول اللہ ﷺ اس بچے کو بھی جہاد کیلئے قبول فرمالیجئے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بچہ تو بہت چھوٹا ہے کیا کرسکے گا۔ تو صحابیہ فرماتی ہیں یارسول اللہ دشمن کا کوئی تیر آپ ﷺ کی طرف آئے گا تو بچہ ڈھال کا کام دیگا۔

اگر ان صحابیات کی تفصیلی سیرت بیان کی جائے تو اس کے لئے طویل وقت درکار ہے اسلئے اختصار کے ساتھ کچھ صحابیات کے احوال بیان کرنے پر اکتفا کرتی ہوں۔

(۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا: صبروضبط، عزم واستقلال اور حق گوئی وبے باکی میں ممتاز تھیں، مستجاب الدعوات بھی تھیں، لوگ مصیبتوں میں ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔

(۲) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا: نہایت صاحب فضل خاتون تھیں، عقل ودانائی اور فہم وفراست میں بہت فائق تھیں، خوابوں کی تعبیر بتانے میں بھی درک تھا، حضرت عمرؓ جیسے لوگ ان سے تعبیر پوچھا کرتے تھے۔

(۳) حضرت اسماء بنت مخرّبۃ رضی اللہ عنہا: عطر فروشی کا کام کرتی تھیں۔

(۴) حضرت اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنہا: قبیلہ کندہ سے ان کا تعلق تھا، بہت خوبصورت عورتوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

(۵) حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا: مشہور صحابی حضرت معاذ بن جبل کی چچازاد بہن، قوت گویائی اور خطابت میں ممتاز تھیں، ان کو خطیبۃ النساء کہا جاتا تھا، دانشمندی، بہادری اور مہمان نوازی میں بھی نمایاں تھیں۔

(۶) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا: مشہور صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی، ان کا اصل نام خیرہ بنت حدرد تھا، علم وفضل، عقل ودانش، اصابت رائے، ہمدردی وغم خواری، مریضوں کی عیادت، صلاح وتقویٰ اور کثرت عبادت میں ممتاز تھیں۔

(۷) حضرت ام رعلہ رضی اللہ عنہا: فصاحت وبلاغت میں ان کا ایک امتیاز تھا۔ دلہن کا سنگار کرنے میں بہت معروف تھیں، عورتیں ان کی خدمات حاصل کرتی تھیں۔

(۸) حضرت ام زفرہ رضی اللہ عنہا: حبشی تھیں، ان کا قد بہت لمبا تھا شاید اس زمانہ میں ان سے لمبی کوئی عورت نہیں تھی، سات فٹ سے اونچا قد تھا، مرگی کے سلسلہ میں مشہور قصہ انہیں کا ہے۔ (۹) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ، دقیقہ شناسی، صبر وثبات اور شجاعت میں ممتاز تھیں، غزوات میں پانی پلاتیں اور مرہم پٹی کا کام کرتی

تھیں۔(۱۰) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا: انتہائی دولت منداور فیاض خاتون تھیں۔ان کا مکان بڑا تھا، اس کا ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان خانہ تھا جہاں نومسلموں اور مہمانوں کوٹھہرایا جاتا تھا۔وہ ان کے قیام وطعام کا انتظام کرتی تھیں۔(۱۱) حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا: بنواسلم سے ان کا تعلق تھا، دلہن کا سنگار کرنے میں مشہور تھیں۔

(۱۲) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا: نسیبہ بنت حارث ان کا نام تھا، انصاری تھیں، مردوں کوغسل دینے میں ماہر تھیں۔عورتوں کے انتقال پران کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا، نیز فقہائے صحابہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔سلیقہ مندی اور صفائی ستھرائی میں ممتاز تھیں۔غزوات میں کھانا پکانا اورسامان کی حفاظت پر مامور رہتی تھیں۔

(۱۳) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا: ہی کے نام سے ایک اور انصاری خاتون تھیں جن کا پیشہ مدینہ میں لڑکیوں کا ختنہ کرنا تھا۔جس کا عربوں میں رواج تھا۔

(۱۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین علم وفضل فہم وفراست عقل وفطانت، غیرت اوراصابت رائے میں ممتاز تھیں، فقاہت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد کوئی ان کے مقابلہ کا نہیں تھا، ان کے بعد عورتوں میں انہی سے سب سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔

(۱۵) حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا: غزوات میں مجاہدین کو پانی پلانے اورزخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کا کام کرتی تھیں۔

(۱۶) حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا: نسیبہ بنت کعب ان کا نام تھا، انتہائی بہادر تھیں، اکثر غزوات میں شریک رہیں، مردوں کی طرح دشمنوں پرٹوٹ پڑتیں اوران کو تہ تیغ کرتی تھیں، حضور ﷺ ان کی بہادری کا بہت ذکر کرتے تھے۔

(۱۷) حضرت ام غیلان رضی اللہ عنہا: قبیلہ دوس کی تھیں، معروف مشاطہ تھیں۔عورتوں کے بناؤسنگار کا کام کرتی تھیں۔

(۱۸) حضرت ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا: انھیں زندہ شہید کہا جاتا تھا، انہوں نے جہاد میں نکلنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے منع کیا اورفرمایا تم شہید ہو، اس کے بعد آپ ﷺ انہیں شہید کے نام سے یاد کرتے تھے، چنانچہ گھر بیٹھے انہوں نے شہادت پائی۔ان کے غلاموں نے انہیں قتل کردیا۔بڑی فاضل خاتون تھیں، عورتوں کی امامت کرتی تھیں، آپ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی تھی۔

(۱۹) حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا: انصار کی باندی تھیں گانے میں معروف تھیں۔

(۲۰) حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا: ذوق عبادت میں ممتاز تھیں، اسی طرح جنگوں میں بھی شریک ہوتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اورزخمیوں کے دوادارو کا کام کرتی تھیں۔

(۲۱) حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا: بڑی شب بیداراور عبادت گزار خاتون تھیں، عطرفروشی ان کا پیشہ تھا۔مشہور قبیلہ بنواسد سے ان کا تعلق تھا۔

(۲۲) حضرت خالدہ بنت انس رضی اللہ عنہا: انصار کے مشہور قبیلہ بنوساعدہ سے تھیں، جھاڑ پھونک میں ماہر تھیں۔

(۲۳) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لانے والی، آپ کو دلاسا دینے والی اور اسلام کی خاطر سب سے زیادہ اپنا مال نثار کرنے والی تھیں۔

(۲۴) حضرت خرقاء رضی اللہ عنہا: مسجد نبوی کی جاروب کش تھیں۔

(۲۵) حضرت خنساء بنت عمر رضی اللہ عنہا: فصاحت وبلاغت میں سب سے ممتاز، بالاتفاق عرب کی سب سے بڑی شاعرہ اورانتہائی بہادر خاتون تھیں۔

(۲۶) حضرت خوجہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا: مشہور صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، بڑی روزہ دار اور شبِ زندہ دار تھیں، صلاح وتقویٰ میں ان کا خاص مقام تھا۔

(۲۷) حضرت درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا: فیاضی وجود وسخا میں نمایاں مقام رکھتی تھیں۔

(۲۸) حضرت رفیدہ ؓ: حضور ﷺ کے زمانہ کی سب سے مشہور لیڈی ڈاکٹر تھیں، بہت ماہر تھیں، مسجد نبوی میں ان کا خیمہ لگا رہتا تھا۔ جہاں مریضوں کیلئے بیڈ کا بھی انتظام تھا، وہیں وہ بیماروں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں، نیز وہ غریب مریضوں کا علاج کارِ ثواب کے طور پر مفت کر دیا کرتی تھیں۔

(۲۹) حضرت رُبیع بنت معوذ بن عفراء ؓ: جنگوں میں مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کو دھونے کا کام کرتی تھیں، نیز مقتولین اور مجروحین کو مدینہ لے جانے کی بھی ڈیوٹی انجام دیتی تھیں۔

(۲۹) حضرت زائدہ ؓ: حضرت عمر فاروق ؓ کی باندی تھیں، عبادت وریاضت میں بہت ممتاز تھیں۔

(۳۰) حضرت زینب بنت جحش ؓ: ام المؤمنین بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتی تھیں، خود اپنے ہاتھ سے چمڑے کو دباغت دے کر سی دیا کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں، نیز صلہ رحمی، پرہیز گاری اور یتیموں کی کفالت میں بھی ممتاز تھیں، کئی یتیم آپ کے زیر کفالت پرورش پاتے تھے۔

(۳۱) حضرت زینب بنت ابی سلمہ ؓ: حضور ﷺ کی پروردہ، اپنے زمانہ کی فقیہ ترین خاتون تھیں۔ (۳۲) حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب ؓ: رسول اللہ ﷺ کی نواسی، عقل ودانش سمجھداری دل کی مضبوطی میں ممتاز تھیں، اپنے بھائی حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شریک تھیں۔

(۳۳) حضرت زینت ؓ: انصار کی ایک مشہور خاتون، جو شادیوں میں اس مناسبت کے اشعار سنایا کرتی تھیں۔

(۳۴) حضرت سعدیٰ بنت کریز ؓ: حضرت عثمان ؓ کی خالہ، جاہلیت کی مشہور کاہنہ تھیں، شاعرہ بھی تھیں، خوبصورتی میں بھی نمایاں مقام تھا۔

(۳۵) حضرت سمیہ بنت خباط ؓ: حضرت عمار بن یاسر ؓ کی والدہ، حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہونے والی اور راہ خدا کی سب سے پہلی شہید۔

(۳۶) حضرت سعدہ بنت قمامہ ؓ: فاضل خاتون تھیں، عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔ (۳۷) حضرت سیرین ؓ: حضرت حسان بن ثابت ؓ کی باندی، اشعار گانے میں ماہر تھیں۔

(۳۸) حضرت شفاء بنت عبداللہ ؓ: حضرت عمر ؓ کے خاندان کی تھیں نہایت فاضل اور دانشمند خاتون تھیں، رسول اللہ ﷺ بھی ان کی ملاقات کو جاتے اور ان کے گھر آرام فرماتے تھے، حضرت عمران ؓ کا بہت خیال رکھتے مکہ کی ان دو چار عورتوں میں ان کا شمار ہوتا تھا جو لکھنا جانتی تھیں۔ نیز جھاڑ پھونک میں بھی ماہر تھیں۔

(۳۹) حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ؓ: حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی، انتہائی بہادر تھیں، مرد بھی ان کی بہادری پر عش عش کرتے تھے۔

(۴۰) حضرت ضباعہ بنت عامر ؓ: مکہ کی مشہور عورت تھیں، حسن وجمال اور ڈیل ڈول میں سب سے نمایاں، بال اتنے گھنے اور لمبے تھے کہ اس سے پورا بدن چھپا سکتی تھیں، بالکل ابتداء میں مسلمان ہوئی تھیں۔

(۴۱) حضرت عاتکہ بن زید ؓ: مشہور صحابی سعید بن زید ؓ کی بہن اور حضرت عمر ؓ کی بیوی، حسن وجمال میں مشہور تھیں، نیز مرثیہ گوئی میں ممتاز تھیں۔

(۴۲) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ: علم وفضل اور فقاہت میں سب سے فائق بڑے بڑے صحابہ ؓ آپ کے پاس آکر علم حاصل کرتے اور مشکلات حل کرتے تھے، تمام صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث آپ ہی سے مروی ہیں، جن کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے، اس کے علاوہ اشعار بھی کثرت سے یاد تھے۔

(۴۳) حضرت فارعہ بنت ابی سفیان بن حرت رضی اللہ عنہا: سب سے پہلی عورت جس نے اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کیساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کا شرف حاصل کیا اور دین کی خاطر اپنے وطنِ عزیز کو الوداع کہا۔

(۴۴) حضرت فارعہ بنت ابی صلت رضی اللہ عنہا: مشہور شاعر امیہ بن ابی صلت کی بہن، شعر و سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔ فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سب سے چہیتی اولاد اور جنت میں عورتوں کی سردار، استغناء اور خودداری میں بہت ممتاز تھیں۔

(۴۵) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا: قریش سے ان کا تعلق تھا، مشہور صحابی ضحاک بن قیس کی بہن تھیں، نہایت عقلمند، صائب الرائے سمجھدار اور باکمال تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مجلس شوریٰ انہیں کے گھر منعقد ہوئی تھی۔

(۴۶) حضرت قتیلہ بنت نضر بن حارث رضی اللہ عنہا: قبیلہ قریش کی تھیں، رقت آمیز اشعار کہتی تھیں۔

(۴۷) حضرت قریبہ بنت امیہ مخزومی رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن، خوبصورتی میں شہرت تھی۔

(۴۸) حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا: بنو تیمیم سے ان کا تعلق تھا بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھیں۔

(۴۹) حضرت کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا: اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ مرثیہ گو شاعرہ تھیں۔

(۵۰) حضرت کبشہ بنت مکشوح رضی اللہ عنہا: مشہور شہسوار قیس بن ابان کی بہن قبیلہ مراد سے ان کا تعلق تھا۔ خوبصورتی میں بہت مشہور تھیں۔

(۵۱) حضرت کعیبہ بنت سعید رضی اللہ عنہا: قبیلہ بنو اسلم سے تھیں، ان کا بھی مسجد نبوی رضی اللہ عنہ میں خیمہ لگا رہتا تھا، جس میں وہ مریضوں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔

(۵۲) حضرت لیلیٰ بنت قانف رضی اللہ عنہا: قبیلہ ثقیف کی تھیں، میت کو غسل دینے میں ماہر تھیں۔

(۵۳) حضرت لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا: قبیلہ غفار سے تعلق تھا، غزوات میں شریک رہ کر نرس کا کام کرتی تھیں۔

(۵۴) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ کی باندی اور آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی ماں حسن و جمال میں قابل رشک تھیں۔

(۵۵) حضرت ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا: بنو عبد مناف سے ان کا تعلق تھا، بہت عمدہ مرثیہ کہا کرتی تھیں۔

(۵۶) حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا: ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں عقل و دانش خودداری غیرت صاف گوئی اور بیباکی میں مشہور تھیں۔

(۵۷) حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ کی دایہ تھیں، اور جن کو حضور اکرم ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ ''امی بعد'' (یعنی میری والدہ کے انتقال کے بعد اب میری ماں ہیں) فرماتے تھے اور جن کے بارے میں ایک دفعہ فرمایا تھا ''مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ اُمَّ اَيْمَنْ'' یعنی جو کسی جنتی عورت سے شادی کر کے خوشی حاصل کرنا چاہتا ہو وہ ام ایمن سے نکاح کرے۔

(۵۸) حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا (یا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں) جن کو قبر میں اتارنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اِمْرَأَةٍ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذِهٖ'' یعنی جو کسی جنت کی حور دیکھنا چاہتا ہو وہ ان کو دیکھے۔

(۵۹) حضور ﷺ کی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں) جن کیلئے آپ نے اپنا قمیص عنایت فرمایا تھا، یا عفراء بنت عبید جن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے سات لڑکے غزوہ بدر میں شریک تھے۔

(۶۰) حضرت ارنب رضی اللہ عنہا: مدینہ کی مشہور خاتون تھیں، جواشعار بہت اچھی آواز میں پڑھتی تھی۔ یہ عورتوں میں اشعار گایا کرتی تھیں۔

میں نے کم وبیش ساٹھ صحابیات کا آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ ان کے فضائل۔ ان کی خصوصیات اوران کے تجربات اوران کی دینداری، کبھی ان کی ترقی میں کبھی ان کے دین میں۔ ایمان میں آڑے نہیں آئی۔ وہ برابر اپنی صلاحیتوں کالوہا منواتی رہیں۔تقویٰ وطہارت، عبادت وروحانیت، اطاعت اوراتباع شریعت میں بحیثیت مجموعی جس طرح انبیاء کے بعد صحابہ سب سے افضل انسان تھے۔ اسی طرح صحابیات سب سے بہتر خواتین تھیں جن کو دنیا نے دیکھا، مگراس کے ساتھ ساتھ متعدد صحابیات نے مختلف میدانوں میں امتیازی شان پیدا کی تھی۔ میں نے آپ کے سامنے ایسی صحابیات کی فہرست اور کارنامے اور خصوصیات پیش کی ہیں۔ جوعبادت روحانیت، معاشرتی خدمت، ادبی کمالات اور مختلف صفات سے مزین تھیں۔

دعاء کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ ماؤں کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے اور زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆

ماخوذ: ماہنامہ بتول رامپور، مضمون نگار فیض احمد بھٹکلی ندوی

اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے فضل وکمال

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقاً كَرِيْماً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اورتم میں سے جواللہ ورسول کی اطاعت کرے گااوراچھے اعمال کرے گا تو ہم اس کودوگنا اجردیں گےاورہم نے اس کے لئے عمدہ رزق تیارکررکھا ہے۔

محترم خواتین ماؤں اور بہنو!

جس طرح آپ ﷺ سارے انسانوں سے افضل ہیں اس طرح آپ ﷺ کی ازواج تمام عورتوں سے افضل و بہتر ہیں اور آپ ﷺ سارے انسانوں کے روحانی باپ ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج روحانی مائیں ہیں ارشاد باری ہے۔ ”اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ“ (نبی مومنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور ان کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں) یہی وجہ ہے ماں جیسا ادب احترام بلکہ اس سے بھی فزوں تر احترام ضروری ہے کیونکہ یہ جزو ایمان میں سے ہے۔ ازواج مطہرات کے فضائل ومناقب میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیتیں نازل فرمائی ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا . (اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو پس ایسی نرمی سے بات مت کرو کہ طمع کرنے لگے وہ (بے حیا) جس کے دل میں روگ ہے، اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو، زبان نبوت نے بھی بکثرت صحابہ کرام کی فضیلت میں بیان فرماتی ہیں اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (میرے صحابہ رات کی تاریکیوں میں روشن اور چمکدار ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جنکی بھی اقتداء کرلوگے کامیاب ہوجاوگے۔ صرف صحابہ ہی نہیں بلکہ صحابیات بھی اس میں داخل ہیں اور ازواج مطہرات تو بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ اس لئے کہ اس شرافت وفضیلت کا سبب یہ ہے کہ ان کو آپ ﷺ سے لقاء وزیارت کا شرف حاصل ہے اور ازواج مطہرات تو شب وروز کسب فیض اور حصول علم کا شرف حاصل کررہی ہیں۔ اس وقت مجھے آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی سیرت وکردار اور فضائل ومناقب سے متعلق کچھ معروضات پیش کرنا ہے۔

اُمّ المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حسب ونسب

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نام تھا۔ قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی۔ ماں کا نام شموس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنونجار سے تھیں۔ ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: شموس بنت قیس بن زید بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

سیدنا سکران بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو ان کے والد کے ابن عم تھے شادی ہوئی تھی۔

حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا فضل وکمال، اخلاق اور ظرافت

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بلند وباوقار نہ تھا۔ زرقانی میں ہے کہ ان کا ڈیل ڈول لمبا تھا۔ (ج ۳، ص ۴۵۹)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (ابن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سودہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔“ (طبقات، ج ۸، ص ۳۸)

اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ (زرقانی، ج ۳، ص ۲۹۱) چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کیلئے نہ نکلیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کرچکی ہوں اور اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ (طبقات، ج ۸، ص ۳۸)

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی۔ لانے والے سے پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ بولا ''درہم۔'' بولیں ''کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیئے۔ (اصابہ، ج ۹ ص ۱۱۸)

بایں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ﷺ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ ''کل رات کو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا۔ اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔'' آپ ﷺ اس جملہ کو سن کر مسکرائے۔

(طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۳۷)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام اور ہجرت

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بناء پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے لیکن جب مشرکین کے ظلم و ستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کیلئے آمادہ ہوئی تو اس میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔ کئی برس حبشہ میں رہ کر واپس آئیں اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

ازواج مطہرات میں یہ فضیلت صرف سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے رسول اللہ ﷺ نہایت پریشان و غمگین تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس و رفیق کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں گھربار، بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق تھا۔'' آپ ﷺ کے ایماء سے وہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا (انعم صباحا) پھر نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہا۔ ''ہاں محمد ﷺ شریف کفو ہیں لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو دریافت کرو۔'' غرض سب مراتب طے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے گئے اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا۔ چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس ہوتا تھا۔ (زرقانی، ج ۳، ص ۲۶۱)

حضور ﷺ سے نکاح کے لئے بشارت

بعض روایتوں میں ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوگا۔ چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔

(زرقانی، ج ۳، وطبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۳۸، ۳۹)

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سن ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لئے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال ۲۲ ہجری ہوگا۔ تاریخ خمیس میں یہی روایت ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (زرقانی، ج ۳، ص ۲۶۲)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے معزز وپاکیزہ خواتین اطاعت شعار فرمانبردار بیویاں دین کا فہم وادراک رکھنے والی مائیں، عفت وپاکدامنی میں بے مثال عورتیں کہ اگر کسی کو شبہ ہوا تو قرآن نے ہی رہتی دنیا تک کیلئے اس کی زبان پہ تالا اور ذہن ودماغ پر بریک لگادی اور حدیث میں ہے "مَا بَغتْ اِمْرأۃُ نَبِیٍّ قَطُّ" (کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔ (ھذا الحدیث موقوف علی ابن عباس، سیرۃ المصطفیٰ المجلد الاول)

اللہ تعالیٰ ہم تمام ماؤں بہنوں کو ازواج مطہرات کی صفات اپنانے اوران کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ہندو دھرم میں بھی عورتوں کو پردہ کا حکم ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلاَمَ دِیْناً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوگیا"۔

معزز اور عزیز ماؤں اور بہنو! آج کے اس روح پرور اور عظیم الشان جلسہ میں مجھ ناکارہ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سامنے عورتوں کے حجاب اور پردہ کے متعلق کچھ عرض کروں آپ کے سامنے مجھ سے پہلے میری کئی بہنوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں عورتوں کے متعلق مختلف موضوعات پر خطاب کیا ہے۔ میں بھی اسی سلسلہ میں عرض کروں گا لیکن کچھ مختلف انداز میں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اور پھر دیگر مذاہب خاص طور پر دھرم شاستروں میں یعنی ہندو مذہب کی کتابوں میں عورتوں کے پردہ کے متعلق کیا لکھا ہے۔ آج کی اس مبارک اور بابرکت نشست میں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے ستر کو اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور پر مت کھولو۔ میں نے کہا۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آدمی تنہا ہو فرمایا کیا تب بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان سے حیاء کی جائے۔

آپ غور کیجئے! اس حدیث پاک میں انسان کو کس قدر پاکیزہ نظر اور خیالات کی تعلیم دی گئی ہے کہ بلا ضرورت ستر کو نہ کھولا جائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانیں۔ جس طرح انسانوں کے آگے ستر کھولتے ہوئے شرمانا چاہئے اس سے کہیں زیادہ اپنے رب سے شرمانا چاہئے۔

موجودہ حالت بے پردگی، بے حجابی کا دور دورہ ہے جو خدا کے عذاب کو دعوت دیتا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے ہندو مذاہب کی مقدس کتابوں کے حوالہ سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

ہرش چریتم میں لکھا ہے کہ جب سے شریف اور خاندانی عورتوں کے چہروں پر نقاب کی جالی نہ رہی ان کی شرم وحیا جاتی رہی۔ (ہرش اچھورس۔۲)

بھر بھران اشوک میں صفحہ ۳۹، ادھیائے ۲ میں قیامت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں عورتیں بگڑ جائیں گی۔ بے پردہ ہو کر دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنبھالیں گی۔ کسی کی پرواہ نہیں کریں گی۔

مہا بھارت، وشو پرب ادھیائے ۱۹، میں لکھا ہے کہ سری کرشن کے ماموں کنشن متھرا کے راجہ نے جب کشتی کا دنگل قائم کیا تو مستورات کے دیکھنے کے لئے خاص مکانات بنوائے تھے۔ وہ اتنی بلندی پر تھے کہ راجہ ہنس اڑتے ہوئے نظر آتے تھے ان پر باریک جالی لگائی گئی تھی۔ جہاں سے خواتین تماشہ دیکھتی تھیں۔

ہندو دھرم میں سیتا جی کا بڑا مقام ہے۔ رامائن اجودھیا کانڈم سرگ ۳۳ میں لکھا ہے کہ بن باس (جلاوطنی) کے وقت جناب رام چندر جی سیتا کے ساتھ گھر سے نکلے تو لوگوں نے شور مچا دیا اور آہ وبکا کرنے لگے کہ کیا برا وقت آ گیا ہے، وہ سیتا جس کو آسمانی دیوتا بھی نہیں دیکھ پائے تھے اسے آج بازاری لوگ دیکھ رہے ہیں۔

میری پیاری ماؤں بہنو! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ قدیم زمانہ کی عورتوں میں کس قدر شرم وحیا تھی رامائن بدھ کانڈم سرگ صفحہ ۱۱۴ میں ہے کہ سیتا جی کو پالکی سے اتار کر وری بھیشن جب رام چندر کے حضور لے چلے تو سیتا بے پردگی کی شرم سے دوہری ہوتی جاتی تھیں گویا اپنے آپ کو اپنے جسم کے اندر چھپاتی تھیں۔

قدیم زمانہ کے مردوں میں بھی آج کل کے مردوں سے زیادہ شرم وحیاء تھی۔ رامائن کشن گانڈم سرگ ۳۳ میں لکھا ہے کہ لکشمن کی سب سے بڑی تعریف یہ کی گئی ہے کہ بن باس کے زمانہ میں شب وروز سیتا جی کے ساتھ رہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ کہ میں نے سیتا جی کے پاؤں دیکھے ہیں۔ سوگریو نے خوفزدگی کے عالم میں کوئی بات کرنے کے بجائے اپنی رانی لکشمی کے پاس بات کرنے کیلئے گئے لیکن نامحرم عورتوں کو دیکھ کر لکشمن نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور واپس آ گئے۔

آج کے دور میں جولوگ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ نامحرم لوگوں سے ملتے ہیں ان کو لکشمن سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

ہندو بھائیوں کی مقدس کتابوں کے حوالے سے آخری بات کہہ کر اپنی بات کو پوری کرتا ہوں مہابھارت سنھا پرب ادھیا۶۹ میں ہے کہ ارجن کی بیوی دریدی ایک مقام پر کہتی ہیں۔اے بزرگو! راجہ نے مجھے سوئمبر کے موقع پر دیکھا تھا۔اس سے پہلے کسی نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔آج بدقسمتی سے غیر مردوں کے سامنے آنا پڑا۔اجنبی لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی کہ مجھ جیسی پاک دامن خاتون لوگوں کے روبرو آئے۔ہزار افسوس کہ راجہ دھرم کھو بیٹھے۔ہم تو سنتے آئے تھے کہ قدیم زمانہ کے شرفاء اپنی منکوحہ کو کبھی بھی مجمع میں نہیں لے جاتے تھے۔افسوس اب اس خاندان کا دھرم جاتا رہا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ایمان کے ستر درجے ہیں اور شرم وحیا بھی ان میں سے ایک درجہ ہے۔جس میں جس قدر ایمان ہوگا اسی قدر شرم ہوگی۔باپردہ رہنا ان کی عزت وعظمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔جس طرح زیور کو سرعام نہیں رکھا جاتا بلکہ صندوق اور بکس میں رکھا جاتا ہے تاکہ کسی کے ہاتھ نہ لگ جائے اسی طرح عورت کا پردے میں رہنا ہی پاکیزہ زندگی،عفت وعصمت کو باقی رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان عورتوں کو خاص ہماری نئی نسل کی بہنوں کو شریعت کے مطابق پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری محترم ماؤں اور بہنو! میں آپ کے سامنے گردش زمانہ کے عنوان سے ایک چھوٹی سی تقریر کرنا چاہتا ہوں۔دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین!

محترم خواتین کتابوں کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمانے میں بڑے بڑے انقلابات رونما ہوئے ہیں جن سے انسانی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ایسے لوگ جو عزت وافتخار کے بلند مقام پر فائز تھے۔انقلاب زمانہ سے وہ ایسے گرے کہ نمائش گاہ عالم بن کر رہ گئے۔جن کی داد ودہش سے بہت

سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے وہ ایسے مفلس و قلاش ہوئے کہ نان جویں کے محتاج ہوگئے۔ میں دو نصیحت آمیز واقعے سناتا ہوں۔

ایک مالدار عورت کا عبرت ناک واقعہ

ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، سامنے بھنی ہوئی مرغی رکھی ہوئی تھی۔ یکا یک ایک فقیر نے دروازے پر آکر صدا لگائی وہ شخص دروازہ کی طرف گیا اور اس فقیر کو خوب جھڑکا فقیر بیچارہ واپس چلا گیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ بعد یہ شخص خود فقیر ہوگیا ساری نعمتیں زائل ہوگئیں۔ بیوی کو بھی طلاق دیدی اور اس عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، ایک روز یہ عورت اپنے نئے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی سامنے بھنی ہوئی مرغی تھی ایک فقیر نے آکر سوال کیا شوہر نے کہا لے جاکر مرغی اسے دیدو جب مرغی دیکر آئی تو رونے لگی تو عورت نے اپنے شوہر کے فقیر کو جھڑکنے کا پورا واقعہ بیان کیا تو اس کے شوہر نے کہا وہ فقیر میں ہی تھا۔ میری ماؤں اور بہنوں اس سے ہم کو یہ نصیحت ملتی ہے کہ مانگنے والے کو کبھی نہیں جھڑکنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ۔ ''اور بہر حال سائل کو مت جھڑکو''۔

ایک خوشحال عورت کی کسمپرسی

جعفر بن یحییٰ خلیفہ ہارون رشید کا وزیر اعظم تھا، اس کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ بڑے بڑے امراء و سردار اس کے یہاں حاضری کو فخر سمجھتے تھے اور اس کی نوازشات و عطیات سے ایک بہت بڑا طبقہ مستفید ہو رہا تھا اور اس کی ماں عبادہ کی خدمت میں عید کے روز ۴۰۰ کنیزیں رہا کرتی تھیں ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین عید کے دن معمولی امداد کیلئے مسجد کوفہ کے امام محمد بن عبدالرحمٰن کے گھر پھٹے پرانے کپڑے میں جاتی ہے

محمد عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں بقرعید کے دن والدہ سے ملاقات کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شریف عورت پھٹے پرانے کپڑے میں والدہ سے باتیں کررہی ہے، والدہ نے کہا کہ انہیں پہچانتے ہو تو میں نے نفی میں جواب دیا والدہ نے بتایا کہ یہ جعفر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں تو میں نے اپنا رخ ان کی طرف کرلیا اور پوچھا کہ امی جان یہ کیا حال ہے تو کہا۔ بیٹے ایک وقت تھا کہ عید کے روز ۴۰۰ کنیزیں میرے سرہانے رہا کرتی تھیں اور اس وقت بھی میں اپنے بیٹے کو نافرمان سمجھتی تھی اور اب حالت یہ ہوگئی کہ میری صرف یہ تمنا ہے بکرے کی دو کھالیں میرے پاس ہوں ایک کو گدا بنالوں ایک کو رضائی۔

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے اسے ۵۰۰ روپے دیئے وہ اتنی خوش ہوئی لگتا تھا کہ مرجائے گی پھر وہ میرے یہاں برابر آتی رہی یہاں تک کہ موت نے میرے اور اس کے درمیان جدائی کردی۔

اس واقعہ سے ہماری ماؤں اور بہنوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی منصب، کوئی عہدہ یا مال و دولت دیا ہے تو اس کی قدر کرنی چاہئے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ شَدِیْدٌ، اگر میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو میں تمہارے لئے اضافہ کرونگا، اور اگر میری نعمتوں کی ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں کی قدردانی اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر صاحبہ اور معزز معلمات اور عزیزہ طالبات! آج کا یہ اجلاس اس لئے خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس اجلاس کو ''عورت کی فضیلت اور مرتبہ'' سے معنون کیا گیا ہے۔ عورت اللہ تعالیٰ کے خزانے کا ایک شاہکار ہے عورت اس خوبصورت دنیا کی لازوال خوشبو ہے۔ عورت انبیاء علیہم السلام کی ماں ہے۔ عورت درّ مکنون ہے، عورت گھر میں چھپا کر (پردے کے ساتھ) رکھنے کے لئے ہے باہر نکالنے کے لئے نہیں۔ یہ گھر

کی رونق ہے، شمع محفل نہیں۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عورتوں کے لئے دو مقام ہی قابل ستر ہیں۔ (۱) شوہر کا گھر (۲) دوسرا موت کے بعد قبر۔

خلاصہ یہ کہ عورت کیلئے پردہ کی جگہ جہاں وہ امن وامان اور خیر وعافیت سے بلا گناہ کے رہ سکے یا تو شوہر کا گھر ہے، یا پھر موت کے بعد قبر۔ بلاضرورت باہر نکلنا، بازاروں، سڑکوں میں گھومنا پردے کے حکم کیخلاف ہے۔ خواتین جنت کی سردار جگر گوشۂ رسول اکرم، زوجہ اسد اللہ الغالب، سیدنا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت قریب آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے میرے سرتاج جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت رات کو گھر سے نکالنا اور میرا جنازہ رات کو پڑھنا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ ''ایسا کس لئے؟'' فرمایا اے علی میرے چہرے کو ابا جان حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ یا پھر آپ (علی رضی اللہ عنہ) نے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پر کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے۔

اللہ اکبر! کتنا اہتمام تھا پردے کا۔ ہم گنہگار عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ پردے کی قدردانی کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین!

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی عورت سفر نہ کرے، ہاں مگر یہ کہ اس کیساتھ اس کا محرم ہو۔ (الحاوی ص ۲۵۷)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے گھر سے نکلے اور دروازے پر کھڑے ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا، کہاں سے آرہی ہو؟ کہا فلاں کے گھر گئی تھی جس کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم قبرستان بھی گئی تھیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ اللہ کی پناہ میں آپ سے قبرستان جانے کی اتنی وعیدیں سن چکی ہوں بھلا میں

کیسے قبرستان جاسکتی تھی ۔ میں تو صرف گھر پر گئی تھی ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تو قبرستان چلی جاتی تو جنت کی خوشبو بھی نہ پاتی ۔

عورتوں کا قبرستان، مزارات اور درگاہوں پر جانا لعنت کی بات ہے ۔ شریعت سے ناواقف عورتیں بزرگوں کے مزارات اور درگاہوں پر جاتی ہیں ۔ اور وہاں مجاوروں کے سامنے بیٹھ کر دعا اور دم کراتی ہیں ۔ یہ سب معصیت اور بے حیائی کے کام ہیں اور جنت سے دور لے جانے والے اعمال ہیں ۔ الامان والحفیظ!

حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کو حجرہ عائشہ ہی میں دفن کیا گیا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی حجرہ میں رہتی رہیں ۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کو بھی حضور ﷺ کے پہلو میں دفنایا گیا ۔ اس کے بعد بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی حجرہ میں رہتی رہیں ۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کو بھی اسی حجرہ میں دفنایا گیا ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابھی تک تو حجرے میں دو محرم تھے ۔ ایک سرکار مدینہ دوسرے میرے والد ابوبکر ۔ لیکن اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا ۔ اس لئے ان سے پردہ ضروری ہے ۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا گھریلو سامان ایک طرف رکھ دیا اور قبور کی طرف پردہ ڈال دیا ۔

دیکھا آپ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کتنی حیا اور شرم کرتی تھیں کہ حیات و ممات میں پردے کا اہتمام برابر تھا ۔

ہندوستان میں تو بیوی کی بہن سے اور بیوی شوہر کے بھائیوں سے یعنی دیور اور جیٹھ سے پردہ نہیں کرتی ۔ حالانکہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا ۔ دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے ''دیور تو موت ہے''، یعنی عورت کیلئے ایمان کے اعتبار سے موت ہے ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ ''خبردار عورتوں کے پاس جانے سے بچو'' ۔

خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں دیور کو عورت کیلئے موت کہا گیا ہے ۔ یعنی جس طرح موت ہلاکت ہے اسی طرح دیور بھی بھابی کیلئے ہلاکت ہے یعنی دوزخ اور جہنم کا باعث ہے ۔ شرح بخاری میں ہے کہ جس طرح موت سے آدمی بچتا ہے اسی طرح دیور سے بھابی کو بچنے کی تاکید کی گئی ہے ۔

آج فیشن کا دور دورہ ہے اور فیشن کی بنیاد اور مرکز عورت کو بنا دیا گیا ہے ۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ زیب و زینت کی تمام حدود ناتمام ہوگئیں ۔ عورت کو حجاب اور پردے والے لباس سے عار ہونے لگا ۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ جب عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوں تو وہ زانیہ ہے ۔

عرب کے ماحول میں عطر لگانا زینت میں شامل تھا ۔ اسلئے معطر ہو کر راستوں اور سڑکوں سے گذرنے کا مقصد نامحرم مردوں کو متوجہ کرنا اور لطف اندوز کرنا ہے اور ایسا ہی زینت کے ساتھ بے پردہ پھرنا جانا آنا غیر مردوں کو متوجہ کرنا ۔ گویا زنا کی دعوت دینا اور بدکاری پر ابھارنا ہے ۔

میں نے یہ چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں امید ہے کہ میری ماؤں اور بہنوں کو پردے کی اہمیت معلوم ہوگئی ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

عورت پر اسلام کے احسانات

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری محترم ماؤں اور پیاری بہنو! آج کی بزم میں آپ کے سامنے عورت پر اسلام کے احسانات کے عنوان سے کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اسلام نے تمام انسانوں پر بالخصوص صنف نازک پر بڑے احسانات فرمائے، یہ جاننے کیلئے کہ اسلام نے صنف نازک پر کیا احسانات کئے تو اس کے لئے اسلام سے پہلے صنف نازک پر کئے جانے والے مظالم پر ایک طائرانہ نظر ڈالئے۔

عورتوں پر ظلم

اسلام سے پہلے عرب بلکہ پوری دنیا کے اندر عورتوں کی کوئی اہمیت وحیثیت نہ تھی بلکہ صرف خواہش نفس کے پورا کرنے کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا۔ بعض درندہ صفت انسان ایسے بھی تھے جو عورت کو ایک انسانی مخلوق سمجھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ ہندوؤں کے یہاں ستی کا رواج عام تھا یعنی اگر بدقسمتی سے شوہر پہلے فوت ہوگیا تو عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں بلکہ اس کو بھی شوہر کے ساتھ اپنے تن نازنین کو سپردۂ آگ کرنا پڑتا تھا۔

عرب میں لڑکیوں کی پیدائش کو عار سمجھا جاتا تھا اگر عالم وجود میں آگئی تو اسے زندہ درگور کردیا جاتا جیسا کہ آیت کریمہ اس کی طرف مشیر ہے وَاِذَالْمَوْءٗ دَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ. اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کے بدلے اسے قتل کیا گیا۔

اور جب لڑکی کی پیدائش کی خبر سنتے تو چین بجبیں ہوجاتے تھے۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ ، یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَبِہٖ اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ. اور جب ان میں کسی کو لڑکی کی (پیدائش) کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے گھٹا جاتا ہے۔ وہ قوم سے چھپتا پھرتا ہے اس کی برائی سے جس کی خوشخبری دی گئی اَیا اس کو ذلت کے ساتھ روکے رکھے یا اس کو مٹی میں دبادے۔

آدمی اس کو باعث ذلّ وعار خیال کرتا تھا کہ لڑکی کی پرورش کرکے اس کی شادی بیاہ کرے اور دوسروں کا سسر بنے۔ جب آدمی کی عقل میں فتور آتا ہے تو اسی طرح کی باتیں اسے سجھائی دیتی ہیں۔ ایسے غلط ذہنیت رکھنے والے انسان کو کبھی یہ تو

سوچنا چاہئے تھا کہ آخر اس کی بیوی بھی تو کسی کی بیٹی ہے اور میں بھی کسی کا داماد ہوں۔ اگر سارے انسان ایسا ہی سوچتے تو آج تو الدو تناسل کا دروازہ بند ہو گیا ہوتا۔

ایک صحابی زمانہ جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے جب یہ کہہ رہے تھے کہ وہ اپنی ننھی سی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کیلئے گڑھا کھود رہے تھے تو وہی لڑکی ان کے کپڑوں اور داڑھی سے مٹی جھاڑ رہی تھی اس کے باوجود وہ اس لڑکی کو اسی گڑھے میں ڈھکیل کر اس پر مٹی ڈال آئے یہ واقعہ جب وہ صحابی بیان کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھ سے آنسو رواں تھے۔

یہودیوں کے یہاں عورت جب حیض میں ہوتی تو اس کا کھانا پینا سب الگ کر دیا جاتا اور قریب جانا بھی پسند نہیں کیا جاتا لیکن اسلام نے یہ تعلیم دی کہ ایسی حالت میں عورت سے صرف اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتے ہیں اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا حتی کہ اسکا جھوٹا کھانے کی اجازت بلکہ سنت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہے کہ میں حالت حیض میں ہوتی اور ہڈی چوستی تو آپ ﷺ مجھ سے لیکر اسی جگہ اپنا دہن مبارک لگاتے جہاں سے میں کھاتی۔ ہندوؤں کے یہاں بھی حیض کی حالت میں عورت کو اچھوت سمجھا جاتا تھا۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ

اسلام نے عورت کو بڑے مراتب عطا کئے ہیں، عورت کو ماں، بہن، بیٹی کے رشتے سے سرفراز کیا آج کی پیدا ہونے والی لڑکی کل ماں کے اس مقدس رشتے کی حامل ہوگی کہ جس کی رضا بخشش کا سبب اسکی دعا قبولیت کا ذریعہ، اس کو عزت واحترام سے دیکھنا حج کا ثواب، اس کی خدمت دخول جنت کا راستہ۔ قرآن کریم نے جابجا عبادت خداوندی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ

قرآن نے حکم دیا اگر والدین مشرک ہوں اور میرے ساتھ تم کو شریک ٹھہرانے پر مجبور کرتے ہیں تو ان کی بات نہ مانو مگر دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہی کرو "وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفاً"۔ ترجمہ: اور دنیا میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

عورت کو اختیارِ نکاح

اسلام نے عورت پر اپنے پسند کا نکاح کرنے کا اختیار دے کر بہت بڑا احسان کیا اگر اسکا نکاح کسی ایسے لڑکے سے کر دیا گیا جسے وہ پسند نہیں کرتی تو اسلام نے اسے فسخ کرنے کا بھی اختیار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک صحابیہ کا نکاح ان کے والد نے کر دیا حالانکہ وہ شوہر انہیں پسند نہ تھے وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے اس نکاح کو ختم فرما دیا۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَالِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

(بخاری ج۲، ص۱۷۷)

بلا اجازت شوہر کے مال میں سے تصرف کا حق

اسلام نے عورت کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر اس کا شوہر اتنا خرچہ نہیں دیتا ہے جو اس کے لئے کافی ہو تو عورت اس کے مال میں بلا اس کی اجازت کے لے سکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنت عتبہ نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایک کنجوس آدمی ہے جو مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا کہ میرے اور میرے بچوں کیلئے کافی ہو اس لئے میں اس کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر لے لیتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ضرورت کے بقدر لے سکتی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدَ ابْنَتَ عُتْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُطْعِمُنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ الْمَعْرُوْفِ. (بخاری ج ۲، ص ۸۰۸)

عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کی تاکید

اسلام نے مردوں کو یہ تاکید فرمائی کہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آئیں یعنی ان کے ساتھ غلاموں اور خادموں جیسا سلوک نہ کرو بلکہ ایک دوستانہ زندگی گذارو۔ آیتِ شریفہ ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ " قاعدے کے مطابق ان کے ساتھ زندگی گزارو"۔

ایک صحابی ہیں معاویہ بن حیدر رضی اللہ عنہ وہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کھاؤ تو اسے کھلاؤ پہنو تو اسے پہناؤ چہرے پر نہ مارو اور نہ برا بھلا کہو اور نہ ہی گھر میں الگ تھلک رہو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَرَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اِنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا كَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تَقْبَحْ وَلَا تَهْجُرْ فِى الْبَيْتِ. (اصلاحی خطبات ج۲ص ۲۵)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا (عورتوں کے تعلق سے خیر اور بھلائی کی وصیت قبول کرو) نیز عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی تعلیم آپ ﷺ دے رہے ہیں تو اپنا عملی نمونہ بھی پیش فرما رہے ہیں، خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ. تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کیلئے تم سب سے بہتر ہوں آپ ﷺ نے آدمی کے بہتر ہونے کا ایک معیار اور کسوٹی بیان فرمادی کہ جو اپنی بیوی کیلئے بہتر ہو۔

ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت

ایمان کے بعد آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ خوش خلیق، شوہر سے محبت کرنیوالی اور بچے دینے والی عورت اس کو مل جائے اور کفر کے بعد آدمی کے لئے اس سے بری کوئی چیز نہیں کہ اس کو تیز زبان اور بد خلق عورت ملے۔

چار ہی عورتوں سے نکاح

قبل از اسلام نکاح کی کوئی حد بندی نہ تھی ایک ایک آدمی دس دس بارہ بارہ بیویاں بیک وقت رکھتا تھا ظاہر بات ہے کہ اتنی ساری بیویوں کا ٹھیک طور پر نان نفقہ وغیرہ کا انتظام نہیں کرسکتا، اسلام نے اس پر روک لگائی اور سختی سے منع کیا اور زیادہ سے زیادہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی بشرطیکہ ان چاروں کے درمیان عدل ومساوات کا معاملہ قائم کرسکے اور ان کے حقوق صحیح طور پر ادا کرسکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (تم ان عورتوں سے جن کو پسند کرتے ہو دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو) اگر ایک سے زائد کرنا انتہائی ناگزیر ہو تو کرسکتے ہو ورنہ نہیں۔

تادیب کی حد

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کا مزاج یکساں نہیں بنایا کسی کا مزاج سخت کسی کا نرم اور ہر کام آدمی کے مزاج کے موافق نہیں ہوتا، اسی طرح میاں بیوی جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے سہتے ہیں، جن کو قرآن نے ایک دوسرے کا لباس قرار دیا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو یعنی

اگر کسی میں عیب ہو تو اسے چھپاؤ جس طرح کپڑا بدن کے عیوب کو چھپاتا ہے، مرد اور عورت ایک دوسرے کے رازداں، مشیر کار اور زندگی کے ہر موڑ پر بیوی شوہر کے کام آتی ہے، شوہر کی خدمت اپنے لئے باعث افتخار سمجھتی ہے اسلئے اگر کوئی کام مرد کے مزاج کے خلاف صادر ہو جائے تو انگیز کر لے اور سمجھائے اور اگر مارنے کی ضرورت پڑے تو ہلکی پٹائی کر سکتا ہے نہ کہ غلاموں اور باندیوں کی طرح زدوکوب کرے۔

عبداللہ بن زمعہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے سے نہ مارے، یہ حرکت نازیبا ہے کہ صبح، بیوی کو کوڑے مارے پھر پچھلے دن اس سے صحبت کرنے پر تیار ہونے لگے۔ یہ اسلام کا عورتوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ جانوروں کی طرح جوان کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا، اس پر بندش لگادی۔

لڑکی کی تربیت دخول جنت کا ذریعہ

قبل از اسلام لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور آج جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے لڑکی کو پیدا ہی نہیں ہونے دیا جاتا ہے اگر ہو گئی تو اسے کوڑے دان اور نالے وغیرہ میں ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ اخبارات کی سرخیاں آئے دن ایسے واقعات سے مزین ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام نے لڑکی کو بہت بڑا مقام عطا کیا ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو لڑکی کی نعمت سے نوازا گیا پھر اس کو تکلیف نہیں پہونچایا اور نہ اس کی اہانت کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَتْ لَهُ اِبْنَةٌ فَلَمْ يُؤْذِهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِى الذُّكُوْرَ. اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ.

ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیٹیاں دے کر آزمایا پھر اس نے ان لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم سے آڑ ہونگی۔ یعنی اپنے باپ کو جہنم میں داخل نہیں ہونے دیں گی۔

ابن شریط ؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے یہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں اے گھر والو السلام علیکم، فرشتے پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں۔ اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ایک ناتواں، کمزور جان ہے جو ایک ناتواں کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری، اٹھائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (مجمع الزوائد)

عورت کے لئے حق وراثت

عورت کو مرد کے ترکے میں سے دیگر اقوام میں کچھ نہیں ملتا عرب میں بھی دور جاہلیت میں باپ کی لونڈیوں اور سوتیلے باپ کی دیگر بیویوں کو بھی بیٹے تقسیم کر لیا کرتے تھے مگر اسلام نے نہ صرف مرد کی جائیداد میں حصہ دار بنایا بلکہ اسکی عزت نفس کی نگہداشت بھی کی اسے بطور ترکہ تقسیم کر لئے جانے سے نجات دی۔ عورت کو اپنے باپ کی جائیداد کے علاوہ شوہر کی جائیداد سے بھی حصہ ملتا ہے یہ اسلام ہی کی برکت ہے۔ غرض عورت پر اسلام کے ان گنت احسانات ہیں آج عورت خود دار مکتفی اور باعزت زندگی گذار سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان احسانات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

ہر مرض کی دوا ہے صلی علی محمد ﷺ

مراکش کی مشہور ایکٹرس ''لیلیٰ حلوّ'' کی زبانی، کینسر سے نجات کا حیرت انگیز واقعہ
جب دنیا کی ساری دوائیں ناکام ہوگئیں تو زمزم کے ذریعہ اللہ نے شفا بخشی

اَلسَّلامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاء وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحٰبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. رَبَّنَآ اِنِّیۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ

میری محترم خواتین، پیاری اور عزیز ماؤں! حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی برکت سے اور اس کے صدقہ طفیل میں وہ زمین جہاں گھاس تک نہ اگتی تھی اور دور دراز کہیں پانی نہ تھا۔ آج طرح طرح کے پھل اور پینے کیلئے ایسا آب حیات عطا کر رہا ہے جسے آب زمزم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

آج کی اس روح پرور مجلس میں ایک حیرت انگیز واقعہ سنانا چاہتا ہوں، اس واقعہ میں ان ماں بہنوں کیلئے بڑی عبرت ونصیحت ہے جو شتر بے مہار اور احکام شریعت سے آزاد ہو کر زندگی گزارتی ہیں اور خدا اور رسول کو فراموش کئے بیٹھی ہیں۔ عقلمند کا کام یہ ہے کہ واقعہ کوئی بیان کرے نصیحت کوئی بھی کرے اس میں یہ غور کرنا چاہئے کہ ہمارے لئے نصیحت کیا ہے؟ ایک عربی مقولہ ہے اُنۡظُرُوۡا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنۡظُرُوۡا اِلٰی مَنۡ قَالَ، جو بات کہی جارہی ہے اس کو دیکھو کہنے والے کی طرف نظر مت اٹھاؤ حتی کہ اگر دیوار پر بھی نصیحت لکھی ہوئی ہے تو اسکو بھی قبول کر لینا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حکمت مومن کی گم شدہ دولت ہے جہاں پائے اسے لے لے۔ قبل اس کے کہ میں وہ واقعہ سناؤں اپنی ماؤں بہنوں سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے اوپر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جس کو بجالانے میں ہی ہمارے لئے فلاح اور نجات ہے۔ ہم ایک غیر مسلم کو اپنے اوپر قیاس نہیں کر سکتے ہیں ایک غیر شخص سود کھا کر شراب کی تجارت کر کے، سینما ہال چلا کر اور دیگر ناجائز حرام کام کر کے دنیوی ترقی کر سکتا ہے اسلئے کہ حرام وحلال کی تمیز اور دیگر احکام شرع اس پر فرض نہیں ہیں۔

لیکن ہم کو ترقی دنیا وآخرت اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ ہم مکمل طور پر اللہ ورسول کے احکام پر چلیں، برائیوں سے اجتناب کریں نیکیوں سے اپنا نامۂ اعمال پر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں وہ حیرت انگیز اور نصیحت آمیز قصہ سناتا ہوں، بغور سماعت فرمائیں۔

”لیلیٰ حلو“ مراکش کی رہنے والی تھی۔ وہ کچھ ہی عرصہ پہلے ایک مشہور ایکٹرس تھی، فلمی حلقوں میں اس کا نام بڑا معروف تھا۔ اسے ایک انتہائی مہلک مرض لاحق ہوگیا جسے دنیا اب تک لاعلاج تصور کرتی ہے اور جسے ”کینسر“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کردینے کیلئے کافی ہے۔ خاتون نے اپنے مہلک مرض کے علاج کیلئے مختلف ماہرین کے دروازے کھٹکھٹائے، لیکن ڈاکٹروں کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور اب خاتون کو اپنی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ ہاں ایک امید باقی تھی اور وہ اس کے رب کا دروازہ تھا۔

لیلیٰ کہتی ہے: ”میں ایک عرصے سے ایک بے حد خطرناک مرض کا شکار ہوگئی تھی جسے دنیا ”سرطان“ یا ”کینسر“ کے نام سے جانتی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ مرض انتہائی خطرناک اور مہلک ہے لیکن مراکش میں ہم اسے ”کینسر“ کا نام نہیں دیتے ہیں بلکہ ہمارے یہاں اس کو ”خبیث مرض“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ میرے دل کی وہ شریان جو بائیں جانب سے نکل کر دل میں خون بہم پہنچاتی ہے اور جو تاج نما ہوتی ہے اس موذی مرض میں مبتلا ہوگئی۔ اس وقت میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ میرا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے یکسر خالی تھا کیونکہ میں اللہ سے بالکل غافل تھی۔ میں تو مشہور فلمی ایکٹریس تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ انسان کا حسن و جمال تاحیات اس کی شخصیت کو تازگی بخشتا رہتا ہے اور یہ نعمت پوری عمر زائل ہونے کا نام نہیں لیتی اور عنفوان شباب کی مسرتوں سے لطف اندوزی کا خوش کن موقع نصیب رہتا ہے، نیز اس کی صحت ہمیشہ تروتازہ رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی قلبی فرحت کو روئیدگی و بالیدگی ملتی رہتی ہے۔ میرے حاشیۂ خیال میں یہ تصور تک بھی نہیں گزرا تھا کہ میں کبھی ”کینسر“ جیسی مہلک وجان لیوا بیماری میں گرفتار ہوجاؤں گی، لیکن جب میں اس

خطرناک مرض میں مبتلا ہوگئی تو اس کے خوف ودہشت نے میرے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور میں بری طرح حواس باختہ ہوگئی۔ میرا جی چاہتا تھا کہ کہیں بھاگ جاؤں، لیکن بھاگ کر جاتی بھی تو کدھر جاتی؟ جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ لاعلاج مرض بھی تو میرے ساتھ ساتھ جائے گا، اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں خودکشی کرلوں، لیکن مجھے شوہر اور بچوں سے شدید محبت تھی، اس لئے میں نے خودکشی نہ کی۔

معزز خواتین یہ نہ سمجھیں کہ اس وقت میرے خودکشی نہ کرنے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا خوف یا ڈر تھا۔ اس طرف تو کبھی خیال گیا ہی نہیں تھا۔ دراصل میں تو اسلام سے، اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے کوسوں دور تھی۔ میں توبہ اور استغفار سے ناواقف تھی۔ بس شاید میرے رب کو میری ہدایت اور رہنمائی منظور تھی۔ تبھی تو مجھے یہ خطرناک مرض لگ گیا۔ ہاں! بعض اوقات بیماری بھی انسان کیلئے رحمت کا باعث ہوتی ہے اور وہ اس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ شاید اللہ چاہتا تھا کہ نہ صرف مجھ پر کرم کرکے مجھے سیدھے راستے پر لائے بلکہ کتنے ہی اور لوگ میری وجہ سے سیدھے ہوجائیں۔ ہاں میں وہی لیلیٰ حلو جو نجانے کتنے لوگوں کو گمراہ کرچکی تھی، اپنے جسم کی نمائش کرکے، رقص کے ذریعہ، سینما کی اسکرین کے ذریعہ۔ میں بیمار ہوئی، دولت، شہرت، تعلقات، ایک سے بڑھ کر ایک ڈاکٹر، ہسپتال سب کچھ میسر تھا۔

حضرات! میں بیرون ملک بلجیم گئی، بہت ڈاکٹروں سے بغرض علاج رجوع کیا۔ سب نے میرے شوہر سے کہا کہ اس کی چھاتی کاٹ دینا ضروری ہے اور ایسی کیمیکل دوائیں استعمال کرنا پڑیں گی جن سے سر کے بال جھڑ جائیں گے، پلکیں اور بھویں گرجائیں گی، چہرے پر داڑھی کے بال اگ آئیں گے، ناخن اور دانت گرجائیں گے۔ میں نے ڈاکٹروں کی تجویز سن کر ان کے علاج سے مکمل انکار کردیا اور کہا: ”میں چھاتی کاٹنے، گنجی ہونے اور قدرتی بناوٹ اور خوبصورتی کو داغدار

کرنے پر مرجانے کو ترجیح دوں گی، چنانچہ میں نے ڈاکٹروں سے گزارش کی کہ وہ میرے لئے آسان سا علاج سوچیں۔

پھر میں مراکش واپس آگئی اور چھوٹا موٹا علاج کرتی رہی لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ مجھے نجانے کیسے محسوس ہوا کہ ڈاکٹروں نے میری درست تشخیص نہیں کی اور خواہ مخواہ میرے اندر کینسر کا مرض ثابت کردیا ہے، جبکہ میں بالکل صحیح سلامت ہوں۔ لیکن تقریباً چھ ماہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرے وزن میں خاطر خواہ کمی ہوچکی ہے، میرا رنگ خاصا بدل چکا ہے۔ مجھے درد والم کی شکایت رہنے لگی اور یہ شکایت آہستہ آہستہ مستقل بڑھ گئی۔ جب میں نے ایک مراکشی ڈاکٹر سے طبی جانچ کروائی تو اس نے مجھے بلجیم جانے کا مشورہ دیا، چنانچہ میں نے دوبارہ بلجیم کے لئے رخت سفر باندھا۔ بلجیم میں ڈاکٹروں نے جب میرا معائنہ کیا تو انہوں نے نہایت افسوس ناک خبر میرے شوہر کو بتائی ’کینسر‘ پورے جسم میں پھیل چکا ہے اور پھیپھڑے بھی اس سے بری طرح متاثر ہوچکے ہیں۔ ہمارے پاس اب ایسی صورتحال سے نمٹنے کیلئے کوئی دوا یا علاج نہیں ہے۔ اب تمہارے لئے صرف ایک صورت رہ گئی ہے کہ تم اپنی بیوی کو وطن لے جاؤ تاکہ اسے وہاں قبر نصیب ہوسکے۔

ڈاکٹروں نے جب میرے خاوند کو یہ رپورٹ دی تو ان پر یہ خبر بجلی بن کر گری، وہ حواس باختہ ہوگئے۔ پھر ہم لوگوں نے واپس اپنے وطن مراکش جانے کے بجائے بلجیم سے فرانس کا ٹکٹ لے لیا، شاید مجھے وہاں کوئی علاج مہیا ہوسکے اور وہاں میں چھاتی کٹوا کر کیمیاوی دوائیں استعمال کروں تاکہ کسی طرح زندگی بچ سکے۔

اچانک میرے خاوند کے ذہن میں آیا کہ ہم تمام دنیاوی علاج کرواچکے ہیں مگر ایک طبیب باقی رہ گیا ہے، اس کے پاس جانا چاہئے۔ اس نے جب مجھ سے بات کی تو جیسے مجھے کوئی بھولی بات یاد آگئی ہو۔ بلاشبہ ہمیں مکہ مکرمہ جانا چاہئے۔ بیت

اللہ کی زیارت کریں اور وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دربار میں توبہ واستغفار کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس مہلک مرض سے مجھے شفایاب کردے۔ کیونکہ آسمان کے دروازے ہر مریض کے لئے ہروقت کھلے رہتے ہیں اور وہاں ہر بیماری کا کامیاب علاج ہمہ وقت دستیاب ہے۔

غرض ہم میاں بیوی پیرس سے خانہ کعبہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ راستہ بھر ہم ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ“ کے ورد سے رطب اللسان تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہو رہی تھی کہ کیونکہ بیت اللہ شریف کی طرف میری زندگی کا یہ پہلا سفر تھا اور پہلی دفعہ اللہ کے گھر کا دیدار ہونے والا تھا۔ میں نے پیرس ہی میں قرآن کریم کا ایک نسخہ خرید لیا تھا اور گاہے بگاہے اس کی تلاوت کرتی رہتی۔

آخر کار وہ مبارک وقت آگیا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچ کر صحن کعبہ میں داخل ہوئے۔ جونہی نگاہ کعبہ پر پڑی، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ مجھے اپنی گزشتہ زندگی یاد آگئی، رب کی نافرمانی اور معصیت کی زندگی، میرا ماضی بے حد غلط تھا۔ نماز روزے سے قطعاً دور رہی۔ فرائض کا پتہ تک نہ تھا۔ اب میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس رب العالمین کے دروازے پر حاضر تھی جو توبہ قبول کرنیوالا، اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے اور پھر میں نے خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب جا کر رورو کر یہ دعا کی۔

”اے مرے پروردگار! میری مہلک بیماری کا علاج ڈاکٹروں کے بس میں نہیں۔ وہ ہزار کوششوں کے باوجود میرے علاج سے انکار کرچکے ہیں۔ میرے پیارے رب! بیماری تیری ہی طرف سے آتی ہے اور اس کا علاج بھی تو ہی کرتا ہے۔ میری بیماری کے علاج کے معاملے میں ڈاکٹروں نے ہسپتالوں کے دروازے بند کررکھے ہیں، صرف تیرا دروازہ

میرے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں اپنے علاج کیلئے تیرے ہسپتال میں پہنچ چکی ہوں۔ میرے رب! اپنا دروازہ میرے لئے بند مت کر دینا''۔

پھر میں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا کرتی رہی کہ ''اے اللہ! میری دعا کو نامراد واپس نہ کرنا اور مجھے ناامید مت کرنا اور مجھے شفا عنایت کر کے ڈاکٹروں کو اپنی عظمت شان سے حیران وششدر کر دینا''۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے، میں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل تھی اور اس کے دین پر کبھی عمل نہ کیا تھا۔ لیکن اب میری وہ کیفیت نہ رہی جو پہلے تھی، بلکہ اب میں نے اللہ کے دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا، چنانچہ میں مکہ مکرمہ میں موجود علماء ومشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے ایسی دعاؤں پر مشتمل کتابوں کے متعلق پوچھتی جنہیں میں جلدی سے یاد کر سکوں تا کہ حسب ضرورت ان دعاؤں کا ورد کیا کروں اور اللہ رب العزت کے دربار میں دعا ومناجات کا نذرانہ پیش کر سکوں۔ علماء ومشائخ نے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور زیادہ سے زیادہ آبِ زمزم پینے کی نصیحت فرمائی۔ نیز انہوں نے مجھے یہ بھی نصیحت کی کہ میں زیادہ سے زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کروں اور رسول اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجوں۔ مسجد حرام میں مجھے کافی راحت محسوس ہو رہی تھی۔ اور میرے دل کو بہت ہی اطمینان تھا۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ مجھے مسجد حرام ہی میں وقت گزارنے کی اجازت دیں۔ میں اب ہوٹل کم ہی جاؤں گی۔ زیادہ وقت اللہ کے گھر میں گزاروں گی۔ میرے خاوند نے میری درخواست قبول فرمائی اور میں اپنے اوقات مسجد حرام ہی میں رب ذوالجلال والاکرام کے مقدس دربار میں دعا ومناجات کے ساتھ گزارنے لگی۔

مسجد حرام کے اندر میرے پڑوس میں مصر اور ترکی کی چند خواتین تھیں جو کثرت آہ وبکا سے میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو دیکھتی تھیں۔ انہوں نے میری کثرت

آہ وزاری کا سبب دریافت کیا۔ میں نے ان سے جواباً کہا: ''پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے مبارک گھر کا طواف نصیب ہوا جس کے بارے میں مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ اس سے ایسی محبت ہوگی جیسی اب میرے دل میں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے کینسر کی بیماری لاحق ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں آہ وزاری کر رہی ہوں۔

ان خواتین کا معمول تھا کہ نمازوں کے بعد میرے ارد گرد بیٹھ جاتیں اور خاصی دیر بعد الگ ہوتیں۔ یوں ہماری اللہ کے لئے آپس میں محبت ہوگئی۔ پھر میں نے ان سے کہا ''کیوں نہ میں مسجد میں اعتکاف کی نیت کر لوں؟ ان عورتوں نے اس بات کو پسند کیا اور کہنے لگیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔ ہر چند کہ رمضان المبارک کا مہینہ نہ تھا۔ پھر بھی ان عورتوں کے خاوندوں نے اجازت دے دی اور ہم سب اللہ کے گھر میں معتکف تھیں۔ اب ہمارا سارا دن ذکر واذکار، قرآن پاک کی تلاوت، نماز اور نوافل میں گزر جاتا۔ نیند بھی کم آتی۔ بھوک تو گویا مٹ ہی گئی تھی، چند لقمے کفایت کر جاتے۔ ہاں اب ہم آبِ زمزم کثرت سے پیتیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہمیں یاد تھا: آبِ زمزم جس نیت سے بھی پیا جائے وہ نیت پوری ہو جاتی ہے۔'' (صحیح ابن ماجہ۔۳۰۶۲)

یعنی آبِ زمزم اگر بیماری میں شفایابی کی نیت سے نوش کیا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا بخشتا ہے۔ اگر سیرابی کی نیت سے پیا جائے تو بھوک پیاس مٹ جاتی ہے۔ اگر اللہ کی پناہ کی نیت سے پیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دامن میں پناہ دیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بھوک کو زمزم کی برکت سے ختم کر کے ہمیں آسودگی بخشی۔

ہم خواتین مسلسل خانہ کعبہ کا طواف کرتیں اور طواف کے اختتام پر دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے (اور اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملتی تو مسجد کے کسی بھی حصہ

میں) پڑھتیں اور پھر دوبارہ طواف کرنے لگتیں۔ اگر کچھ تھکاوٹ اور بھوک محسوس ہوتی تو اس کے لئے آبِ زمزم ہر وقت دستیاب تھا۔

میں جب بیت اللہ شریف پہنچی تھی اس وقت بہت ہی پتلی دبلی اور کمزور تھی۔ میرے جسم کے اوپری حصے میں سوجن اور چھوٹی چھوٹی بہت ساری سرخ پھنسیاں تھیں جو اس بات کی واضح علامت تھیں کہ میرے جسم کے اوپر والے حصے میں کینسر پھیل چکا ہے۔ میری سہیلیاں مجھے نصیحت کرتیں کہ میں اپنے جسم کے اوپر والے حصے کو آبِ زمزم سے دھوتی رہوں، لیکن جسم کی پھنسیوں اور سوجن کو چھونے سے مجھے خوف لاحق ہوتا اور دھونے کا تصور آتے ہی میں کانپ اٹھتی تھی۔

مجھے جب بھی اس مہلک مرض کا خیال آتا میرا دھیان اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار اور اس کی عبادت سے ہٹ کر اس میں الجھ جاتا۔ بہر حال میں نے اپنے جسم کو ہاتھ لگائے بغیر آبِ زمزم کو اپنے جسم پر ڈالنا شروع کیا۔

کچھ دن یوں گزر گئے۔ میری سہیلیوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو آبِ زمزم سے دھو ڈالوں۔ میں نے شروع میں انکار کیا، مگر مجھے محسوس ہوا کہ کوئی اندرونی طاقت مجھے آبِ زمزم سے اپنے جسم کو دھونے پر آمادہ کر رہی ہے۔ میں نے خوف کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا لیکن اس مرتبہ بھی میں نے اپنے جسم کو آبِ زمزم سے نہیں دھویا، کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا، تاہم جب تیسری مرتبہ بھی میرے دل نے گواہی دی اور مجبور کیا کہ میں اپنے جسم کو زمزم سے ضرور دھوؤں تو میں اٹھی اور آبِ زمزم لے کر اپنے ہاتھوں سے جسم اور چھاتی پر ملنا شروع کر دیا جو فاسد خون، پیپ، پھنسیوں وغیرہ سے پر تھی۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے میرا جسم حیرت انگیز طور پر ان تمام بیماریوں سے پاک ہونے لگا۔ چھوٹی پھنسیاں نہ جانے کدھر گئیں جسم کو چور کر دینے والے درد والم اور خون نما پیپ، سب غائب ہو گئے۔

میں پہلے تو گھبرا اٹھی پھر اپنے کپڑے کے نیچے ہاتھ لے جا کر بار بار جسم کو چھونے لگی، لیکن میرے جسم کے اندر اب ہرگز کوئی سوجن نہیں تھی۔ میں کانپ اٹھی، مگر فوراً میرے ذہن نے کہا: اس قدر تعجب کیوں کرتی ہو؟ کیا اللہ رب العزت اس کام پر قادر نہیں ہے؟ میں نے اپنی ایک سہیلی سے کہا کہ ذرا میرے جسم کو چھونا اور میری پھنسیوں کو دیکھنا۔ میری سہیلیوں نے جب دیکھا کہ میرے جسم سے ساری پھنسیاں غائب ہیں اور میرا جسم بالکل صحیح سالم ہے تو بے ساختہ چیخ اٹھیں: اللہ اکبر! اللہ اکبر!''

میں فرط مسرت سے اپنے شوہر کو خوشخبری دینے کیلئے مسجد حرام سے نکل کر ہوٹل کو چلی۔ کمرے میں داخل ہو کر جب اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہوئی تو ان سے کہنے لگی: '' دیکھو یہ دیکھو اللہ کی رحمت...... کدھر ہیں میرے جسم پر پھوڑے پھنسیاں...... ہیں کہیں؟ ختم ہو گئیں نا!'' پھر میں نے انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ اسے اپنے حالات سے آگاہ کیا، لیکن میرے شوہر کو میری گفتگو افسانہ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ میری بات کو مذاق سمجھ رہا تھا۔ یکایک اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے بلند آواز میں کہا: '' کیا تجھے نہیں معلوم، کیا تو اتنی جلد بھول گئی کہ صرف تین ہفتہ قبل ڈاکٹروں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ تو چند ہی دنوں کی مہمان ہے؟ میں نے اپنے شوہر سے کہا: '' زندگی اور موت کا وقت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں۔''

اس کے بعد ہم میاں بیوی بیت اللہ شریف میں ایک ہفتہ قیام پذیر رہے۔ میں اللہ کی ان گنت نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرتی رہی اور اس کی حمد وثنا بیان کرتی رہی۔ پھر ہم نے مسجد نبوی شریف کی زیارت کی اور اس کے بعد فرانس واپس ہو گئے۔ جب وہاں ڈاکٹروں نے مجھے پوری صحت وعافیت کے ساتھ دیکھا اور انہیں علم ہوا کہ مہلک مرض نے مجھے خیر باد کہہ دیا ہے تو وہ حیران وپریشان رہ گئے۔ وہ

حیرت زدہ ہوکر مجھ سے کہنے لگے: ’’محترمہ! کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جو اس مہلک مرض میں مبتلا تھیں؟ میں فخر سے جواب دیتی، جی ہاں، میں ہی وہ خاتون ہوں جس کی موت کا اعلان آپ لوگوں نے کر رکھا تھا اور یہ میرے شوہر ہیں جنہوں نے میری شفایابی کے لئے سارے وسائل استعمال کر ڈالے تھے۔ میں آپ لوگوں کے علاج سے فرار ہوکر اپنے رب تعالیٰ کے ہسپتال میں جا کر داخل ہوگئی اور اب اس کے علاج سے شفایابی کے بعد واپس آئی ہوں۔ مجھے اب اس کے سوا کسی کا خوف اور ڈر نہیں ہے کیونکہ قضاء وقدر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی زندگی وموت کا مالک ہے اور تمام امور اسی کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔

ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا: ’’محترمہ! آپ کا یہ معاملہ عجیب وغریب ہے۔ تعجب ہے کہ آپ کی سوجن ختم ہوگئی مگر ضروری ہے کہ آپ کا دوبارہ چیک اپ کیا جائے، نئے سرے سے ٹیسٹ لیئے جائیں۔

چنانچہ ڈاکٹروں نے دوبارہ میری تشخیص کی اور میرے تمام ٹیسٹ لئے مگر تمام ٹیسٹ کلیئر تھے، مجھے الحمدللہ کوئی بیماری نہ تھی۔ وہ سب دنگ رہ گئے۔ شاید ان کا تعجب اس لئے بھی زیادہ تھا کہ جو مرض مجھے لاحق تھا، اس کے علاج میں اب تک میڈیکل سائنس ناکام ہے۔ بہرحال میں جب اس مرض میں مبتلا تھی تو سوجن کی وجہ سے میرے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہو چکا تھا۔ لیکن جب میں نے بیت اللہ شریف کا سفر کیا اور اللہ سے شفایابی کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما کر مجھے اس آفت سے یکسر نجات عطا فرمادی اور سرطان جیسی خوفناک بیماری ایسے غائب ہوگئی جیسے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

پھر اس کے بعد میرا یہ معمول بن گیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرتی اور زار وقطار روتی۔ نیز پہلے مجھ سے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے جو تقاضے پورے نہ ہوسکے تھے اور جن ایام کو میں نے اللہ کی یاد سے کوسوں دور گزارا تھا، انہیں یاد کر کے بارہا میری آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور میں بے ساختہ رونے لگتی تھی۔

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہوں کہ الٰہ العالمین میری اور میرے شوہر کی توبہ قبول فرما اور تمام مسلمانوں کو اپنے دامن بخشش ومغفرت میں جگہ عنایت فرما، آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

مضمون کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر ہدیٰ اسلامی ڈائجسٹ دہلی کے لازوال واقعاتِ اسلامی، نمبر شمارہ اپریل 2008 سے ماخوذ کیا ہے۔

اسلام کی بہادر بیٹی

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاء وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اے ایمان والے جب جنگ آزما ہو کسی لشکر سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

معزز و محترم پردہ نشین خواتین آج میں اسلام کی بہادری بیٹی کے عنوان کے تحت ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ سنانا چاہتا ہوں دعا کریں کہ اللہ مجھے ٹھیک ٹھیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے میری ماؤں اور بہنوں! یوں تو بہت سی نیک خصلت عورتوں بلکہ کم سن بچیوں نے اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے بڑے بڑے

کارنامے انجام دیئے ہیں، جو آج تاریخ کے صفحات کیلئے باعث رونق و زینت ہیں اور بڑے نام کمائے اور تاریخ نے ان کے کارناموں کو سراہا اور زمانے نے ان کی قربانیوں کی داد دی بعض تو ان میں ایسی شجاع اور بہادر تھیں کہ جنہوں نے دین کی خاطر اپنی عزیز جانیں تو قربان کر دیں۔ مگر جیتے جی اس دین پر آنچ نہیں آنے دی۔ انہیں برگزیدہ عورتوں میں سے ایک چھوٹی اور کم سن بچی فاطمہ بنت عبداللہ ہے، جس کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی جس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے۔

’’فاطمہ بنت عبداللہ وہ بہادر لڑکی ہے جس کا نام ہمیشہ عزت سے لیا جائے گا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی ایک نظم میں اس لڑکی کی تعریف کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کے عظیم کارنامے لڑکیوں کے لئے مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

طرابلس کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ہر قبیلے اور ہر خاندان کے لوگ اکٹھے ہو رہے تھے۔ ان میں نوجوان لڑکیاں بھی تھیں، جن کے ابھی کھیل کود کے دن تھے۔ بوڑھی عورتیں بھی تھیں، جو چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ تھیں۔ ایسی بھی تھیں جن کی گود میں دودھ پیتے بچے تھے۔ لیکن وہ لڑائی میں مردوں کا ہاتھ بٹانے کیلئے تیار ہو رہی تھیں۔

اطالیوں سے ترکوں کی جنگ چھڑ چکی تھی اور اس جنگ میں جس خاندان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، وہ شیخ عبداللہ کا خاندان تھا، فاطمہ کے باپ کا خاندان، اس خاندان کی بہادری کے قصوں نے دوسرے قبیلوں میں بھی بہادری کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

سچ یہ ہے کہ اگر شیخ عبداللہ اس لڑائی میں کام نہ کرتے تو کامیابیاں حاصل کرنا دشوار تھا۔ انہوں نے اپنے جان و مال سے دشمنوں سے جنگ کی اور جہاد کرتے ہوئے مارے گئے۔

اسی بہادر باپ کی بہادر بیٹی فاطمہ تھی۔ اس گیارہ سالہ لڑکی کو اسوقت دیکھا گیا جب پہلی مرتبہ ترکی لشکر عزیزیہ سے میدانِ کارزار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اگرچہ ہر

عرب سردار اپنے پورے خاندان کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا تھا۔لیکن فاطمہ اکیلی نظر آرہی تھی۔ایک تو اس کی عمر چھوٹی تھی۔صرف گیارہ سال کی تھی دوسرے اسے مجاہدوں سے اس قدر پیار تھا کہ سخت سے سخت لڑائی میں بھی وہ آگے آگے نظر آتی تھی۔جب جنگ خراب صورت اختیار کرتی اور کبھی دشمن توپوں کے گولوں سے بارش کرتے تلواریں اور سنگینیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں مگر یہ بہادر بچی اپنے فرض سے غافل نہ رہتی تھی کہ توپوں کے دہانوں سے نکلتی ہوئی آگ کی بھی پرواہ نہ کرتی اور اس کی چھوٹی سی مشک فوراً سسکتے ہوئے زخمی کے منہ سے جالگتی اور پانی کے چند قطرے کراہتے ہوئے زخمیوں کے حلق کو تر کر کے اس کو نئی زندگی بخش دیتے۔

فاطمہ میں وہ شوق موجود تھا جس شوق نے اس کے پورے کے پورے خاندان کو حق کے لئے شہید ہوجانے پر مجبور کیا تھا۔اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ اور ماں کو شہید ہوتے دیکھا۔لیکن پھر بھی وہ اپنے فرض کو نہیں بھولی جہاں کہیں بھی اس کو خون سے لت پت زخمی کی آہ سنائی دی وہ فوراً ہرنی کی طرح فرشتہ رحمت بن کر اس کے سر پر پہنچ جاتی اور اپنی ننھی سی مشک کو زخمی کے منہ سے لگادیتی۔

ایک مرتبہ بارود کے دھوئیں سے ساری زمین اندھیری ہوگئی۔توپوں کی گڑگڑاہٹ سے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔جب گولے پھٹتے تو انسانی چیخیں اور کراہیں قیامت برپا کردیتیں۔ایسے حالات میں طرابلس کی یہ ننھی مجاہدہ اپنا اونچا کرتہ پہنے اور پھٹا ہوا دوپٹہ کمر کے گرد لپیٹے اس طرح دوڑتی پھرتی تھی جیسے خدا نے آسمان سے کوئی فرشتہ بھیج دیا ہو، جو محتاج اور مظلوم زخمیوں کی خدمت کے لئے جنگ کے میدان میں اڑا پھر رہا ہے۔فاطمہ زخمیوں کی پیاس بجھانے میں اس قدر مشغول تھی کہ اسے اپنے آس پاس کا کچھ پتہ نہ تھا۔انسانی لاشیں ایک دوسرے پر گر رہی تھیں مگر اس منظر نے فاطمہ کے دل میں دہشت کے بجائے نئی قوت اور نئی

روح پیدا کردی تھی۔ایک بہادر اسمٰعیل اس بہادر لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔وہ اس کی جرأت سے بہت متاثر ہوا مگر اسے لڑکی پر ترس بھی آیا اور اس کا بازو جھنجھوڑ کر کہنے لگا۔منی کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی ہے۔

فاطمہ نے کہا ”مجھے چھوڑ دو کیا تم اندھے ہوگئے کہ کتنے مسلمان مجاہد یہاں پیاس کی شدت سے دم توڑ رہے ہیں اور شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میرے ابا جان بھی شہید ہوچکے ہیں۔“

یہ کہہ کر اس نے اپنا بازو چھڑا لیا اور دھوئیں میں بڑھتی چلی گئی۔وہ کہا کرتی تھی اسے سرخ رنگ بہت پسند ہے۔وہ ہمیشہ سرخ رنگ کے کرتے پہن کر بہت خوش ہوتی تھی۔اس کا کرتہ خون کے چھینٹوں سے سرخ ہو رہا تھا اور گھنگھریالے بال گردوغبار سے اٹے ہوئے تھے۔وہ تھک چکی تھی اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور اس کے ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔لیکن وہ برابر زخمیوں کے منہ میں پانی ٹپکا رہی تھی۔یہ ۱۲/رجب ۱۳۳۶ھ کا دن تھا اس دن ہزار اطالیوں نے مسلسل دوماہ کی تیاریوں کے بعد ترکوں پر بھرپور حملہ کیا تھا۔

اطالوی توپ خانہ دونوں جانب آگ کے شعلے اگل رہا تھا۔تمام ریگستان میں موت کا ہنگامہ برپا تھا۔اس دھوئیں اور تپش کی شدت کے باوجود فاطمہ اپنے کام میں لگی ہوئی تھی۔آخر ایک توپ کا گولہ پھٹا اور فاطمہ شہید ہوگئی۔

اللہ کی رحمت ہو اس معصوم لڑکی پر جس نے صنف نازک اور عورت ذات اور کم سن نیک بچی ہونے کے باوجود ایسا شجاعانہ اور دلیرانہ کام کیا جو اسی کا حصہ تھا۔لیکن ہماری ماؤں اور بہنوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے اندر ایثار، ہمدردی، خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے، سستی، غفلت اور بزدل کو قریب نہیں آنے دینا چاہئے۔

تاریخ ہمیشہ برگزیدہ شخصیتوں کو ہی یاد کرتی ہے اور ایسے لوگوں کے متعلق ایک اردو شاعر کہتا ہے۔

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

اور ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہرگز نبیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی جانوں کا نذرانہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

قابل فخر دختران اسلام کے کارنامے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ (ال عمران ۴۲)

اور جس وقت فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے منتخب کرلیا ہے اور تجھ کو پاک صاف کیا اور ساری دنیا کی عورتوں پر تجھکو ترجیح دی۔

معزز خواتین ماؤں اور بہنو! چونکہ اس مجمع میں بکثرت عورتیں موجود ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ عورتوں کے تعلیم وتعلم اور اولاد کی تربیت سے متعلق کچھ باتیں پیش کردوں اسی لئے اس آیت کا میں نے انتخاب کیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے حضرت مریم علیہا السلام ایک معزز خاتون اور نبی کی ماں تھیں، اور قرآن کریم میں ان کی کرامتیں بھی ذکر کی گئی ہیں کہ وہ بے موسم پھل فروٹ کھایا کرتی ہیں ایک مرتبہ ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام جو ان کی پرورش کیا کرتے تھے ان کے پاس گئے تو حیرت سے پوچھا کہ یہ کہاں سے تجھ کو مل رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے پاس سے ہے اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے، تو اس موقع پر حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی اللہ سے اولاد کی دعا کی پھر اللہ نے دعا قبول کی اور اولاد سے نوازا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ سب ذکر فرمایا ہے آج چند ایسی خواتین کا تذکرہ کرتا ہوں جنہوں نے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں اور اپنی اولاد کی ایسی تربیت و پرورش کرتی کہ جنھوں نے دین وملت کے لئے بڑے کارنامے انجام دیئے۔

حضرت ام کلثوم بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا

سن تیرہ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت ام کلثوم اپنی والدہ حبیبہ بنت خارجہ انصاری کے پیٹ میں تھیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کی ولادت ہوئی بلوغ کے بعد ان کی شادی حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی ان سے انہیں تین بچے ہوئے زکریا، یوسف، عائشہ۔ جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے عدت کے بعد ام کلثوم کا نکاح عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے ہوا ان سے چار بچے ہوئے ابراہیم موسیٰ ام حمید اور عثمان۔ آپ نے لمبی عمر پا کر انتقال کیا۔

معزز خواتین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر آدمی ہیں۔ ان کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا. اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا، ان کے متعلق آپ ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت سنا دی ایسے عظیم الشان صاحب فضل وکمالات کی بیٹی ہیں، ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں ہی پرورش پائی ہیں اور علم نبوت سے آراستہ وپیراستہ ہوتی ہیں اور حکم شرعی کی بنیاد پر ہی ایک شوہر کے انتقال پر دوسرے شوہر سے شادی کر لیتی ہیں۔

حضرت فاطمہ صغریٰ بنت حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ بشر ماحیقۃ تھا حضرت صغریٰ کا نکاح حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے انہیں چار بچے ہوئے عبداللہ، ابراہیم، حسن، زینب۔ شوہر کی وفات کے بعد صغریٰ کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا ان سے انہیں دو بیٹے ہوئے۔ محمد دیباج، قاسم، ان کے شوہر عبداللہ کا انتقال بھی ان کی حیات میں ہو گیا۔ ۱۱۱ھ میں وہ بھی انتقال کر گئیں۔

فاطمہ صغریٰ حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول اللہ ﷺ کی پوتی ہیں۔ ان کے اندر اپنی دادی صاحبہ جیسی عادات اور اخلاق واطوار تھے اور دین کے احکام پر پابندی اور مضبوطی سے عمل کرتی تھیں۔

حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا بنت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا علی اصغر کی بہن

سکینہ کا اصل نام امیمہ تھا ۵۲ ہجری میں پیدا ہوئیں ان کی والدہ کا نام رباب بنت امرالقیس بن عدی تھا۔ یہ شہید کربلا علی اصغر کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ابوبکر

بن عبداللہ بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہوا وہ کربلا میں شہید ہوگئے تو دوسرا نکاح مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوا ان کی بھی شہادت ہوگئی تو سکینہ کا تیسرا نکاح عبداللہ بن عثمان فراحی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ عبداللہ بھی جوانی میں انتقال کرگئے حضرت سکینہ کا چوتھا نکاح زید بن عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ پہلے شوہر ابوبکر سے انہیں ایک لڑکی ہوئی تھی جس کا نام رباب تھا آخری شوہر سے ایک بیٹا عثمان ہوا۔ ۱۱۷ھ ہجری میں انتقال کرگیا۔ آج ہماری ماؤں اور بہنوں کو اس واقعہ سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہیئے کہ انہوں نے ایک نہیں چار چار شادیاں کیں مگر آج صورت حال مختلف ہوگئی بہت خوشحال گھرانے ایسے بھی ہیں کہ دوبارہ شادی کرنے کو عیب سمجھتے۔ اگر شوہر کا انتقال ہوجائے یا کسی ناگوار صورت کی وجہ سے خلع یا طلاق کا واقعہ پیش آجائے تو دوبارہ شادی کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ بلکہ عدت پوری ہونے کے بعد فوراً نکاح کرلیا کریں۔ اس سے عزت وآبرو کی حفاظت ہوگی اور گناہوں سے بچ سکیں گی۔

احمدی بیگم عرف صاحبزادی، ٹیپو سلطان کے پوتے کی بیٹی

احمد بیگم ٹیپو سلطان شہید کے پوتے نقی علی کی بیٹی تھیں۔ ۱۷۹۹ء میں انگریزوں نے ٹیپو سلطان کو شہید کیا اور ان کے خاندان کو کلکتہ منتقل کردیا احمدی بیگم نازونعم میں پلیں ان کی تربیت اسلامی انداز میں ہوئی ان کی شادی عبداللہ بن مامون سہر مددی سے ہوئی۔ تقسیم ہند کے بعد وہ کلکتے سے ڈھاکہ منتقل ہوگئیں۔ ڈھاکے میں پہلے ان کے والد کا انتقال ہوا پھر وہ وہیں انتقال کرگئیں۔

پوری تاریخ اسلام (میرے ناقص مطالعہ کی روشنی میں) کوئی ایسا بادشاہ نہیں گذرا ہے جس نے راہ خدا میں لڑتے لڑتے جان دیدی ہو سوائے ٹیپو سلطان شہیدؒ کے جنہوں نے استخلاص وطن کی خاطر انگریزوں سے لڑ کر جان نچھاور کردی۔ پھر

انگریزوں نے ان کی اولاد کو کلکتہ منتقل کردیا جہاں ان کی اولاد نے بڑی کسمپرسی کی زندگی بسر کی لیکن اپنا ملی تشخص اور مذہبی وقار باقی رکھا اور کلکتہ میں کئی ایک مسجدیں بھی بنا رکھیں تھیں۔ آج حکومت ہند کی یہ بڑی ناانصافی ہے کہ جس کے آباواجداد نے ہندوستان کے لئے اپنی جان تک قربان کردیا اس کو سہولت تو درکنار طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

زینب النساء بنت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر

قرآن کی حافظہ اور شاعرہ زینب النساء ۱۰۴۷ھ ہجری میں پیدا ہوئیں مقام پیدائش دولت آباد تھا۔ تعلیم وتربیت کا اچھا انتظام ہوا وہ قرآن کی حافظہ تھیں۔ عربی فارسی میں اچھی استعداد رکھتی تھی شاعری سے بھی شغف تھا۔ مخفی تخلص کرتی تھی۔ ایک مرتبہ شاہ ایران نے ایک مصرعہ روانہ کیا تھا کہ اس کا گرہ لگایا جائے وہ مصرعہ تھا۔ ”در ابلق کسے کم دیدہ موجود“ اس مصرعے پر گرہ لگانے سے بہت سے شعراء عاجز آچکے تھے۔ زینب النساء نے اس مصرعہ پر گرہ اس طرح لگائی۔

در ابلق کسے کم دیدہ موجود
مگر اشک بتاں سرمہ آلود

جب یہ شعر شاہ ایران کے پاس پہنچا تو اس نے شاعرہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اس کا جواب زیب النساء نے اس طرح دیا۔

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ
گل ہر کہ دیدن میل دارد درسخن بیند مرا

مطلب میں اپنے کلام میں اس طرح پوشیدہ ہوئی جس طرح پھول کی خوشبو پھول میں ہوتی ہے جو مجھے دیکھنا چاہے وہ میرا کلام دیکھ لے۔

اس مضمون سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ جو شخص خدا کو دیکھنا چاہئے وہ قرآن پڑھے۔

یہ واقعہ ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے بڑا ہی نصیحت آمیز اور درس آموز ہے کہ ایسی خاتون جس نے شاہی گھرانہ میں پرورش پائی جس کا باپ شہنشاہ غیر منقسم ہندوستان پر بلا شرکت غیر حکومت کی ہو اور اس کے دور حکومت میں کسی طاقتور سے طاقتور مغربی ملک بھی اس کی طرف غلط نگاہ نہ اٹھا سکتا ہو۔ جس کا خطبہ کرہ ارض کے ایک وسیع وعریض رقبہ پر پڑھا جاتا رہا ہو اس کی لڑکی کے پردے کا حال یہ ہے کہ غیرت اسلامی کے پیش نظر غیر محرموں کو دیکھنا پسند نہیں کرتی اور شعر وشاعری میں ایسا ملکہ اور ید طولیٰ حاصل ہے کہ پورے ملک پر ان کے شعراء ایک شعر کی تضمین کرنے سے عاجز رہ گئے تو اس لڑکی نے اس کی تضمین کی، کیا آج ہماری ماؤں بہنوں میں پردہ کا اس طرح کا نظام ہے اگر تھوڑی سی دولت آگئی تو پارکوں، ہوٹلوں اور کلبوں میں آوارہ ہو کر پھرتی رہتی ہیں نہ سر پہ دوپٹہ ہے نہ کسی سے کوئی حجاب، کان میں موبائل لگا کر سینہ کھول کر نامحرموں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتی گذرتی ہیں نہ اولاد کی تربیت کی فکر نہ اسلام کے احکام کا پاس ولحاظ۔

نازل بیگم بنت علی حسن آفندی

نازل بیگم ۱۸۷۲ء میں استنبول میں پیدا ہوئیں ان کے والد خلیفہ عبدالحمید کے مشیر خاص تھے نازل بیگم ترکی، انگریزی، عربی، فارسی، اردو گجراتی میں اچھی خاصی دستگاہ رکھتی تھیں۔ ان کی شادی احمد خان نواب جنجیرہ سے ہوئی علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کچھ دن ان کے یہاں مہمان رہے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں ۹۶ سال کی عمر میں بمقام جنجیرہ میں ان کا انتقال ہوا۔ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بلند پایہ مورخ مصنف منطق وفلسفہ کے امام تھے ان کا کسی کے گھر جانا ہی گھر والے کیلئے خوش نصیبی اور اس کی

بزرگی، تقویٰ، للّٰہیت کی دلیل ہے۔ ہماری ماؤں بہنوں کو علماء کی قدر اور ان سے محبت کا جذبہ رکھنا چاہئے۔ آپ ﷺ کے مبارک دور میں عورتوں نے خود درخواست کی کہ یارسول اللہ ہم عورتوں کیلئے بھی ایک دن مخصوص کر دیں جس میں صرف ہم لوگوں کو ہی خطاب فرمائیں۔ کیا آج ہماری ماؤں بہنوں میں یہ جذبہ موجود نہیں ہے۔

خیر النساء بہتؔر بنت شاہ ضیاء النبی

ابوالحسن علی ندوی کی والدہ خیر النساء بیگم بہتر ۱۸۷۵ میں رائے بریلی میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۰۴ء میں جبکہ ان کی عمر ۲۹ برس کی تھی ان کی شادی حکیم سید عبدالحی سے ہوئی یہ موصوف کی دوسری بیوی تھیں۔ عربی فارسی اردو میں اچھی دستگاہ رکھتی تھیں۔ بہتؔر اُن کا تخلص تھا۔ یہ سید ابوالحسن علی ندوی کی والدہ ہیں علی میاں ان کے یکلوتے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۶۸ میں ۹۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا رائے بریلی میں تدفین ہوئی۔

تاریخ اسلام میں ایسی بہت سی خواتین ہیں جنہوں نے عظیم عظیم کارنامے انجام دیئے۔ تصنیف وتالیف کے تعلق سے ہو یا اصلاحی معاشرہ کے تعلق سے بہت دور نہ جاتے بلکہ ماضی قریب میں بہت سی ایسی معزز خواتین گذری ہیں جنہوں نے آنیوالوں کیلئے اپنی زندگیاں نمونہ بنا کر چھوڑ گئیں۔

انھیں سعادت مند خواتین میں سے خیر النساء بہتر ہیں جو قرآن کریم کی حافظہ ہونے کے ساتھ ساتھ دین کی مہارت بھی رکھتی تھیں اور اپنے لڑکے ابوالحسن علیؒ کی ایسی تعلیم وتربیت اور پرورش فرمائیں کہ ہماری ماؤں بہنوں کو رشک کرنا چاہئے اور اپنے بچوں کی اسی طرح تربیت کرنی چاہئے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی بچہ کو مار دیتا اور میری ماں کو معلوم ہو جاتا تو صرف اس لڑکے سے بدلہ دلوانے پر اکتفاء نہیں کرتی تھیں بلکہ مجھے مجبور کرتی تھیں کہ اسے

ہاتھ جوڑ کر معافی مانگوں چنانچہ میں ایسا کرتا تھا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ میں بڑے سے بڑے مجمع میں بھی کسی غلطی پر معافی مانگنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتا ہوں۔ ماں کی تربیت ہی تھی جس نے حضرت کو مفکر اسلام بنا دیا اور بقول مولانا سید سلمان ندوی مدظلہ العالی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی بھی ہندوستان میں اتنی شہرت ومقبولیت کا آدمی نہیں گذرا۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے قوم وملت کیلئے بیشمار خدمات انجام دیں اور سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائیں جب قوم وملت پر کوئی آفت آتی تو دل کراہنے لگتا، نیند اڑ جاتی، بیماری اور لاغری کے باوجود ملک اور بیرون ملک طول ودراز اسفار برابر کرتے رہتے تھے۔

بابری مسجد کا معاملہ ہو کہ یا نفقہ مطلقہ کا مسئلہ حضرت نے سربراہان حکومت سے مل کر اس کا تصفیہ اور حل نکالنے کی امکانی جدوجہد کی اور "**ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین**" تصنیف فرما کر عربوں میں اپنی عربیت کا لوہا منوایا اور حضرت کو حکومت سعودی نے، دینی خدمات کے سلسلہ میں خطیر روپئے بطور انعام دیئے مگر حضرت نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لیا بلکہ اللہ کے راہ میں سارے روپئے خرچ کر دیئے مال کی محبت کیسی ہوتی ہے مگر ماں کی تربیت نے ان کو اس طرح صاف اور صیقل کر دیا تھا کہ دنیا ان کی نظر میں ایک صفر اور معمولی چیز معلوم ہوتی تھی۔

امۃ اللہ تسنیم سید عبدالحی، حضرت علی میاں کی ہمشیرہ

امۃ اللہ تسنیم ۱۹۰۸ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئیں یہ سید ابوالحسن علی ندوی کی ہمشیرہ تھیں شعروادب میں اچھی دستگاہ رکھتی تھیں۔ ان کے تصانیف زادسفر قصص الانبیا، معلومات افزا کتابیں ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ۶۸ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

کیسی کیسی عورتیں گذری ہیں جنہوں نے عظیم کتابیں تصنیف کی ہیں علامہ نووی کی مشہور ومعروف تصنیف ریاض الصالحین کا رواں ترجمہ کیا جو آج دیگر ممالک میں بڑے پیمانے پر شائع ہو رہی ہے ہم اگر اس قابل نہیں ہیں کہ تصنیف کر سکیں تو کم از کم ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور ان سے استفادہ کریں اور اپنی اولاد کو دین کی تعلیم سے آراستہ وپیراستہ کریں تاکہ یہ دین کے سپاہی اور اسلام کے مجاہد بن کر دین وملت کے خادم بنیں اور قوم ومذہب کا نام روشن کریں۔

خالدہ ادیب خانم بنت ادیب استنبولی

خالدہ خانم ۱۸۸۴ء میں استنبول میں پیدا ہوئیں ان کی تعلیم پہلے گھر پر پھر امریکہ میں ہوئی وہ ترکی عربی انگریزی، فرانسی زبانیں جانتی تھیں، ان کی شادی ریاضی داں صالح ترکی سے ہوئی ان سے انہیں دو بیٹے آیۃ اللہ اور حکمت اللہ پیدا ہوئے۔ خالدہ نے اپنے شوہر سے خلع لے لی اور دوسری شادی عدنان سے کر لی۔ ان کی تصانیف کی تعداد چھتیس ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اسی سال کی عمر میں وہ استنبول میں انتقال کر گئیں۔ ان کی کتابیں ایک انگریزی باقی ترکی میں ہیں۔

آج علم سے دوری اور بے رغبتی کا عالم یہ ہے کہ ہم دین ومذہب کی چند باتیں دوسروں کے سامنے اپنی زبان اردو میں بھی نہیں پیش کر سکتی ہیں۔

مبلغ اسلام عطیہ فیضی بیگم بنت علی حسن آفندی صاحب

عطیہ فیضی بیگم ۱۸۸۱ء میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئیں یہ نازلی بیگم کی چھوٹی بہن تھیں۔ ترکی، عربی، فارسی، انگریزی، اردو، گجراتی زبانوں میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ تیرہ سال کی عمر میں ان کی شادی ایک یہودی نومسلم شخص رحمین سے ہوئی جو اچھا

مصور تھا ۱۹۶۴ء میں رحمین کراچی شہر میں انتقال کرگیا۔ دوسال بعد ۱۹۶۸ میں عطیہ فیضی بھی دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ ان کی شادی پر علامہ شبلی نے لکھا ہے عطیہ کی شادی پر کسی نے نکتہ چینی کی۔ کہاں میں نے کہ جاہل نکتہ چین احمق ہے نادان ہے۔ بتانِ ہند کافر کرلیا کرتے تھے مسلم عطیہ کی بدولت آج ایک کافر مسلمان ہے۔

تاتاریوں نے جب بغداد پر حملہ کیا تو مسلمان خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے اوراب محسوس ہورہا تھا کہ اب سرزمین عراق سے اسلام کا جنازہ نکل جائے گا۔لیکن جو مسلم باندیاں تاتاریوں کے گھروں میں گئیں تو ان کی تربیت ان کے اخلاق اور دینی تعلیم سے متاثر ہوکر خاندان کے خاندان مسلمان ہوگئے اور یہی دین کے سپاہی اور مجاہد اور اسلام کے پاسباں ومحافظ بن گئے۔ خلافت عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا جس دور میں عظیم عظیم کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اسی دور میں درمختار کی شرح ردمختار تصنیف ہوئی جوشالی کے نام سے جانی جاتی ہے۔

آج بھی اگر ہماری مائیں اور بہنیں دینی تعلیم سیکھیں اور بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کریں تو یہ بھی وہی کارنامہ انجام دے سکتے ہیں جو قرونِ اولیٰ کے تربیت یافتہ نوجوان دیا کرتے تھے اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

برقع کی شرعی حیثیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاء وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر جلسہ،معزز معلمات اور عزیزہ طالبات اور محترم خواتین!

مجھ ناچیز کو حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سامنے ''برقعہ کی شرعی حیثیت'' کے عنوان پر کچھ کہوں میں اس قابل تو نہیں ہوں لیکن معلمات صاحبان کے حکم کی تعمیل کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اچھی اور بہتر باتیں کرنے کی صلاحیت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میں نے آپ کے سامنے سورہ احزاب کی مختصرسی آیت تلاوت کی ہے۔جس کا ترجمہ ہے۔''اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے اوراپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں''۔ جلابیب جمع ہے جلباب کی، یعنی ایسی بڑی چادر جس سے پورا بدن ڈھک جائے اور اپنے چہروں پراس انداز سے گھونگھٹ نکال لیں کہ چہرے کا بیشتر حصہ چھپ جائے اور نظریں جھکالیں تاکہ راستہ چلتے ہوئے، پریشانی نہ ہواور راستہ صاف نظر آجائے۔

محترم خواتین ہمارے ملک ہندوستان یادیگر اسلامی ممالک میں برقعہ کی جومختلف صورتیں ہیں۔حضور ﷺ اورصحابہ کرام کے زمانہ میں یہ برقعے نہیں تھے۔ صحابہ اورتابعین کے دور میں عورتیں سادہ لباس پہنتی تھیں ایک بڑی چادر سے حجاب کے تقاضے پورے ہوجاتے تھے بناؤسنگاراورزیب وزینت ان کے مزاج میں نہیں تھا۔لیکن زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ سادگی باقی نہ رہی اورعورتوں میں زیورات، لباس اورحسن وجمال کی نمائش عام ہوگئی۔اور چادر کی جگہ برقعہ آگیا۔اورآج کل برقعے بھی پھول بوٹے والے آنے لگے۔تاہم جوعورتیں برقع کی جگہ بڑی چادریں استعمال کرتی ہیں اوراپنے سارے وجودکوڈھانپ لیتی ہیں وہ گھونگھٹ نکالتی ہیں وہ صحیح معنوں میں پردے کا حکم بجالاتی ہیں۔اس لئے کہ پردے کی کوئی مخصوص شکل لازمی قرارنہیں دی گئی ہے۔لیکن آج کل چادر بھی بے پردگی کا سبب بن گئی۔دیکھنے میں خوبصورت اوربیل بوٹے اورآنکھوں کوخیرہ کردینے والے ڈیزائن نے چادر کی شرعی حیثیت کوختم کردیا ہے۔اب چادرنہیں بلکہ مالدارعورتوں کی زیب وزینت میں شمارہونے لگی ہے۔پردے کے لئے پہلے دوپٹہ بھی ایک اچھاذریعہ تھاوہ کافی لمباچوڑا ہواکرتا تھا۔لیکن اب وہ چھوٹااور باریک ہوتے ہوتے نہایت ہی مختصر رہ گیا ہے کہ اب اس کوبھی پردے کاذریعہ نہیں کہا جاسکتا۔ان حالات میں یہی کہنا بہتر ہوگا کہ

برقعہ حجاب کا بہتر ذریعہ ہے۔بہرحال میں نے جوآیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہےاس آیت میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں اورعام مومن عورتوں کوگھر سے باہر نکلتے وقت پردے کاحکم دیا گیا ہے۔جس سے یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ پردے کاحکم علماءکرام کاایجادکردہ نہیں ہے۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کاحکم ہے۔جوقرآن مجید کی نص سے ثابت ہےاس لئے پردے کوحقیر سمجھنا پردے کامذاق اڑانااور بے پردگی پراصرار کرتا کفروفسق تک پہونچا سکتا ہے۔حضوراکرم ﷺ کے زمانے میں جب پردے کا حکم آدھی رات کے وقت آیا کہ عورتوں کو پردہ کرنا ہےتوکسی کو پتہ چلاکسی کونہیں،نماز فجر کیلئے عورتیں مسجد میں آئیں توچادراوڑھ کرآئیں ایک صحابیہ کو پتہ نہ چل سکاانہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں پردے میں ہیں تو پوچھا کہ آج کیوں سب عورتیں حجاب میں ہیں،صحابیات نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ رات کو پردے کاحکم آیا تھا۔انہوں نے فوراًاپنے بچے کوگھر کی طرف دوڑاکہ جاکرگھر سے چادر لے آئے۔نماز کے بعد گھر پہونچیں توشوہر نے کہا آج پردے کے اہتمام کی کیوں ضرورت پڑگئی ہے۔ صحابیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کاحکم سننے کے بعد میری ہمت نہیں ہوئی کہ ایک قدم بھی اس کی نافرمانی میں اٹھاؤں۔اللہ اکبر! کتنااہتمام تھااللہ تعالیٰ کے حکم کا۔

میری ماؤں بہنو!ہم نے کبھی پردے کی اہمیت پرغور کیا ہےاورکبھی سوچا ہے کہ بے پردگی سے عورت کی عظمت ختم ہوجاتی ہے۔بے پردگی سے عورت کاوقار مجروح ہوجاتا ہے۔بے پردگی سے عورت بازاروں کی زینت اورشمع محفل بن جاتی ہے۔ ایسی عورت کولوگ بھیڑیئے کی طرح للچائی نظروں سے دیکھتے ہس ے۔کیا کوئی شریف عورت یہ گوارہ کرسکتی ہے کہ نامحرم اوراجنبی مرداس کی طرف نظریں گاڑکر دیکھے۔ہرگزنہیں۔..........معززخواتین میں آپ کویہ بتاناچاہتاہوں کہ پردے میں رہ کرعورت کی بڑی قیمت ہے۔بڑاوقار ہے،بڑی عزت اورشوکت ہے،آخرہمیں کیا

ہوگیا ہے کہ ہم نے پردے کو عورت کی ترقی میں بڑی رکاوٹ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ عورتوں نے پردے میں رہ کر اور حجاب کو باقی رکھ کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مرید بیگم بھوپال تھیں انہوں نے خط کے ذریعہ حضرت گنگوہی سے بیعت کی تھی اور برقعہ کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر حکومت کے کاروبار چلاتی تھیں۔ کیا برقعہ ان کے کام وکاج میں رکاوٹ بنا تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت مولانا محمد علی جوہر مجاہد آزادی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں نے جیل میں بند کردیا۔ اہلیہ محترمہ نے مولانا کو خط لکھا کہ آپ تو جیل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ ہماری طرف سے آپ کوئی فکر نہ کریں اس لئے کہ آپ تو صرف واسطہ ہیں اصل پالنہار تو اللہ تعالیٰ ہیں اس لئے میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ کے ذمہ کچھ کام اگر باقی ہوں تو میرے سپرد کیجئے تاکہ میں ان کاموں کو انجام دوں تو مولانا نے اہلیہ سے فرمایا کہ میں جیل میں قید ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ میرا دل چاہتا ہے کہ خلافت کو باقی رکھنے کیلئے چندہ کروں، تو مولانا محمد علی جوہر کی اہلیہ محترمہ نے حجاب کے ساتھ سارے ہندوستان کا دورہ کیا اور چالیس لاکھ روپئے چندہ کرکے تحریک خلافت کے ذمہ داروں کو پہونچایا۔

معزز خواتین اسلام! دیکھا آپ نے پردے میں رہ کر ہماری ماؤں نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے؟ آج بھی پردہ کسی کام میں رکاوٹ نہیں بن سکتا تو آیئے عہد کیجئے کہ آج سے ہم حجاب کو اپنے اوپر لازم کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں گی اور اپنی دوسری ماؤں اور بہنوں کو بھی پردے کی فضیلت سے روشناس کرائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

جہیز مسلم سماج کا سب سے بڑا کینسر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تُسْرِفُوْا، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری اسلامی ماؤں اور بہنو! آج کے اس پرفتن دور میں بدقسمتی سے جس کو ترقی کا دور کہا جاتا ہے، جہیز ایک ایسا ناسور بن گیا ہے جس سے پورا معاشرہ اور خاندان تباہی وبربادی اور ذلت وپستی کے عمیق غار میں گرتا اور پھنستا چلا جارہا ہے۔ اسلام نے ہمیں ایسی عمدہ تعلیم فرمائی کہ اگر اس پر عمل کریں تو جس اقتصادی اور معاشرتی پستی میں ہیں اس سے نجات بڑی آسانی سے مل جائے۔ اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ سب سے بہتر نکاح وہ ہے، جس میں خرچ کم ہو۔ خَيْرُ النِّكَاحِ اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً اور آپ ﷺ نے اس کی عملی مثال بھی پیش فرمائی آپ ﷺ نے اپنے

ایک نکاح میں فرمایا کہ آج میرا ولیمہ ہے جس کے پاس جو کچھ کھانے پینے کیلئے ہو میرے پاس لا کر کھالئے۔ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سردار خواتین جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سادگی سے فرمایا۔ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مکان نہ تھا ایک صحابی سے مکان لے کر رخصتی کردی گئی اور رخصتی کس شان سے ہوئی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا نہ دولہا لینے کیلئے آیا اور دلہن کسی سواری پر بیٹھی۔ جہیز کی بات بھی سنتے چلئے رسول اکرم ﷺ نے خاتون جنت کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ دو چکیاں اور مشکیزے دیئے تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

رہا مہر کا معاملہ تو اس بارے میں خلفیہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور ﷺ نے ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو۔ آج کل ہزاروں روپے مہر میں مقرر کیئے جاتے ہیں۔ مجلس نکاح میں تو نام ہو ہی جاتا ہے۔ مگر زندگی بھر ادا نہیں کرتے۔ اور بیوی کے قرضدار ہو کر مرتے ہیں۔

اولاد کی تربیت میں ماں کا اہم کردار

عورت کو جہاں ماں کے روپ میں خدا اور رسول ﷺ نے ایک عظیم مقام عطا کیا ہے وہیں اسے اولاد کی نگہداشت و پرداخت کی زبردست ذمہ داری بھی سونپی ہے ۔ آغوش مادر بچے کی پہلی درسگاہ اسی لئے کہی جاتی ہے کہ ماں کی تعلیم و تربیت، اس کی نظری اور فکری افتاد اور کردار سازی میں مرکزی اہمیت حاصل ہے، نیک صالح اور صحیح تربیت یافتہ بچہ خاندان اور معاشرے کیلئے ایک نعمت ہوتا ہے، دنیا میں جتنی بڑی شخصیتیں گزری ہیں ان کی تربیت میں ماؤں کا زبردست کردار رہا ہے، اگر ماں بچے کی

تربیت غلط طور پر کرتی ہے تو اس کی زندگی کی عمارت میں ہمیشہ کجی رہے گی۔ خاندان اور معاشرے کی اصلاح مرد اور عورت دونوں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، دونوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے اشتراک عمل سے خاندان اور معاشرے کو مضبوط، صالح اور صحت مند بنائیں لیکن میں اپنے اس مضمون میں آج کی ذی شعور، تعلیم یافتہ اور اسلامی فکر کی حامل خواتین کی توجہ ان کی ذمہ داریوں کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اس دور پرآشوب میں جب اعلیٰ انسانی اقدار پامال ہو رہی ہیں، برائیوں کو اچھائیوں کا نام دے کر اپنایا جا رہا ہے، حرام وحلال کی تمیز مٹتی جارہی ہے، زر کی ہوس میں ساری قیود سے آزادی اور مذہب بیزاری کو ترقی کا ضامن سمجھا جارہا ہے، مسلم خواتین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی طور پر کریں۔ ان کے ذہن اور شعور کو اسلامی تعلیمات سے اس طرح منور کردیں کہ وہ دنیا میں کہیں بھی جائیں اور رہیں باد مخالف کا طوفان ان کے قدم متزلزل نہ کرسکے اور دنیا وآخرت کی تعمیر و ترقی میں وہ کردار ادا کرسکیں کہ خاندان سماج اور ملک وقوم بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک نمونہ بن سکیں۔

سلیقہ اور پاکدامنی لڑکی کی اصل خوبی

ایک وقت تھا جب رشتہ ازدواج کیلئے لوگ لڑکی کی امور خانہ داری، دینی رجحان، کشیدہ کاری، سلیقہ اور پاکدامنی پر دھیان دیتے تھے۔ پھر ایک وقت وہ آیا جب لڑکے والوں نے ان کے علاوہ لڑکی کی تعلیم میٹرک، آئی، اے یا بی اے پاس ہونے کی سند بھی مانگنے لگے۔ خوش قسمتی سے جو اس معیار پر کھری اتریں تب پھر بات

آگے بڑھتی ورنہ وہیں پر ختم۔ جب معاشرے کی یہ صورتحال ابھری تو اکبر الہٰ آبادی کا وہ شعر زبان پر آ گیا۔

بے پاس کے تو اب نہیں ہے ساس کی بھی آس
موقوف شادیاں بھی ہیں اب امتحان پر

بیشتر ایسے لوگوں سے بھی واسطہ ہے جنہوں نے دین ومذہب کی خوب دہائی دی لیکن یہ ترغیب دوسروں کے لئے تو ٹھیک سمجھی خود کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا۔ ایسی صورت حال میں کسی کی بات کا معاشرے پر بہتر اثر ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی سلسلے میں جہیز ہی کو لیجئے۔ جہیز جیسی لعنت کو سب ہی برا سمجھتے ہیں لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ اکثر وہی حضرات اس کو دوسرے ذرائع سے حاصل کرنے میں اجتناب نہیں کرتے ایک اور طبقہ بھی معاشرے میں موجود ہے جو اپنے تھیلے میں نوٹوں کی گڈیاں بھرے ہوئے اپنی بچی کے لئے ڈاکٹر، انجینئر اور بایو کیمسٹ کی تلاش میں سرگرداں رہتے، ان میں بھی معاشرے میں دو نقطہ نظر کے لوگ ہیں، ایک وہ ہیں جو لڑکی والوں سے جبراً جہیز کے متمنی ہیں، دوسرے لڑکی والے بھی ایسے ہیں جو لڑکے والوں کی مانگ سے پہلے ہی علی اعلان بھاری رقمیں دینے کو تیار ہیں جو نہ صرف نقدی بلکہ تمام مادی چیزیں جو آج کل ضروریاتِ زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔

آج کل شہرت ونا موری ریا و دکھاوے کی ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ نہ دین ومذہب کا پاس ولحاظ رہ گیا اور نہ حلال وحرام کی کوئی تمیز محض نام کی خاطر کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں عورت نے اپنی بیٹی کی شادی میں اتنے روپئے خرچ کئے، سودی قرض لے کر لاکھوں روپئے فضول میں خرچ اور ضائع کئے جا رہے ہیں اور اگر باپ نہ خرچ کرنا چاہے تو لڑکی کی ماں کوستی رہتی ہے کہ یہ کیسی شادی جبکہ گھر میں چہل پہل اور ناچ گانے نہ ہوں۔

تعلیم نسواں اصلاح معاشرے کا سب سے بڑا تریاق

عورتوں کو تعلیم دینے کی از حد ضرورت ہے تاکہ بیجا اسراف اور فضول خرچی سے بچیں اور اسلامی تعلیم ہی اس مرض کا مداوا کر سکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان تعلیمی اعتبار سے پسماندہ ہیں۔ ناخواندگی میں خواتین کا تناسب مردوں سے کہیں زیادہ ہے۔ آج بھی زیادہ تعداد ایسے مسلمان مرد اور عورتوں کی ہے جو دنیاوی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہے اور اسلام کی بنیادی باتوں کا قطعی علم نہیں رکھتیں، اس کا ایک بڑا سبب غربت وافلاس تو ہے ہی مگر اہل ثروت کی بے نیازی وبے حسی بھی اس کی ذمہ دار ہے ناخواندہ مسلمانوں میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں قرآن مجید، اردو، ہندی اور روزمرہ کا حساب سکھانے کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی زندگی سلیقے سے گزار سکیں اور اپنے بچوں میں پڑھنے لکھنے کا شوق پیدا کرنے کے قابل بن سکیں۔

یہ جان کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ مختلف جگہوں پر مسلم خواتین تعلیمی مہم اور اصلاح معاشرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں اور ان کے نتائج امید افزا ہیں، یہ مہم اگر تیز کر دی جائے تو یقیناً اس کے ثمرات خوشگوار اور سودمند ہوں گے۔

اور معاشرتی بگاڑ جو روز افزوں ہوتا جا رہا ہے وہ بہت حد تک دور ہو سکتا ہے اس لئے کہ علم ایک نور ہے جو تاریکیوں کو چھانٹتا چلا جاتا ہے۔ آج کل لوگوں کی پست ذہنی ہے کہ عورتیں پڑھ کر بگڑ جاتی ہیں۔ ان کے اندر بچوں کی تربیت اور شوہر کی اطاعت وفرماں برداری کا جذبہ نہیں رہتا ہمیں اس کا انکار نہیں۔ بعض پڑھی لکھی مسلم خواتین یقیناً اس طرح کی ہیں لیکن یہ علم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ گھر کی عدم تربیت اور والدین کا اپنی بچیوں کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دینا اور ان کی مکمل دیکھ ریکھ نہ کرنا

ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دین کی سمجھ رکھنے والا کوئی ہوسکتا ہے۔جس سے بڑے بڑے صحابہ نے شرف تلمذ حاصل کیا۔لیکن جب تک صحابیات کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں نہیں لائیں گی اور غلط رسوم ورواج کو ترک نہیں کریں گے تب تک معاشرے کی اصلاح اور پرسکون زندگی ایک خواب ہی رہے گی۔اسی طرح مسلم معاشرے میں غیر اسلامی رسموں کے ساتھ ہی ان رسموں کو بھی جن کا تعلق اسلام سے نہیں ہے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔جہیز کی بے جا مانگ اور اس کے نتائج میں خواتین پر ہونے والے ظلم وستم اور انسانیت سوز حرکتوں کے خلاف مسلم خواتین کی جانب سے پرزور احتجاج ضروری ہے۔اس جہیز ہی کی بدولت کتنی نئ نویلی دلھنیں موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہیں اور کتنی ہی معصوم اور باعصمت دوشیزائیں اپنے شریک زندگی اور گھر کے انتظار میں اذیتناک زندگی گزارتی ہیں لیکن منزل مقصود پھر بھی ہاتھ نہیں آتی۔اسلام نے شادی کے معاملے میں جتنی آسانیاں دی ہیں اسے اتنا ہی مشکل بنا دیا گیا ہے۔اگر اسلام کے احکام پر عمل کیا جاتا تو زبردستی جھوٹی شان وشوکت اور ظاہری بلند معیار کے بجائے اخلاق وعادات،سیرت وکردار اور شرافت پر زور دیا جاتا۔شادی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کو عام کرنا چاہئے۔نہ صرف مسلم خواتین بلکہ غیر مسلم خواتین کو بھی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ہمارا فرض ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقوق عورتوں کو عطا کئے ہیں،عملی زندگی میں وہ انہیں نہیں دیئے جاتے ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ معدودے چند خواتین کے انھیں اپنے حقوق کا علم ہی نہیں ہے دوسرے ہمارا سماجی نظام ایسا ہے کہ عورت اپنا حق مانگنا کسر شان سمجھتی ہے تیسرے یہ کہ مردوں نے کبھی اس سلسلے میں عورتوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور خود بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی برتی جیسے بیوی کو مہر نہ دینا یا اس سے مہر معاف کرالینا۔جائداد میں حصہ دینے

سے خواتین کو محروم رکھنا اور انھیں تعلیم کے حصول سے روکنا۔اسی وجہ سے مسلم معاشرہ ان برکتوں سے فیضیاب نہ ہوسکا جو اسلام کی دین ہیں۔آج مسلم معاشرہ میں جو بدعنوانیاں اخلاقی خرابیاں اور انسانیت سوز حرکتیں نظر آتی ہیں وہ اس حقیقت کا مظہر ہیں کہ ہم نے دین کا دامن چھوڑ دیا ہے اور تباہی وبربادی کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔

عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔اگر وہ تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس میں خیر پیدا کردے۔(قرآن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے اور اپنی بیوی سے لطف ومہربانی سے پیش آتا ہے۔

ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مومن مرد اپنی مومن بیوی سے بغض نہ رکھے اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے ممکن ہے کوئی دوسری عادت اسے پسند آجائے۔(مسلم)

اسلام نے خواتین کو جو حقوق عطا کئے ہیں،اور ساتھ ہی جن ذمہ داریوں کا ان کو اہل بنایا ہے ان کو اس سے واقف کرانا ہے خواہ یہ کام تحریر کے ذریعہ کیا جائے یا تقریر کے ذریعہ۔بہرحال کسی بھی صورت میں حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس خواتین میں جگایا جائے۔اسلئے کہ خواتین معاشرے کی اصلاح وتربیت میں ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہیں تاریخ کے اوراق میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ عورتوں نے پورے پورے خاندان کی اصلاح فرمائی اور حیرت انگیز اور مثالی کارنامے انجام دیئے اور تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں ان میں ایسا جذبہ فدائیت پیدا ہوا ہے کہ اسلام کیلئے بڑی سے بڑی قربانیاں دینا ان کیلئے ایک معمولی چیز بن گئی لیکن آج عورتوں اور بچیوں

کو زیورِ تعلیم سے محروم رکھنے کی وجہ سے خود والدین کو بھی بڑے مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور شادی کیلئے طرح طرح کی دشواریاں پیش آ رہی ہیں ۔اسی کے ساتھ دولت وثروت کے ٹھیکیداروں نے شادی اور بھی مشکل کر دی ہیں۔

اب حالت یہ ہے کہ غریب گھرانہ اور متوسط طبقات اس چکی میں زیادہ پس رہا ہے نتیجہ یہ ہے کہ ایسے گھرانوں میں لڑکیاں سن رسیدہ ہو چکی ہیں کئی معاملات تو ایسے بھی ظہور میں آئے ہیں کہ فطری خواہشات نے ان کو غلط راہ پر ڈال دیا ہے۔جہیز کو ہم لوگ عام طور پر لعنت کہتے ہیں ،لیکن یہ لعنت سے زیادہ وباء کی شکل اختیار کر چکا ہے، یہ وباء مسلمانوں میں برادرانِ وطن کی صحبت سے پھیلی ہے۔دولت کی حرص نے جائز و ناجائز کی تمیز مٹادی اور ہم معاشرتی تباہی کے دہانے پر کھڑے ہوگئے ۔غیر مسلم لوگوں کے چلن کو مسلمانوں نے بھی خوش آمدید کہنا شروع کر دیا ہے۔اب ان میں بھی لڑکی کی پیدائش پر ناک بھنو،سکوڑے جاتے ہیں،لڑکوں کو فوقیت دی جاتی ہے ۔یہی سبب ہے کہ داماد بھی اپنی سسرال والوں کو حقیر سمجھتا ہے۔داماد اپنے سسر وساس اور سسرال کو حقیر نہ جانے اس ڈر سے لڑکی والے زیادہ جہیز دینا چاہتے ہیں جو ایک غلط روش اختیار کر چکا ہے۔لیکن یاد رکھیں کہ زیادہ جہیز دینے سے آپ کی لڑکی ہمیشہ عیش کیلئے چین وسکون کی زندگی اس وقت تک نہیں گذار سکتی جب تک کہ اس کی اخلاقی تربیت معاشرتی وخاندانی سبب گھریلو معاملات کی نگہداشت کا ڈھنگ اور عمدہ طریقہ نہ سکھلادیں آخر صحابہ کرام نے باوجود کہ بعض ادوار میں بڑے مالدار اور صاحب ثروت تھے ۔مگر جہیز جیسی لعنت سے ہمیشہ کوسوں دور رہے اور شادی بالکل سادی کی یہی وجہ تھی کہ ان میں برائیاں نہیں داخل ہوتی تھیں ۔ حدیث ہے جب شادی جلدی ہوگی تو زنا کاری بند ہوگی ۔ سچ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم میں ہی ہمارے لئے سکون واطمینان اور اس میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔

کہنے کو تو ہم دین اسلام کے ماننے والے ہیں رسول اکرم ﷺ کی امت ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب باتیں ہماری زبان بولتی ہے دل نہیں اگر ہم دل سے دین کے ماننے والے ہوتے ،خدا کا خوف رکھتے ،رسول اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے تو ہمارا عمل کردار ہوتا۔آج مسلم معاشرہ کو جہیز ایک کینسر کے وائرس کی شکل میں اپنے گھیرے میں لے چکا ہے۔وقت رہتے اس کا علاج نہ کیا گیا تو اخباروں میں مزید سرخیاں دکھائی دیں گی ۔ بھیانک واقعات پڑھنے کو ملیں گے اور مسلم قوم کو شرمندہ کرنے والی حرکات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

اخباروں کے صفحات آئے دن دلہن سوزی کی سرخیوں سے بھرے ہوتے ہیں،کبھی کبھی ایسی بھی خبریں نظروں سے گزر کر روح کو زخمی کر دیتی ہیں کہ چار بہنوں نے والد کی پریشانیوں کے مدنظر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی،اور اس سے زیادہ تکلیف دہ سرخی ہوتی ہے کہ ایک مسلم لڑکی کسی غیر مسلم کے ساتھ راہ فرار اختیار کر گئی۔‘‘

اس کا سب سے بڑا اور واحد سبب مخلوط تعلیم اور وقت پر شادی نہ کرنا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دیا کرو اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا اور اس نے گناہ کیا تو اس کا گناہ باپ ہی پر ہوگا۔

مسلم معاشرے کے لئے لمحہ فکریہ

حالات حاضرہ کے پیش نظر اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ مسلم خواتین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے تو مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ موجودہ تعلیم سے آراستہ ہو اور عصر جدید کے حالات و واقعات سے واقفیت رکھتی ہوتا کہ اسلام کی روشنی میں موجودہ چیلنجوں کے جواب دے سکے،اور ایک ایسا معاشرہ بنانے میں ممد ومددگار ہو جو صحت مند روایات اور صالح اقدار واسلامی تعلیمات پر مبنی ہو۔

یہ ایسے حالات ہیں جو مسلم معاشرے کے لئے خطرہ کی گھنٹی ہیں۔ ہم خود کو اسلام کا پیروکار کہتے ہیں، ہمہ وقت دین کی باتیں کرتے ہیں۔ سنت وفرض کی ادائیگی پر زور دیتے نہیں تھکتے۔ لیکن جب ایسے ہی مسلم معاشرے میں مذکورہ واقعات رونما ہوتے ہیں تو دل کو گہری چوٹ پہنچتی ہے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ دین اسلام کی تمام باتیں زبان سے ادا کرنا بھی کیا ہمارے فرائض کا کوئی حصہ ہے؟

خوف خدا رکھنے والوں کیلئے اچھے انجام کی بشارت

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

ہم آخرت کا گھر ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کرنا نہیں چاہتے اور عاقبت کی فلاح وسعادت صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

خدا کے واسطے معاشرے کی اصلاح اور جہیز جیسے مہلک ناسور کو ختم کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور ہندوؤں کی یہ غلط رسوم ورواج جو در آئی ہیں اس سے مسلم معاشرے کو پاک وصاف کریں اور اس کیلئے مرد کے مقابلہ میں عورتیں (لڑکوں کی مائیں) زیادہ اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔

اگر ماں یہ کہہ دے کہ مجھے اپنے بیٹے کی شادی میں کسی جہیز کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اچھی سیرت اور شریف اور خاندان کی لڑکی چاہئے ایسے ہی لڑکیوں کی مائیں یہ کہہ دیں کہ ہمیں شہرت ونا موری نہیں چاہئے بلکہ سنت کے مطابق میری بیٹی کی شادی ہو تو بہت ممکن ہے کہ جہیز جیسا مہلک اور ناسور مرض کافی حد تک رفع دفع ہوجائے اس سلسلے میں ساؤتھ افریقہ میں چل رہی شادی کی رسم ورواج کا تذکرہ کرتا ہوں کہ وہاں کیسی سادگی اور کیسی سستی شادی ہوتی ہے جس میں دسیوں قسم کے کھانے

تیار نہیں ہوتے ہیں اور نہ لڑکی کا باپ جہیز کے بوجھ تلے دبتا ہے بلکہ رشتہ طے ہونے اور پختہ بات ہوجانے کے بعد کسی شادی محل یا کسی کشادہ جگہ میں نکاح کیلئے اکٹھا ہوتے ہیں اور دوست واحباب کو کھانے کیلئے مدعو کرتے ہیں اور یہ مدعووین حضرات اپنے ساتھ ایک بڑا کیک لے جاتے ہیں یا کوئی اور کھانے کی چیز لے جاتے ہیں او رصرف وہی شخص جاسکتا ہے جس کو بلایا گیا ہو اور پہلے سے فون کردے کہ میں آرہا ہوں تاکہ اس کے لئے کرسی ٹیبل کا انتظام کردیں اور لڑکی کا باپ بریانی کا نظم کرلیتا ہے۔ اور سب کو کھلا دیا جاتا ہے مدعووین خاص اپنے ساتھ کوئی چھوٹا چھوٹا سامان بھی لاتے ہیں جو لڑکی کو دیا جاتا ہے۔ پھر لڑکا دولہن کو لے کر اپنی ماں کے گھر نہیں جائے گا بلکہ اس کیلئے الگ گھر کا نظم رہتا ہے خواہ کرایہ کا ہو یا ذاتی اس لئے وہاں شادی کرنا بہت آسان ہے اگر ہمارے یہاں بھی اس طرح کی سادی شادی کرنا شروع کردیں تو بہت سی نوجوان دوشیزائیں جو گھروں میں بیٹھ کر سسکیاں لے رہی ہیں او رنعمت زوجیت سے محروم ہیں ان کا بھی اچھا بندوبست ہوجائے۔

آپ کو تو اللہ نے بے شمار دولت دے رکھی ہے جس سے اپنی بیٹی کو سونے چاندی کے کثیر زیورات سے آراستہ وپیراستہ کرکے لمبی چوڑی بارات بلاکر گانے بجانے کے ساتھ بڑی شان بان سے رخصت کرتی ہیں اور آپ کے پڑوس میں جوانی کی دہلیز کو پار کرکے غربت وافلاس کی زندگی گذارنے والی لڑکیاں شادی کی نعمت سے محروم ہیں کیا ان کو تکلیف نہیں پہونچتی اور اس طرح تمہاری لڑکی کی رخصتی اس کے دل پر چھری نہیں چلاتی۔ دوسروں کا خیال رکھو دولت کے نشہ میں آکر اللہ کو نہ بھول جاؤ بنی کی بیٹی سے بڑھ کر تمہاری بیٹی نہیں ہوجائیگی۔

اگر آپ ﷺ چاہتے تو بڑی دھوم دھام سے شادی کرسکتے تھے اور دولت کا ایک انبار لگا کر جہیز تیار کردیتے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنی امت کی سہولت کیلئے اپنی

لاڈلی بیٹی کا نکاح بڑی سادگی سے فرمایا لیکن افسوس ہے کہ جس نبی کو اپنی امت کا اتنا خیال ہو اس امت کا یہ حال کہ وہ خود اپنا خیال نہیں کرتی میری ماؤں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرو سادگی اپناؤ اپنے گھر میں آنے والی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح جانو جو اپنا گھر بار بھائی بہن اور ماں باپ کو چھوڑ کر تمہارے بیٹے کی خدمت کیلئے آئی ہے۔ تم اسے خادمہ ہرگز نہ سمجھو اگر وہ تمہاری خدمت کرے تو اس کا احسان سمجھو اور اس کی قدر کرو اس سے تمہاری عظمت اس کے دل میں بیٹھ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

ام المومنین سیّدہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اے نبی ﷺ کیوں اپنے اوپر اس چیز کو حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے، اپنی بیویوں کی رضا جوئی کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

معزز ماؤں اور بہنو! آج ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ آپ تمام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ قبل اس کے کہ سیرت مبارکہ بیان کروں اس مذکورہ آیت کا شان نزول عرض کرنا ضروری سمجھتا

ہوں۔علماء کرام نے اس مذکورہ آیت کا دوشان نزول ذکر کیا ہے اس میں سے ایک شان نزول بیان کرتی ہوں۔روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی ایک باندی تھیں ماریہ قبطیہ کو شاہ مصر مقوقس نے اس وقت بھیجا تھا جبکہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہا دعوت اسلام کا خط لے کر اس کے پاس گئے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والد محترم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملنے چلی گئیں ادھر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا آئیں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ تخلیہ فرمایا اور ابھی دروازہ بند ہی تھا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں اور دروازے پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگیں جب دروازہ کھلا تو ان کو بہت ناگوار گذرا اور کہا میری باری، میرا حجرہ، میرا بستر اور ماریہ۔یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے حقیر سمجھا اسی لئے۔آپ ﷺ نے ایسا کہا۔حضور ﷺ اپنی جانثار زوجہ کی غمزدگی اور پریشانی برداشت نہ کر سکے اور قسم کھائی کہ آئندہ ماریہ سے ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تاکید کردی کہ یہ بات ماریہ کو نہ بتائیں۔شان نزول کے بعد اور ایک بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ آیت کریمہ میں تحریم سے مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایک چیز سے روکنا نہ کہ ایک حکم شرعی کو جو حلال ہے اس کو اعتقاداً حرام سمجھنا یہ تو کفر ہے جو ایک نبی معصوم سے ناممکن اور محال ہے،اب میں اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتی ہوں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش اور پرورش

اسلام کی عظیم خاتون حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بنت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی پیدائش اس مبارک زمانہ میں ہوئی جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے اس اختلاف کو ٹھنڈا کیا جو حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کے معاملہ میں پیدا ہوا تھا۔

ان کے والد کسی تعارف کے محتاج نہیں وہ حضور اکرم ﷺ کے دوسرے وزیر اور اہل جنت کے سردار ہیں۔جیسا کہ ارشاد نبوی ہے اَبُوبَکْرٍ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہونگے۔خواہ وہ پہلی امتوں کے ہوں یا اس امت محمدیہ کے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ان کی فضیلت کیلئے کافی ہے کہ ''جب تم چاہو کہ تمہاری مجلس کہیں لگے تو مجلس میں عمر بن الخطاب کا ذکر کیا کرو۔

ان کی پھوپی فاطمہ بن خطاب ہیں جو ایمان کے آنگن میں سب سے پہلے داخل ہونے والی خواتین میں سے ہیں۔اپنے شوہر سعید بن زید (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کے ساتھ ایمان لائیں۔

اس یکتائے جماعت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی پرورش ہوئی۔جب مکہ نور اسلام سے چمکا تو ان کے والد بھی سابقین اولین کے قافلے میں شامل ہوگئے اور نور ایمان حاصل کرلیا ان کے اسلام لانے سے فرشتے تک خوش ہوئے ان کا اسلام قبول کرنا اسلام اور مسلمانوں کیلئے شہادتیں ادا کرنے کے ساتھ ہی برکت کا پیغام ثابت ہوا۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی نشو ونما معرفت کی محبت پر ہوئی اور یہ علم وادب کے چشموں سے حسب استطاعت سیراب ہوئیں حتیٰ کہ قریشی خواتین میں فصیح شمار کی جانے لگیں اور انہوں نے لکھنا حضرت شفاء بنت عبداللہ العدویہ سے سیکھا۔

نکاح، ہجرت اور پہلے شوہر کی شہادت

جب یہ جوان ہوئیں اور نسوانیت کامل ہوئی تو ان کا نکاح خنیس بن حذافہ بن قیس السہمی سے ہوگیا اور خنیس رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم منتقل ہونے سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مسلمان ہوگئے تھے۔

جب مسلمانوں پر قریش کے مظالم بڑھ گئے تو حضرت خنیس ؓ بھی حبشہ ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر گئے اور پھر مکہ لوٹے اور حضرت حفصہ ؓا کے ہمراہ مدینے ہجرت کی یہ حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر ؓ کے یہاں قیام پذیر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت ابوعبس بن جبرق ؓ کا بھائی بنایا۔اس طرح حضرت خنیس ؓ دو ہجرتوں والے صحابی ہیں۔

جب غزوہ بدر ہوا تو قبیلہ بنوسہم کے افراد میں سے صرف حضرت خنیس ؓ غزوہ میں شریک ہوئے تو یہ بھی اللہ کا کلمہ بلند کرنیوالے مجاہدین شہسواروں میں سے تھے اور بے جگری سے لڑے اور ان کے جسم میں شدید زخم آئے لیکن یہ زخمی ہونے کے باوجود آخر دم تک لڑے حتی کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح ونصرت سے سرفراز فرمایا۔

جب مسلمان مدینہ منورہ لوٹے تو حضرت خنیس زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال کر گئے۔آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون ؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت حفصہ بنت عمر ؓا عین جوانی میں بیوہ ہوگئیں اور انہیں اپنے شوہر کی وفات کا شدید رنج ہوا جس کے آثار ان کے چہرے کے حسن پر دیکھے جاسکتے تھے۔ لیکن انہوں نے صبر اور ایمان کے ساتھ سے اس غم کو سہا اور ان کے والدین انکے پاس آتے اور ان کے غم والم کو ہلکا کرنے کی کوش کرتے اور اپنی محبت اور شفقت سے ان کی رعایت کرتے اور انہیں اپنے احساس فراست اور شعور سے یہ اندازہ ہو چلا تھا کہ یہ بیٹی بڑی شان والی قرار پائے گی،اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

"مُتَيَقِّظُ الْعَزَمَاتِ مُذْنَهَضَتْ بِهٖ"

وہ حقوق وفرائض کیلئے بیدار رہے جب سے اٹھے اس وقت سے لے کر۔

"عَزَمَاتُهُ نَحْوَ الْعُلٰى لَمْ يَقْعُهُ"

اس کے حقوق فرائض بلندی کی طرف وہ نہیں بیٹھا۔

"وَيَكَادُ مِنْ نُوْرِ الْبَصِيْرَةِ اَنْ يُّرٰى"

اور اس کے نور بصیرت سے بہت دیکھے جاسکیں گے۔

"فِيْ يَوْمِهٖ فِعْلُ الْعَوَاقِبِ فِيْ غَدٍ"

اس کے آنے والے کل کے افعال کے انجام آج ہی کے دن۔

حرم نبوی ﷺ میں داخلہ

ام المومنین حضرت حفصہ ؓا بافضیلت عبادت گزار اور متقی خواتین میں سے تھیں اور ان یقین والی صابر خواتین میں سے تھیں جنہوں نے عبادت کے میدان میں بلند مثالیں قائم کیں ان کے والد اپنی صاحبزادی میں یہ صفات دیکھ کر بہت خوش ہوتے مگر انہیں اپنی اس عبادت گزار بیٹی کا یہ حال دیکھ کر بہت دکھ ہوتا کہ وہ بچپنے کی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ ؓا کے لئے رشتہ کا پیغام دے دیا اور اور وہ ام المومنین بن گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم ؓا کا نکاح حضرت عثمان ؓ سے کر دیا۔حضرت عمر ؓ کو اس رشتہ سے بڑی برکت حاصل ہوئی جس نے انہیں بلند مرتبہ پر فائز کر دیا۔

حضرت حفصہ ؓا کو حیرت انگیز مقام حاصل تھا

ام المومنین حضرت حفصہ ؓا کو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے مابین حیرت انگیز مرتبہ حاصل تھا۔حضرت عائشہ ؓا ان کے بارے میں فرماتی ہیں کہ "یہی وہ خاتون ہیں جو ازواج مطہرات میں سے میری برابری کرتی تھیں۔"

اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بھی ان کے شایانِ شان مرتبہ حاصل تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی پانچ قریشی ازواج میں سے ایک تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان نیک اور بہتر خواتین میں سے تھیں جو نہایت احسن طریقے سے عبادت کیا کرتی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کثرت صوم وصلوٰۃ سے معروف تھیں اور یہ دونوں صفات عبادت کی اعلیٰ اور اہم منزلیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ان صفات کی حامل خواتین کو نکاح کے لئے اختیار کرنے پر ابھارا ہے لہٰذا فرمایا: دیندار خاتون کو تلاش کرو۔''

اسی لئے ہر دور اور قریب والا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عبادت اور نیکی کی فضیلت کو پہچانتا تھا۔ اور اپنی ازدواجی زندگی میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کو چاہتی رہیں اور اس معاملے میں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتی تھیں۔

حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں اپنی ازواج کے ساتھ ایک بہترین انسان اور رسول ہی کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے ساتھ سب سے زیادہ نرم با اخلاق ہنس مکھ اور نرم خو دل جوئی کرنے والے تھے۔

سرکار دو عالم ﷺ ہر موقع پر ازواج مطہرات کی دل جوئی اور ان کے آرام کا خیال رکھتے تھے اور تمام ازواج میں عدل ومساوات کی ایک عظیم مثال قیامت تک کے لئے چھوڑ دی ہے۔ سیرت نبوی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ملے گا جس میں آپ ﷺ حق وانصاف سے سرِ مو بھی انحراف ہوا ہو۔ دنیا کے بڑے بڑے سلاطین، بادشاہ اور بڑے بڑے بہادر، سنگین موقعوں پر بہک جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عظیم قوت اور تحمل عطا فرمایا تھا کہ نازک ترین موقع پر بھی عدل، انصاف حق اور

مساوات آپ کا طرہ امتیاز ہوتا تھا۔ یہی وہ چیز ہے تھی جو دنیا کی ممتاز شخصیات میں حضور اکرم ﷺ کے مقام کو اعلیٰ درجات پر پہونچا دیتی ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا روزے کی حالت میں فوت ہوئیں۔ حافظ ابونعیم الاصبہانی نے ان کی سوانح کو یوں شروع کیا ہے۔

صوم وصلوٰۃ کی پابند اپنے نفس لوامہ کو ذلیل کرنے والی حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا جو قرآن کے جمع کئے ہوئے نسخے کی وارث ہیں۔

''الصوامہ القوامہ'' اس لقب کو حاصل کرنے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی رفعت شان کا اندازہ ہوتا ہے، نماز، روزہ اور فرمانبرداری عبادت کے اعلیٰ مراتب ہیں جن پر انسان دنیاوی زندگی میں کاربند رہتا ہے، عبادت نفس کی تعمیر اور قلب کی اصلاح کر کے انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لئے جوڑ دیتی ہے جو شخص ان صفات سے مزین ہوا سے مبارک ہو اور ان صفات پر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سختی سے کاربند تھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس بلند درجہ کو حاصل کریں اور کامیاب ہوں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے ان کی زندگی میں تمام خیر حاصل کر لی تھیں اور آپ ﷺ کے مدرسہ میں پروان چڑھیں حتی کہ ایک عالمہ، عابدہ، متقی پرہیزگار بن گئیں اور ان کا تقویٰ ایمان کی خوشبو سے مہر زدہ تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی تصدیق پر مہر ثبت کی کہ یہ صوامہ قوامہ، بہت روزے رکھنے والی اور نماز پڑھنے والی خاتون ہیں۔

ہم اگر یہ کہیں کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی زندگی اپنے حقائق اور تفصیل کے اعتبار سے رسول کریم ﷺ کی زندگی کی عملی تصویر تھی تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو ان کے پڑھنے لکھنے کی معرفت بڑھاتی ہے جس نے انہیں قرآن کی حافظہ اور محافظ بنا دیا تھا۔

ہم کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کے ہر گوشہ میں اپنانا چاہئے۔ اور نمونۂ عمل سمجھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ تمام ماؤں اور بہنوں کو ازواج مطہرات کی سیرتوں کو اپنی زندگی میں ڈھالنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

مرد وزن کا اختلاط اخلاقی سرطان ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

(اے نبی) مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے کرلیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں یہ ان کو زیادہ صاف ستھرا کرنے والا ہے۔

میری عفت مآب خواتین اسلام! شریعت مطہرہ نے جن احکام وقوانین کو دور نبوت میں صادر کیا انھیں قوانین اور احکام پر عمل کرنے سے آج بھی نجات اور کامیابی

دین اور دنیا کی بھلائی ہے۔اسلام کا قانون خدائی قانون ہے جس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں ہے رہتی دنیا تک یہ قوانین واحکام رہیں گے قومین اور تہذیبیں کتنی ہی بدل جائیں دنیا کتنی ہی ترقی کر جائے آج مغرب پرست لوگ اسلام کو اور اس کے قوانین کو دقیانوسی اور اس سے بڑھ کر حد زنا وغیرہ سزاؤں کو وحشی قانون بناتے ہیں اور عورتوں کیلئے باعث حسن وزینت چیز پردہ کو ایک جیل تصور کرتے ہیں۔لیکن میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتائیں تو صحیح کہ اسلامی قوانین پر عمل کرنے میں ہماری عزت وآبرو ہے یا مغرب کی پیدا کی ہوئی گندی تہذیب میں جہاں نہ پردے کا نظم ہے نہ غیر محروموں سے دوری بلکہ مرد وزن کا اختلاط آج ایک فیشن اور ترقی تصور کیا جاتا ہے۔جبکہ اس کی وبائیں اور پریشانیاں آئے دن بڑھتی جارہی ہیں اور پورا معاشرہ گندہ اور گھناؤنا ہوتا جارہا ہے۔اسی مرد وزن کے غیر ضروری اختلاط نے یورپ وامریکہ کو ہلاکت وتباہی کے اس دہانے پر پہونچا دیا ہے کہ آج بہت سے مولود بچے کے باپ تک کا علم نہیں اور سرکاری کاغذات میں باپ کی جگہ ماں کی طرف اولاد کا انتساب کر کے بڑی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس مرد وزن کے اختلاط اور جنسی بے راہ روی کی وجہ سے طرح طرح کی برائیوں اور بیماریوں میں ملوث ہوتی جارہی ہیں اور اب ان کو بھی اسلامی تعلیمات میں خوبیاں نظر آرہی ہیں۔ابھی چند دنوں قبل امریکہ کے سابق صدر جارج ڈبلیو بش نے یہ بیان دیا تھا کہ امریکی عورتوں کو اخلاقیات میں مسلم خواتین کی پیروی کرنی چاہئے اس میں ان کے جسم کی صحت اور مختلف امراض سے نجات ہے۔اس لئے کہ مسلم خواتین اپنے شوہروں کے علاوہ غیر کی طرف نگاہ اٹھانا پسند نہیں کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مسلم عورتیں میں مغربی عورتیں کے مقابلہ میں بیماریاں کم ہوتی ہیں۔انہیں وجوہات او راسباب کی بنا پر آج بہت سی پڑھی لکھی مغربی خواتین مشرف بہ اسلام ہو رہی ہیں۔

جب دیا غم بتوں نے تو خدا یاد آیا

اسلام کی چھوٹی چھوٹی سنتوں پر آج سائنسداں تحقیق وریسرچ کررہے ہیں بالآخر بہت سے سائنسداں اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ اسلام کی ساری چیزیں فطرت انسانی اور مفاد انسانیت میں ہے۔پھر کچھ تو ان میں سے۔اللہ کی ہدایت سے دولت ایمان سے مشرف ہوجاتے ہیں جیسا کہ اخباروں میں وقتاً فوقتاً اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

قولِ خدا اور قولِ رسول،فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

ہماری ماؤں کو پردے کا جو اسلامی حکم ہے اس پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہئے اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط،خواہ چچازاد بھائی ، بہنوئی ، جیٹھ ، دیور، پھوپی زاد بھائی،ماموں زاد بھائی ہر ایک سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہتے۔

ایک نیک صالح اور پاکدامن معاشرہ کا قیام شریعت مطہرہ کے اہم مقاصد میں سے ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں شریعت نے تقویٰ وطہارت ، ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام ،معاملات کی درستگی اور فکر آخرت وغیرہ امور کی طرف متوجہ فرمایا ہے وہاں عفت وپاکدامنی کا حصول بھی ایک لازمی امر قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ہر اس ذریعہ اور سبب سے اجتناب کریں جو انسانی عفت وعصمت کے منافی ہو۔

کسی معاشرہ میں اخلاقی بگاڑ اور انحطاط پیدا کرنے والے اسباب میں سے ایک اہم اور مضبوط سبب مرد وزن کا آپس میں بے محابا اور بلا تکلف اختلاط بھی ہے اور یقیناً یہ ایک ایسی وبا ہے کہ اگر بروقت اس کا تدارک نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ نوبت

اخلاق باختگی اور ہتک عزت وحرمت تک پہنچ جاتی ہے۔ مردوزمن کے اختلاط کے متعلق شرعی احکام کی تفصیل جاننے سے پہلے ہم اپنے گردوپیش پر نظر ڈال کر اپنے یہاں کے مردوزن کے اختلاط کی صورتیں معلوم کرتے ہیں، ہمارے معاشرے میں مردوزن کے بے تکلفانہ اختلاط کی متعدد صورتیں سامنے آتی ہیں۔ مثلاً غیر محرم رشتہ داروں خصوصاً (چچازاد، ماموں زاد، پھوپی زاد، خالہ زاد) وغیرہ کا گھروں میں بغیر کسی روک ٹوک اور پابندی کے آنا جانا اور اپنی رشتہ دار (غیر محرم) خواتین کے ساتھ بے تکلف گپ شپ کرنا۔

متمول اور مالدار طبقے کا گھروں میں خدمات انجام دینے کیلئے مرد حضرات کو نوکر رکھنا، جن کا تعلق مردوں کی طرح خواتین کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور ان سے پردہ کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔

گھریلو کام کاج کے لئے خواتین کی خدمات حاصل کرنا اور گھر کے مردوں کا ان کے ساتھ اختلاط سے نہ بچنا۔

نکاح کا پیغام لے جانے والے لڑکے کے ساتھ لڑکی کو دانستہ اختلاط کا موقع فراہم کرنا تاکہ وہ ایک دوسرے کو جانچ پرکھ لیں۔

شوہر کی غیر موجودگی میں شوہر کے دوست احباب اور رشتہ داروں (جو کہ بیوی کے محارم میں سے نہ ہوں) کا گھروں میں آنا اور خواتین کا نہ صرف ان کا استقبال کرنا بلکہ بے تکلف گفتگو وغیرہ کرنا۔

مخلوط طرز تعلیم کے اداروں اسکول کالج، یونیورسٹی وغیرہ میں طلبہ کا طالبات کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھنا۔

عوامی خدمات کے مختلف اداروں ہسپتالوں، سرکاری نجی اداروں کے دفاتر، شادی بیاہ کی تقریبات اور بازاروں میں مردوزن کا بے محابا اختلاط۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی صورتیں ایسی ہیں جن میں ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مردوزن کے اختلاط کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔

اس صورتحال کو مدنظر رکھ کر اب ہم ان پرحکمت اور پرمغز احکام کا جائزہ لیتے ہیں، جو اختلاط سے بچنے کے حوالے سے شریعت مطہرہ میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

اسلام نے خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ گھروں یں بیٹھی رہیں اور بغیر کسی شرعی عذر کے گھر سے نہ نکلیں، ارشاد ہے: ''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى'' عورت کی شان یہ ہے کہ وہ چھپ کر رہے پس جب وہ (گھر سے) نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔''

نماز جیسی اہم ترین عبادت کے بارے میں اگرچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ مبارک میں خواتین کو مسجد میں آنے کی اجازت عنایت فرمائی تھی لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا تھا: ''عورتوں کے گھر ہی ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں''

اور جب حضرت ام حمید الساعدی رضی اللہ عنہا نے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے شوق کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو (لیکن) تمہاری وہ نماز جو تم اپنے کمرے میں ادا کرو، اس نماز سے بہتر ہے جو تم اپنے برآمدے میں پڑھو، اور جو نماز تم اپنے برآمدے (حجرہ میں پڑھو، اس نماز سے بہتر ہے جو تم اپنے صحن میں ادا کرو، اور وہ نماز جو تم اپنے گھر کے صحن میں پڑھو اس نماز سے بہتر ہے جو تم اپنی قوم (محلے) کی مسجد میں ادا کرو اور وہ نماز جو تم اپنی قوم کی مسجد میں پڑھو، اس نماز سے بہتر ہے جو میری مسجد میں (مسجد نبوی شریف) میں ادا کرو۔''

مسجد میں نماز کی اجازت تو دی گئی لیکن اختلاط سے بچنے کے لئے یہ اقدامات اٹھائے گئے اور بعد میں جب صحابہ کرامؓ اور اسلاف امت کو یقین ہوگیا کہ اب ان احتیاطوں کی پابندی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوچکی ہے تو انہوں نے منشائے نبوی کو

سمجھتے ہوئے عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرما دیا۔ مسجد میں خواتین کے داخلہ کا دروازہ الگ تھا۔ آپ ﷺ نے مسجد کے ایک دروزہ کے متعلق ارشاد فرمایا: ”لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ“، ہمیں یہ دروازہ عورتوں کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔“

اور جب یہ دروازہ خواتین کے لئے متعین ہوا تو مرد صحابہ نے اس کا استعمال بالکل ترک فرما دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں مردوں کو اس دوروازہ سے داخل ہونے سے منع فرماتے تھے۔

خواتین کے لئے آخری صفیں متعین فرما دی گئیں اور آپ ﷺ نے صاف اعلان فرمادیا: ”عورتوں کی بہترین صفیں آخر والی ہیں اور ان کی بدترین صفین آگے والی صفیں ہیں۔“ (مسلم)

مردوں کو حکم دیا گیا کہ نماز ختم ہونے کے بعد خواتین کے چلے جانے کا انتظار کریں اور ان کے چلے جانے کے بعد اٹھیں، حتیٰ کہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”آپ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر ٹھہرے رہتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ آپ ﷺ ایسا اس لئے کرتے ہیں تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے نکل جائیں۔“ (ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت ہے: ”آپ ﷺ نماز کا سلام پھیرتے تو عورتیں اٹھ جاتیں (اور اتنی جلدی کرتیں کہ) آپ ﷺ کے مڑنے سے پہلے ہی اپنے گھروں میں داخل ہوجاتیں۔“ (ابوداود)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کا حال دیکھ کر بیان کرتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو عورتوں کو مسجد میں ہرگز جانے کی اجازت مرحمت نہ فرماتے اب آپ غور فرمائیں کہ وہ زمانہ جسے زبان نبوت نے خیر القرون فرمایا اس زمانے میں عورتوں کے احوال دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جب کہ اس

دور میں ہر حال میں خیر غالب تھا تو آج کے اس پرفتن دور میں جب کہ قدم قدم پر اسلام پر مغربی تہذیب وثقافت اور کلچر کا حملہ ہورا ہے عورتوں کیلئے مسجد جانا کیسے مناسب اور درست ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عید اور دوسرے اجتماعات کے موقع پر خواتین کو دور الگ بٹھایا گیا حتیٰ کی آواز نہیں پہنچتی تھی، اور اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو ان کے خصوصی خطاب کے لئے ان کے پاس جانا پڑتا۔ متعدد روایات میں اس قسم کا مضمون آیا ہے: پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے عورتوں کو وعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔“ (بخاری)

شدید ضروت اور اژدھام کے وقت بھی ممکن حد تک اختلاط سے بچنے کی کوشش کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک خاتون نے (بطور فخر) کہا کہ میں نے سات مرتبہ طواف کیا اور دو یا تین مرتبہ حجر اسود کا استیلام کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا: ”اللہ تجھے کوئی اجر وثواب نہ دے، تو مردوں میں گھستی ہے، تو صرف تکبیر کہہ کر وہاں سے کیوں نہ گزر گئی۔“

اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف سے منع فرماتے تھے اور ایک مرتبہ ایک شخص کو خواتین کے ساتھ طواف کرتے دیکھا تو اس کو کوڑے سے مارا۔

شریعت نے مرد وزن کے اختلاط سے بچانے کی غرض سے عورت کے ساتھ مرد کی تنہائی کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ رہے مگر یہ کہ عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم رشتے دار بھی ہو“

اور دوسری جگہ فرمایا: ”کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں وقت نہیں گزارتا مگر یہ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔“

حتیٰ کہ اگر مرد جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور عورت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ہوں تو ایک تیسرا شیطان ان کے درمیان ہوگا اور نہیں تو کم از کم دیکھنے والا شکی مزاج اور کمزور نیت کا شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھے گا ایک مرتبہ رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اہلیہ سے مسجد کے دروازے پر گفتگو فرمارہے تھے کہ یکا یک ایک صحابی کا گذر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلاکر فرمایا کہ یہ میری بیوی ہیں نہ کہ کوئی دوسری تو ان صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے متعلق کبھی یہ گمان کرسکتے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ہرایک کے ساتھ لگا ہوا ہے اور ورغلا سکتا ہے۔ ہمیں پردے کا حد درجہ اہتمام کرنا چاہئے اور کبھی بھی غیر محروں موں کے ساتھ اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس سے بھی دور ہی رہیں کیونکہ یہی چیز فتنہ کا دروازہ کھولتی ہیں جس سے فتنہ کھڑا ہوتا ہے۔

وَآخِرُدَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

اس تقریر کا بیشتر حصہ شکریہ کے ساتھ قاری ضیاء الحق کی تحریر سے ماخوذ ہے،
جوہدیٰ اسلام ڈائجسٹ دہلی جنوری ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا تھا۔

شرم وحیا قرآن کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْدُ
فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَتَا لَانَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَالرِّعَآءُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قرآن مجید میں حیاء کا تذکرہ خصوصیت سے کئی مقامات پر آیا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدین پہنچ کر دیکھا کہ بکریوں کو پانی پلایا جارہا ہے۔ اپنے جانوروں کو موجود لوگ پانی پلارہے ہیں جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا۔ وَجَدَ مِنْ دُوْنِہِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدَانِ ۔ دوعورتیں اپنی بکریاں روکے کھڑی ہیں۔ مَاخَطْبُکُمَا ...... تم پانی کیوں نہیں پلارہی ہو؟ قَالَتَا لَانَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَالرِّعَآءُ۔ ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک۔

اَبُوْنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ. ہمارے ابو بوڑھے اور بڑی عمر کے ہیں۔ جو پانی بچ جائے گا ہم وہ پانی پلائیں گی، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہاری بکریوں کو پانی پلاتا

ہوں سب کو پیچھے بٹھایا۔اس ڈول کو دس آدمی کھینچتے تھے مگر حضرت موسیٰؑ نے اس ڈول کو اکیلے ہی کھینچ لیا اور ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر جا کر سائے میں بیٹھ گئے اور عرض کیا: یا اللہ بھوک لگی ہے کھانا کھلا۔...... رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ (جو اچھی چیز تو اتارے میرے لئے میں اس کا محتاج ہوں) دونوں بہنیں گھر پہونچیں حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا آج تم جلدی آگئیں۔انہوں نے کہا ابا جان ایک اجنبی آدمی نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ دوسری نے کہا ابا اس آدمی کو کچھ معاوضہ دینا چاہئے۔فرمایا اچھا جاؤ اسے بلا کر لاؤ چنانچہ ایک لڑکی گئی اور کہا کہ ہمارے والد نے آپ کو بلایا ہے۔

محترم خواتین! اس قصہ کو سنانے کی کیا ضرورت تھی۔حالانکہ قرآن مجید میں ہر چیز کو اختصار سے بیان کیا جاتا ہے لیکن اس واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کا پانی پلانا۔ پھر درخت کے نیچے بیٹھنا۔ پھر لڑکی کا بلانا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کر جانا یہ سارا واقعہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عورتوں کو ایک قانون بتانا چاہتے ہیں۔ایک طریقہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں ایسی سختی تو نہیں کہ عورت گھر سے باہر ہی نہ نکلے، گھر سے باہر ضرور جاسکتی ہے۔لیکن قرآن کے طریقے کے مطابق، فَجَآئَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ۔پھر ان میں سے ایک لڑکی ان کے پاس آئی جو چلتی تھی شرم سے۔(حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے) لیکن اس میں تین لفظوں کا اضافہ کر کے اس کی چال کا انداز بتایا۔اللہ تعالیٰ کو اس بچی کی حیا والی چال ایسی پسند آئی کہ قیامت تک اسے قرآن کا حصہ بنا دیا۔تمشی ......چل رہی تھی، عَلَی اسْتِحْیَآءٍ...... اس لفظ میں جو خوبصورتی ہے، میں اس کو بتانا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے حیا کو ایک سواری سے تشبیہ دی اور بچی کو ایک سوار سے تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ یعنی وہ بچی حیاء پر اس طرح قابو پا رہی تھی جس طرح سواری سوار کے سامنے مسخر ہو گئی

ہے۔اور اس کے اشارے پر چلتی ہے۔وہ بچی نہیں بلکہ ایک حیا تھی جو خود چل کر آ رہی تھی۔کوئی یہ دیکھنا چاہے کہ حیاء کس کو کہتے ہیں تو اس بچی کی چال کو دیکھ لے۔اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمادیا کہ عورت باہر نکلنے تو اس بچی کی طرح تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ وہ حیاء کی گھڑی بن کے چل رہی تھی۔

حیاء کی چادر لپیٹ کر آ رہی تھی۔ بچی کی حیاء کو قرآن مجید کا حصہ بتایا کیوں کہ بچی میں حیاء کی زیادہ ضرورت ہے۔وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں۔

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا۔میرے ابا جان بلا رہے ہیں کہنے لگے چلو وہ آگے آگے چلنے لگی تو فرمایا۔لڑکی میرے پیچھے چل، مجھے پیچھے سے راستہ بتا کہ کدھر چلنا ہے۔دیکھا آپ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پیغمبر ہیں لیکن شرم وحیاء کے پیکر ہیں۔

لیکن آج ہم نمازی بھی ہیں، حاجی بھی ہیں، عالمہ بھی ہیں فاضلہ بھی ہیں، لیکن پردے کا اہتمام نہیں آج کل مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے کہ پردہ تو دل کا ہے حالانکہ دل تو پہلے ہی پردے میں ہے۔عورت جس قدر پردے میں ہوتی ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اے میری بندی تو دوسروں کو دکھانے کیلئے سجتی، سنورتی ہے کبھی میرے لئے بھی سج دھج کے آ۔یعنی حیاء، پاک دامنی، شرم، تقویٰ، توکل، زہد، نماز، ذکر، تلاوت، سخاوت، خوفِ خدا، محبت رسول یہ سب عورت کے زیور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی چیزیں ہیں۔سجدے کا نشان عورت کے چہرے کا میک اپ ہے، سخاوت ہاتھوں کے کنگن ہیں۔حیا سے اٹھا ہوا قدم اس کی پازیب ہیں۔قرآن مجید کی تلاوت اس کے گلے کا ہار ہے۔اللہ تعالیٰ نے عورت کو مقام بخشا ہے قرآن میں عزت دی۔ورنہ تو زمانہ جاہلیت میں عورت کی کون قدر کرتا

تھا۔ یہودیوں کے نزدیک عورت ایک ڈائن تھی۔ کافروں کے نزدیک ڈائن تھی۔ عیسائیوں کے نزدیک نفسانی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ تھی۔

قربان جائے سرکار مدینہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ نے عورت کو مقام رفعت عطا فرمایا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ماں ہنستی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتے ہیں۔ ماں روتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتے ہیں۔ بیٹی کی پرورش پر جنت کی بشارت اور فرمایا ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ ماں اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے۔

میری محترمہ ماؤں اور بہنو! کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی اور مقام عورت کو مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مسلم عورتوں کو اپنا مقام اور مرتبہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

عورت کا اعلیٰ مقام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ کَثُرَ. وَ قَالَ تَعَالٰی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ کَرْهاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

”اے ایمان والو! تمہارے لئے (ہرگز) جائز نہیں کہ عورتوں کے وارث زبردستی بن جاؤ۔“

محترم صدر جلسہ اور جلسہ میں شریک ہونے والی تمام معزز خواتین! اسلام نے عورتوں کو اعلیٰ مقامات سے نوازا ہے اور بڑے بڑے احسانات کیے۔

سیاسی پناہ دینے کا حق

عورت پر اسلام کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے عورت کو مقام و مرتبہ کی خاطر اسے صلح و جنگ میں بلکہ ہر طرح کے حالات میں کسی دشمن کو پناہ دینے کا حق دیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تنہا ایک عورت ہی پوری ملت اسلامیہ کی قائم مقام اور نمائندہ بن کر کسی فرد کو سیاسی پناہ دینے کی مجاز ہے۔ آج دنیا بھر میں عورت کو یہ اختیار کسی مہذب سے مہذب معاشرے میں بھی حاصل نہیں۔

فتح مکہ کے بعد جب ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ایک مشرک آدمی کو پناہ دی تھی تو پورے اسلامی معاشرے نے ان کے اس اقدام کا پاس ولحاظ کیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مشرک کو قتل کرنا چاہا تو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے ابن ہبیرہ کو پناہ دی ہے اور علی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ وہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام ہانی رضی اللہ عنہا ہم نے بھی اس شخص کو پناہ دے دی جسے تم نے پناہ دی ہے۔''

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: '' تمام صاحب حیثیت مسلمان دوسرے کم مرتبہ مسلمانوں کے سرپرست ہیں، اکے خون برابر ہیں اور ان سب کو پناہ دینے کا حق ہے۔'' اس حدیث کے تحت بھی عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو سیاسی پناہ دے سکتی ہے کیونکہ یہ بات سب مسلمانوں کیلئے کہی گئی ہے اور ان میں خواتین بھی شامل ہیں۔

سنن ترمذی میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: بلاشبہ عورت مسلمانوں کے فائدے کیلئے دشمن قوم کو پناہ دے سکتی ہے۔'' اسلام نے عورت کو وہ مقام رفیع عطا کیا کہ عورت اگر کسی عزیز کے قاتل کو معاف کر دے تو کسی رشتہ دار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس

کے عطا کردہ پروانہ معافی کو منسوخ کر دے۔ اگرچہ عورت کا یہ حق بعض خاص قسم کے حالات سے وابستہ ہے اور روزمرہ کی زندگی سے اس کا تعلق نسبتاً کم ہے مگر اس سے اسلامی معاشرے میں عورت کی حیثیت اور اس کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرت میں، ایک عورت کو پورے معاشرے کے اجتماعی مفادات سے لاتعلق نہیں سمجھا گیا۔ اس کی ذہنی صلاحیت اور اس کے علم و فہم پر اعتماد کیا گیا ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی مفادات کو خود سمجھتی بھی ہے اور اپنے طور پر ان کے بارے میں فیصلے کر سکتی ہے۔

ایک عورت صلح و جنگ کے حالات و مضمرات سے نا آشنا نہیں ہوتی وہ دشمن کے کسی فرد کو پناہ دینے کے عملی نتائج اور اس کے اثرات کو بھی جانتی ہے اور اس ساری صورت حال میں کوئی اقدام اٹھانے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

جب کوئی عورت کسی کو سیاسی پناہ دینے کا فیصلہ کرتی ہے تو حکومت اور پورے معاشرہ کو اس کے اقدام کے نتائج سے قطع نظر کر کے اس کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ عورت کی انفرادیت، اس کے تشخص، اس کے احترام اور اس کی اہمیت کا یہ پہلو آج کی متمدن ترین قوموں اور مہذب ترین معاشروں کی نگاہوں سے اب تک اوجھل ہے۔

مشورے کا حق

عورت پر اسلام کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس کو اس نے اس عزت و مرتبے پر فائز کیا کہ اس کی فہم و فراست پر اعتماد کرتے ہوئے اہم معاملات میں اس سے مشورہ کیا جائے۔ سورۃ بقرہ میں رضاعت کے بارے میں عورت سے مشورہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ربانی ہے'' (ماں باپ) دونوں کی باہمی رضامندی اور مشورہ سے'' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں'' نبی ﷺ مشورہ

کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عورت سے بھی مشورہ لیتے اور اس کی رائے کو بھی بعض اوقات اختیار فرماتے۔''

مثال کے طور پر صلح حدیبیہ کے مقام پر جب بعض ایسی شرائط پر قریش سے صلح کی گئی جن سے اکثر مسلمان خوش نہ تھے حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو مقام حدیبیہ پر احرام کھولنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا مگر صحابہ کرام اس وقت اتنے مغموم تھے کہ کوئی بھی حکم کی تعمیل کرنے نہ اٹھا۔ حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس صورت حال کا ذکر کیا تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت دانشمندی سے مشورہ دیا کہ آپ کو جو بھی مراسم ادا کرنے ہوں وہ ادا کردیں پھر آپ ﷺ دیکھیں گے کہ لوگ کس طرح آپ ﷺ کی پیروری کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو احرام کھولتے اور قربانی کرتے دیکھا تو فوراً آپ ﷺ کی پیروی شروع کردی۔ اس طرح ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک پر حکمت مشورے سے ایک نازک صورتحال ختم ہوگئی۔

خلافت راشدہ کے عہد مبارک میں بھی یہ طرز عمل جاری رہا۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں ابن سیرین بیان کرتے ہیں۔

'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے مشورہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ لے لیتے اور جب کسی عورت کی رائے میں بہتری دیکھتے یا کوئی مستحسن چیز محسوس کرتے تو اس کو اختیار فرماتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عورتوں کے حق مہر کی مقدار متعین کردینے کا اراہ فرمایا تو ایک عورت نے قرآن کریم کی ایک آیت سے استدلال کیا کہ حق مہر کی مقدار کا تعین نہیں کیا جاسکتا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے مشورے کو اختیار کرلیا اور حق مہر کی مقدار متعین کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔

عورت کو یہ قدر ومنزلت اور بڑا شرف اسلام ہی کی بدولت حاصل ہوا۔ اس نقطۂ نظر سے اسلام کا سب سے بڑا احسان عورتوں ہی پر ہوا کہ اسلام سے پہلے کتنی کسمپرسی اور بے چینی کی زندگی گذارا کرتی تھیں۔ معاشرے میں عورت کی کوئی اہمیت نہ تھی لیکن آج عورت کو معاشرے میں عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کی قدر کرنی چاہئے، ناشکری اور احسان فراموشی سے احتراز کرنا چاہئے۔

الٰہی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو دینداری دے
الٰہی نئے پود کو فصل بہاری دے
بچالے مومنہ کو اے خدا مغرب پرستی سے
بچا اس شمع کو بادِ فنا کی چیرہ دستی سے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ

☆☆☆

عورتوں پر مردوں کی فوقیت

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مردعورتوں کے نگراں اور محافظ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے اموال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

محترمہ معلمات صاحبانِ جلسہ! اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں مردوں کو عورتوں کا نگراں بنایا ہے اور اس کی دو خوبیاں ذکر کی ہیں ایک وہبی دوسری کسبی یعنی اللہ رب العزت نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت و برتری عطا کی ہے مرد میں جسمانی

قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی و دور اندیشی کی ساری صلاحیتیں ودیعت کردی گئی ہیں دوسری خوبی کیسی ہے کہ مرد کما کر عورت اور بچوں کو کھلاتا پلاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے عورتوں پر کہ اس کی جسمانی کمزوریوں کے اعتبار سے اس پر فرائض عائد کیئے گئے ہیں۔

اسلام نے اخلاقی و قانونی لحاظ سے مرد و عورت کو برابر کا انسان قرار دیا۔ دین کی رو سے مرد و عورت کی مختلف فطری صلاحیتوں کے پیش نظر دونوں کے لئے الگ الگ دائرہ کار مقرر ہے۔ اس کے مطابق عورت کا کا گھر میں رہنا، گھریلو ذمہ داریاں پوری کرنا اور بچوں کی پرورش اور نگہداشت ہے۔ مرد کا کام کمانا، اپنے بچوں کی کفالت کرنا اور خاندان کی حفاظت و نگرانی کرنا ہے۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اس کو خاص صلاحیتیں عطا کی گئی اور عورتوں پر ایک درجہ کی فوقیت دی گئی۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوا: ''مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ کی برتری حاصل ہے۔''

صلاحیتوں کا اختلاف جہاں افراد کے درمیان پایا جاتا ہے وہاں اصناف کے درمیان بھی نظر آتا ہے۔ فطرت نے مرد اور عورت کے درمیان گہرا حیاتیاتی فرق رکھا ہے اور یہی حیاتیاتی فرق دونوں اصناف کی راہ عمل متعین کرتا ہے۔

نیویارک کے ایک انگریزی رسالے ''نیوز بک'' کی ایک اشاعت (مورخہ ۱۸ر مئی ۱۹۸۱ء) میں اس بارے میں ایک مفصل تحقیقی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں مختلف امریکی محققین کی تحقیق کے نتائج درج کئے گئے۔ محققین کی اس جماعت میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ معاشرے میں قانونی اعتبار سے مرد و عورت کو برابر کا درجہ دینے کے باوجود عملاً برابری کا درجہ نہ ہونے کی وجہ مرد و عورت کا وہ حیاتی فرق ہے، پیدائشی اور فطری ہے اور اسے تاریخی یا ماحولیاتی ہرگز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

محققین نے اپنی تحقیق کے نتائج میں یہ اخذ کیا ہے کہ مرد مسائل کے حل کرنے میں زیادہ بہتر ثابت ہوتے ہیں۔ عورتوں کی سوچ میں جذباتیت زیادہ ہوتی ہے۔ لڑکیوں کے مقابلے میں لڑکوں کو زیادہ بہادرانہ طریقے سے کھیلنا آتا ہے۔ ریاضیات میں مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے اور یہ فرق سراسر حیاتیاتی نوعیت کا ہے نہ کہ ماحول کا اس تحقیق کی رو سے مردوں میں قائدانہ صلاحیتیں عورتوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ یہ فرق بھی سراسر حیاتیاتی ہے اور اسے بھی فطرت نے پیدا کیا ہے نہ کہ پرورش نے۔ مردوں میں لڑنے بھڑنے کی فطری صلاحیت عورتوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ تحقیق کے نتیجے میں کہا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے Harmons ہی جدا جدا ہیں اور وہی دونوں صنفوں کے درمیان فرق پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ نر اور مادہ کے دماغی ہارمون میں بھی فرق محسوس کیا گیا اور ان تمام تحقیقات کے نتیجہ میں مرد عورت کے درمیان ناقابل انکار فرق دیکھنے میں آیا۔

اس سے قبل نوبل انعام یافتہ فرانسیسی مصنف الگوس کیرل نے اپنی کتاب MAIN THE KONWN میں اسی حقیقت کا انکشاف کیا تھا وہ لکھتا ہے۔

''مردوں اور عورتوں کے درمیان جو اختلاف پائے جاتے ہیں وہ بنیادی نوعیت کے ہیں۔ یہ اختلافات ان کے جسم کی رگوں اور ریشوں کی ساخت کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان بنیادی حقائق کو (جو عورت اور مرد کے طبعی فرق کو ظاہر کرتے ہیں) نظرانداز کردینے کی وجہ سے نسوانی آزادی کے علمبرداروں نے یہ دعویٰ کیا کہ مردوں اور عورتوں کی ذمہ داریاں اور حقوق بالکل یکساں اور مساوی ہونے چاہئیں حالانکہ فی الحقیقت مردوں اور عورتوں کے درمیان بے حد اختلافات پائے جاتے ہیں''۔

عورت اور مرد کے درمیان یہ اختلاف شریعت کی نگاہ میں فکری و عملی دونوں پہلوؤں سے ہے۔ چنانچہ عورتوں کے متعلق حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''عورتیں عقل اور دین کے معاملے میں کمزور ہیں۔'' (بخاری)

شریعت نے ان کمزوریوں کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں ان کی رعایت کی ہے۔ حیض ونفاس اور حمل ورضاعت کے درمیان انہیں عبادت او رواجبات کے بارے میں رعایت دی گئی ہے۔ انہیں معیشت کے بوجھ سے آزار رکھا نیز جہاد کی ذمہ داری سے بھی مستثنیٰ کر دیا گیا۔ مزید برآں گواہی کی ذمہ داری سے بھی حتی الامکان بچالیا۔

عورت کی گواہی

اسلام نے صنف نازک کو حقوق زیادہ دیئے ہیں اور فرائض کم عائد کئے ہیں۔

گواہی ایک بھاری ذمہ داری ہے جو اپنے ساتھ بہت سی دشمنیوں اور عداوتوں کو جنم دیتی ہے۔ اس کا اندازہ آئے دن گواہوں پر قاتلانہ حملوں کی وارداتوں سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ خواتین کو ہراساں اور بلیک میل کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ ایک خاتون کی طرف انگلی بھی اٹھادی جائے یا اسکی اولاد کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دے دی جائے تو یہی بہت ہے۔ اس لئے اسلام نے صنف نازک کو ان دھمکیوں سے بچانے کی کوشش کی ہے اور اس پر گواہی کی پرخطر ذمہ داری کم سے کم ڈالی ہے۔

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کے ایک مصنف عورت کی گواہی کے بارے میں یوں دلائل دیتے ہیں۔

اسلام اپنے منفرد معاشرتی نظام میں خواتین کو بارِ شہادت سے ''حَتّٰی الْوَسَعَ بَرِیُٔ الذِّمَّةَ'' رکھنا چاہتا ہے۔ ایک عورت کی گھریلو ذمہ داریاں اس قدر متنوع اور

ہمہ گیر ہوتی ہیں کہ شہادت کے لئے بار بار حاضری اس کے اہل خانہ کے لئے بار گراں، اولاد کے لئے باعث زحمت اور محارم کے لئے دورانِ سفر معیت کے پیش نظر موجب مشقت ہے ۔ خود صنف نازک کے لئے کچہریوں کی آمد ورفت، الجھنوں، پریشانیوں اور نا قابل اجتناب اضطراب کا باعث ہوسکتی ہے۔مخالف وکلاء کی جرحیں بھری عدالت کے سامنے غیر مردوں میں نشست و برخاست اور اظہار بیاں وغیرہ اس کے لئے ذہنی کوفت کا موجب بنتی ہے۔اس لئے عام حالات میں انہیں ''تم اپنے گھروں میں وقار سے رہو'' پر عمل پیرا رہنا ہے تاکہ احترام نسوانیت میں ذرہ برابر فرق نہ آنے پائے۔شہادت کے سلسلے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے:''اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (تاکہ) اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو ان میں سے ایک (دوسری) یاد دلا دے۔'' (سورہ بقرہ) یہ شرطیہ انداز بیان صاف طور پر یہی بتلاتا ہے کہ مردوں کی عدم موجودگی میں ان پر ضرورتاً گواہی کی ذمہ داری ڈالی جارہی ہے۔

عورت کی شہادت میں بنیادی طور پر یہ ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے بھول جائے اس لئے ان میں سے ہر ایک عورت کی گواہی میں جو کمی رہ جائے اس کو دوسری پورا کرے۔بھول جانے کی وجوہات کچھ بھی ہوسکتی ہیں۔مثلاً تجربہ کی کمی (معاملات وغیرہ میں خاص طور سے) حافظے کی کمزوری، لطیف جذبات کی شدت، شرم وحیا، احساس کی کثرت وغیرہ۔

بہرحال اس کا اثر کسی نہ کسی درجے میں بھول چوک کی شکل میں ممکن ہے۔ایک اور مقام پر اس بات پر لطیف انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے کہ اللہ کیلئے لڑکیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لئے لڑکے عمومی انداز میں۔فرمایا:'' کیا اللہ کے حصے میں وہ اولاد آئی جو زیوروں میں نشونما پاتی ہے اور جھگڑے (متنازعہ معاملہ) میں غیر مبین ہے۔

گویا اپنے مافی الضمیر کو واضح اور دوٹوک انداز میں بیان کرنے سے قاصر ہے۔ یہ ایک دوسری صفت ہے جس کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ایسی غیر مبین ہونے کے اسباب میں نازک اور لطیف جذبات شامل ہیں۔جو ان کے فطری وظائف کی ادائیگی (جو حمل، ولادت، رضاعت وغیرہ سے متعلق ہیں گویا ظاہری ومعنوی انسان سازی جیسے عظیم فرائض) کے لئے لازمی ہیں، اور یہ عیب نہیں بلکہ قدرت کی طرف سے انعام ہیں۔اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

بہترین دولت نیک بیوی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَّالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

’’دنیا نہایت تھوڑی ہے اور آخرت بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو متقی اور پرہیز گار ہیں‘‘۔

صدر جلسہ مہمانان خصوصی! محترمہ معلمات اور عزیز طالبات! میں نے جو آیت پاک آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اس کے سیاق وسباق میں، میں آپ سے کچھ طویل گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ آج اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کی حامل عورتوں کو مطعون کیا جارہا ہے اور ان کے پردے اور حجاب کو ترقی کی راہ میں بڑی

رکاوٹ تصور کیا جارہا ہے۔ دراصل یہ ایک دھوکہ ہے آئیے میں آپ کو قدیم زمانہ کی سیر کراتی ہوں اور اس کے بعد آزادی نسواں کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی بے بسی بھی آپ کو بتاؤں گی۔

معزز خواتین! قدیم مشرکانہ تہذیب اوہام وخرافات (Myths) پر قائم تھی۔ چیزوں کے بارے میں فرضی طور پر کچھ بے بنیاد رائیں قائم کرلی گئی تھیں اور زندگی کے تمام معاملات کو انہیں مفروضات کے تابع کردیا گیا تھا۔ قدیم انسان نے کچھ چیزوں (مثلاً سورج اور چاندکو) فرضی طور پر بڑا سمجھ لیا اور انہیں پوجنے لگا۔ اسی طرح اس نے کچھ چیزوں کو چھوٹا سمجھ لیا اور ان کو حقیر بنادیا۔ انہیں حقیر چیزوں کی فہرست میں عورت بھی شامل تھی۔ عورت کے یہاں ماہواری کا آنا، عورت کا جنگ میں نہ لڑسکنا، اس طرح کی باتوں کی توہماتی تعبیر کرکے یہ سمجھ لیا گیا کہ عورت ایک حقیر جنس ہے اور اسکے ساتھ مرد کے مقابلہ میں کم تر درجہ کا سلوک کرنا چاہئے۔

جدید مغربی تہذیب نے نظری طور پر بظاہر عورت کا درجہ بلند کرنے کا اعلان کیا۔ اس نے کہا کہ عورت اور مرد دونوں ہر حیثیت سے برابر ہیں۔ ہر وہ کام جو مرد کرتا ہے وہی کام عورت بھی کرسکتی ہے۔

اس لئے عورت کو گھر سے باہر نکل کر زندگی کے ہر شعبہ میں مرد کے برابر مقام حاصل کرنا چاہئے۔ اس نظریہ کے علم برداروں نے جو نعرے اختیار کئے، ان میں سے ایک نعرہ یہ تھا کہ کافی نہ بناؤ، پالیسی بناؤ: Don't make coffee, make policy عورت کے بارے میں جدید تہذیب کا یہ نظریہ بظاہر عورت کا درجہ بلند کرنے کے ہم معنی ہے۔ مگر عملی طور پر وہ صرف عورت کا درجہ گرانے کے ہم معنی ثابت ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ برابری کے خوبصورت دعوؤں کے باوجود زندگی کے تمام جدید شعبوں میں عورت کا درجہ مرد سے کم ہے۔

اسلام دشمنوں کی کذب بیانی

کسی جھوٹ کو اتنی بار دہرایا جائے کہ وہ عوام کو سچ نظر آنے لگے، اسی کہاوت پر عمل کرتے ہوئے، ایڈورڈ ولیم لین نے قرآن کے منتخب حصوں کا انگریزی ترجمہ تیار کیا تھا جو پہلی بار ۱۸۴۲ء میں لندن سے چھپا تھا۔ اس کتاب کے دیباچہ میں انگریز مستشرق نے لکھا کہ اسلام کا سب سے کمزور پہلو اس کا عورت کو کم تر درجہ دینا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک اس بات کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ یہ بات اتنی عام ہوئی کہ نہ صرف اسلام کے کھلے دشمن اس کو دہراتے ہیں بلکہ اسلام کا اعتراف کرنے والے نسبتاً مصنف مورخین مثلاً جے ایم رابرٹس جیسے لوگ بھی اس کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں جیسے کہ وہ کوئی ثابت شدہ واقعہ ہو۔

یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس الزام کے بالکل برعکس اسلام نے عورت کے مرتبہ کو بڑھایا ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ انسانی تاریخ میں صرف دو تہذیبیں ہیں جنہوں نے عورت کے مرتبہ کو گھٹایا۔ ایک قدیم مشرکانہ تہذیب اور دوسرے جدید ملحدانہ تہذیب، اول الذکر نے نظری اور عملی دونوں حیثیت سے اور ثانی الذکر نے عملی حیثیت سے۔

مغرب نے عورت کو پاکیزگی نہیں عریانیت دی ہے

مغرب کی تحریک آزادئ نسواں کے عروج نے دنیا میں بے شمار خرافات پیدا کردی ہیں اور اس کے نتیجہ میں بے شمار نئے نئے مسائل پیدا ہوگئے۔ ایک مسئلہ وہ ہے جس کو عریانیت کہا جاتا ہے۔ عریانیت کوئی علیحدہ مسئلہ نہیں، یہ بے قید آزادی کا وہ لازمی نتیجہ ہے جس کو اس سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

عریانیت سے مراد عشق و محبت کے مناظر پیش کرنا ہے، خواہ کتابوں میں یا تصویر میں یا فلم میں جن کا مقصد جنسی جذبہ بھڑکانا ہو۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں عریاں مواد قانونی ممانعت کا موضوع بن رہا ہے، اس کی وجہ حسب ذیل دو مفروضے ہیں۔ (۱) عریاں مواد نوجوانوں یا بالغوں دونوں کے اخلاق کو بگاڑنے والا ہے۔ (۲) اس طرح کی چیزوں کا استعمال جنسی جرائم پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔: عریانیت اب مغربی ملکوں میں انڈسٹری بن چکی ہے۔ صرف امریکہ میں اس کے تحت سالانہ آٹھ بلین ڈالر کا کاروبار ہوتا ہے، ایک امریکی کمیشن نے امریکہ میں ہونے والے جنسی جرائم کا سبب عریانیت کو قرار دیا ہے اور اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔

میں آپ کو بتاتا چلوں کہ سعودی عرب میں اسلامی قوانین نافذ ہیں وہاں بالغ عورت پردہ یا حجاب کے بغیر باہر نہیں نکل سکتی۔ اور عورتوں کے متعلق اسلامی شریعت کی روشنی میں قوانین نافذ العمل ہیں ان کی برکت سے وہاں فحاشی اور قحبہ خانوں، کلب ڈانس قطعاً نہیں ہیں۔

عورتوں اور لڑکیوں میں بے راہ روی دیکھنے کو نہیں ملتی۔ امریکہ کے ایک اخبار نے اپنے تجزیہ میں لکھا تھا کہ امریکہ میں جتنے جرائم، کرائم صرف ایک دن میں ہوتے ہیں۔ سعودی عرب میں اتنے جرائم ایک سال میں بھی نہیں ہوتے۔ دیکھ لیا آپ نے مغرب ملکوں اور اسلامی قوانین کو نافذ العمل کرنے والے اسلامی ملک کے درمیان کتنا فرق ہے۔ آیئے میں آپ کو بتادوں کہ مغربی ممالک آزادی نسواں، کا نعرہ دینے والے آج اپنے ہی نعروں اور انقلابات سے کس قدر پریشان ہیں۔

محکمۂ انصاف کے تحت قائم شدہ ایک کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اکثر عریاں سامان جو امریکہ میں فروخت ہوتا ہے وہ امکانی طور پر نقصان دہ ہے اور تشدد پیدا کرسکتا ہے۔ عریانی پر اٹارنی جنرل کے کمیشن نے اپنی آخری رپورٹ میں

یہ سفارش کی ہے کہ عریانی کی صفت کے خلاف کارروائی کی جائے اس کی تجویز میں یہ بھی شامل ہے کہ عریانی کے قوانین کے خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت جرمانے کئے جائیں۔ رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ عریانی کی اشاعت اکثر جنسی تشدد جنسی جبر اورنا مطلوب جنسی جارحیت کا سبب بنتی ہے۔

کمیشن کے یہ نتائج اس سابقہ کمیشن سے مختلف ہیں جو 1970 میں صدر امریکہ نے قائم کیا تھا۔ سابقہ کمیشن نے کہا تھا کہ عریانی اور تشدد یا دوسرے سماج دشمن سلوک میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل ایڈون میسی کا تشکیل کردہ کمیشن پچھلے سال قائم ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ امریکہ کا بیشتر عریاں لٹریچر عورتوں کا رتبہ گرانے کے ہم معنی ہے۔

رپورٹ نے کہا کہ ہم متفقہ طور پر اور پر اعتماد طو پر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حاصل شدہ معلومات شدت سے اس خیال کی تائید کرتی ہیں کہ جنسی طور پر پر تشدد سامان کی قابل لحاظ حدتک نمائش سماج دشمن اعمال اور جنسی تشدد کا سبب بنتی ہے۔ نیز کچھ طبقوں کیلئے امکانی طور پر جنسی تشدد کے غیر قانونی عمل کیلئے۔

کمیشن نے مزید کہا ہے کہ عریانیت کی صفت اور منظم جرائم میں قریبی رشتہ پایا جاتا ہے، بظاہر اس کی مضبوط شہادتیں موجود ہیں کہ عریاں میگزین کے کچھ حصے اور عریاں فلمی صنعت وغیرہ یا تو براہ راست یا بالواسطہ طور پر جرائم پیشہ طبقہ کے ہاتھ میں ہیں۔

بہترین دولت نیک عورت ہے

میری پیاری بہنو! میں نے آپ کو مغربی ممالک کا آئینہ دکھا دیا ہے ہماری جو بہنیں فیشن کی دلدادہ ہیں عریانیت کی قائل ہیں۔ برقعہ اور حجاب کو دقیانوسی اور قدیم

زمانہ کا چلن سمجھتی ہیں۔ اب ان کو ہوش میں آنا چاہئے کہ کس طرح عورت کی تحقیر کی جارہی ہے۔ اوراس کی عصمت کو نیلام کیا جارہا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا متاع ہے اور بہترین متاع دنیا صالح عورت (نیک بیوی) ہے۔ اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعُ الدُّنْیَا الْمَرْئَۃُ الصَّالِحَۃُ. (مسلم)

یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عورت ہونا یا مرد ہونا، نہ کوئی خوبی ہے نہ عیب ہے۔ جو چیز انسان کے اختیار میں نہیں ہے اس پر بحث بیکار ہے۔ البتہ صالح ہونا یا نہ ہونا عورتوں اور مردوں کے اختیار میں ہے اگر وہ صالح بنتے ہیں اور اپنی اولاد کو صالح بناتے ہیں وہ انعام کے مستحق ہیں اور اس میں اگر کوتاہی کرتے ہیں یقیناً وہ سزا کے مستحق ہیں۔

دنیا مقصد حیات نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا مقصود نہیں ہے، دنیا زندگی گذارنے کے لئے اسباب اور ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا نہ ہوتی، اسباب دنیا نہ ہوتے تو آدمی زندگی کیسے گذارتا اور زندگی کا لطف کیسے اٹھاتا۔ خوب سمجھ لو۔ دنیا اور اسباب دنیا فانی اور چند روزہ نعمتوں اور راحتوں کی چیزوں کا نام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے: یَا قَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہٖ حَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ اَنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُالْقَرَارِ. اے برادرانِ قوم یہ دنیوی زندگی تو چند روزہ اور فانی ہے اور آخرت بلاشبہ پائیدار اور ابدی گھر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس زندگی کو آخرت کی تیاری کے لئے بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گمراہی اور ضلالت سے بچا کر شریعت اسلامیہ پر گامزن رہنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

جگر گوشۂ رسول ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاء وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

”اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو، اور تم کو مکمل طور پر صاف ستھرا کر دے“۔

سامعین باوقار، عزت مآب ماؤں اور بہنو! آج آپ تمام کے سامنے جگر گوشۂ رسول سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

دنیا کا یہ پرانا دستور ہے کہ اگر کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے، تو وہ ہے یہی چاہتا ہے کہ میرے دوست کی ہر چیز اچھی ہو اس سے تعلق رکھنے والے برگزیدہ افراد ہوں اور اس کا بس چلے تو اچھے اچھے افراد چن کر مہیا کر دے۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کو حد درجہ عشق و محبت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کریں گے کہ آپ ﷺ کے متعلق رشتہ دار ملنے جلنے والے اور افراد و خاندان سب سے بہتر برگزیدہ اور راہبر و رہنما ہوں یقیناً اللہ ضرور ایسا ہی پسند کریں گے۔ اسلئے آپ ﷺ کے صحابہ اہل خانہ ازواج مطہرات سب سے معزز و محترم ہستیاں ہیں۔ جن کی شہادت خود قرآن نے دی ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تزکیہ باطن کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی گندگی سے صفائی ستھرائی کا اعلان فرما دیا ہے آج انہیں برگزیدہ ہستیوں میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ چھیڑ کر اس مجلس کو پر رونق اور معطر بنانے کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں وہ بعثت نبوی ﷺ سے دس سال پہلے مکہ معظّمہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت تیس برس کی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کمسنی (بعثت نبوی ﷺ سے قبل) میں انکے خالہ زاد بھائی ابوالعاص کے ساتھ ہوئی، حضور ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے تو زینب رضی اللہ عنہا اپنی جلیل القدر والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تقلید میں فوراً ایمان لے آئیں۔ بعثت کے بعد جب توحید کی دعوت عام کا آغاز ہوا تو کفار مکہ نے سرور کائنات ﷺ اور دعوت حق پر لبیک کہنے والوں پر بے حد مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد حضور ﷺ اور دوسرے اہل حق کے ساتھ کفار کی بدسلوکی دیکھتیں تو انکو بہت دکھ ہوتا تھا۔

حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ جو ابولہب کے دو بیٹوں کے نکاح میں تھیں انہوں نے اپنے باپ کے کہنے پر دونوں صاحبزادیوں کو (رخصتی سے پہلے) طلاق دے دی۔ کفار نے ابوالعاص کو بھی بہت تنگ کیا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے منع کیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نہایت اچھے طریقے سے پیش آئے۔

حضور اکرم ﷺ نے ابوالعاص کے اس طرز بیان کی ہمیشہ تعریف فرمائی۔ اس کے باوجود اتنی شرافت اور نیک نفس کے ابوالعاص بعض مواقع کی بنا پر اپنے آبائی مذہب کو نہیں چھوڑ سکے۔

یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں اپنے سسرال میں تھیں۔

رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے میدان میں حق اور باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہوا اس میں حق غالب رہا۔ اور قریش مکہ کے بہت سے آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ ان میں ابوالعاص بھی تھے۔ انہیں ایک انصاری عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اسیر کیا۔ اہل مکہ کو جب یہ خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے قرابت دار قیدیوں کی رہائی کے لئے نبی کی خدمت میں زرِ فدیہ بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے دیور عمر بن ربیع کے ہاتھ یمنی عقیق کا وہ ہار اپنے شوہر کی رہائی کے لئے بھیجا جو انہیں اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت بطور تحفہ دیا تھا۔ جب یہ ہار سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یاد آئی اور آپ ﷺ آب دیدہ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دو، یہ اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاص سے کہا گیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو فوراً مدینہ بھیج دیں۔''

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ ابوالعاص نے یہ شرط قبول کر لی اور رہا ہو کر عازمِ مکہ ہوگئے۔

مکہ پہنچ کر ابوالعاص نے حسبِ وعدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی جانب روانہ کر دیا۔ کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی بیٹی مدینہ جا رہی ہے تو انہوں نے کنانہ بن ربیع اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن کا تعاقب کیا اور مقامِ ذی طویٰ میں انہیں جا گھیرا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں کفار مکہ کی جماعت میں سے ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نیزے سے زمین پر گرا دیا۔ وہ امید سے تھیں۔ سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہوگیا۔ اس پر کنانہ نے غضبناک ہو کر ترکش سے تیر نکالے اور انہیں کمان پر چڑھا کر کفار کو للکارا کہ خبردار اب تم میں سے کوئی آگے نہیں بڑھے گا ورنہ اسے چھلنی کر ڈالوں گا۔ اسی اثناء میں وہاں رئیس قریش ابوسفیان رضی اللہ عنہ آگئے۔ انہوں نے کنانہ سے کہا ''بھتیجے اپنے تیر کو روک لو میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔''

کنانہ نے پوچھا ''کہو، کیا کہنا چاہتے ہو؟''

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کنانہ کے کان میں کہا ''محمد کے ہاتھوں ہمیں جس ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے تم اس سے بخوبی واقف ہو، اگر تم اس کی بیٹی کو اس طرح کھلم کھلا لے جاؤ گے تو ہماری بڑی سبکی ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس وقت زینب کے ہمراہ مکہ واپس آ جاؤ اور پھر کسی وقت خفیہ طور پر زینب رضی اللہ عنہا کو لے جانا''

کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لیکر مکہ واپس آگئے۔ چند دن بعد وہ رات کے وقت چپکے سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر بطن یاجون کے مقام پر پہنچے جہاں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پیشوائی کے لئے مدینہ سے آئے ہوئے تھے۔ کنانہ حضرت زیب رضی اللہ عنہا

کو حضرت زید بن حارثہ کے سپرد کر کے مکہ واپس چلے گئے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیکر مدینہ پہنچ گئے۔

ابو العاص کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے چلے جانے کے بعد وہ بہت بے چین رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جب وہ شام کی طرف سفر کر رہے تھے تو پر درد آواز میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

"جب میں ارم کے مقام سے گزرا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کیا اور کہا خدا اس شخص کو شاداب رکھے جو حرم میں مقیم ہے، امین (وصادق صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو خدا جزائے خیر دے اور ہر خاوند اسی بات کی تعریف کرتا ہے جس کو وہ خوب جانتا ہے۔"

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص رضی اللہ عنہ کو حالتِ شرک میں چھوڑا تھا۔ اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہوگئی تھی۔ چنانچہ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے نکاح کی تجدید فرمائی۔ تاہم شرائط نکاح اور حق مہر میں کوئی تبدیلی نہ کی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔ اور اٹھارہ ہجری میں خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔ اس کا سبب وہی تکلیف تھی جو ہجرت کے موقع پر انہیں اونٹ سے گرنے کی وجہ سے پہنچی تھی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق غسل دیا جب غسل سے فارغ ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ نے اپنی تہبند مبارک عنایت فرمائی اور ہدایت کی کہ اس کفن کے اندر زینب رضی اللہ عنہا کو پہنا دو۔

مشہور صحابیہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں شریک تھی۔ غسل کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بتلاتے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار غسل دو اور اس کے بعد کافور لگاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اے ام عطیہ رضی اللہ عنہا میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپیٹنا اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اور اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا۔"

نماز جنازہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے زینب رضی اللہ عنہا کے دو بچے ہوئے لڑکا علی رضی اللہ عنہ اور ایک لڑکی امامہ رضی اللہ عنہا۔ علی کے بارے میں مختلف روایات ہیں، ایک روایت کے مطابق وہ بچپن میں فوت ہو گئے، دوسری روایت یہ ہے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے اپنے والد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے فوت ہو گئے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے (یعنی آپ کے ردیف تھے)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی اپنی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور فرماتے میری زینب رضی اللہ عنہا میرے صدمے میں ماری گئی۔ ہمیشہ ان کے لئے دعائے خیر اور دعائے مغفرت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹیوں کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلام میں خواتین کا مقام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْراً عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی

عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔

میری محترم ماؤں اور پیاری بہنو! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خیر القرون کی مستورات اور صحابیات کے متعلق آپ سے کچھ عرض کروں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خانہ بدوشوں کی مصیبت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کی خدمت

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر مدینہ منورہ کے باہر ہوا، دیکھا کہ ایک بدوی خیمہ کے باہر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو آپ نے سلام کیا اور حالات پوچھے، وہ پریشان حال تھا اس نے کہا جاؤ تم اپنا کام کرو۔ ہم خود پریشان ہیں۔ اس عرصہ میں خیمے سے رونے کی آواز آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عورت کو دردزہ ہو رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً اپنے مکان کو گئے اور اپنی اہلیہ کے ساتھ سامان خورد نوش لے کر اس بدوی کے پاس آئے اور اپنی بی بی کو بدوی کی عورت کے پاس چھوڑ کر خود پکانے میں مصروف ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد لڑکا تولد ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ نے آواز دی: ''امیر المومنین! بدوی کو مبارکباد دیجئے کہ اس کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ امیر المومنین کا نام سن کر بدوی خوفزدہ ہوگیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلی اور دلاسہ دے کر بے خوف کر دیا۔ اور فرمایا صبح کو میرے پاس آنا جو تمہاری ضرورت ہے پوری کی جائے گی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جیسی عظیم خدمات آپ نے انجام دی ہیں ان میں آپ کی اہلیہ محترمہ بھی دن رات برابر شریک رہتی تھیں۔ آپ نے دنیا کے کسی بادشاہ کا حال ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھ ملکہ نے بھی خدمتِ خلق کو اپنا شعار بنالیا ہو۔

ایک بوڑھی عورت کی عمر رضی اللہ عنہ سے دوٹوک بات

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حالات کا جائزہ لینے اور ملکی حالات کو سنوارنے کیلئے کبھی کبھی دور دراز علاقوں کا بھی سفر فرماتے تھے۔ ایک بار آپ اسی طرح کے دورے پر تھے اور کوفہ شہر جارہے تھے کہ راستہ میں ایک خیمہ دیکھ کر سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب گئے۔ ایک ضعیف عورت نظر آئی۔ آپؓ نے اس سے دریافت کیا: عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ حال معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں ملک شام سے روانہ ہوچکا ہے، لیکن خدا اسے غارت کرے آج تک مجھے ایک حبہ نہیں ملا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اتنی دور کا حال عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں کر معلوم ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا: ''اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی رقت ہوئی اور بے اختیار رو پڑے۔ اور فرمایا اس بزرگ عورت نے سچ کہا۔ میری سلطنت میں ایک آدمی بھی اگر بھوکا سو گیا تو مجھ سے حساب لیا جائے گا۔ آپ دیر تک روتے رہے۔ فرمایا اس خستہ حال بڑھیا کے جلال نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔

صحابیات کے کارنامے

حضور اکرم ﷺ کی برکت اور تعلیم سے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت ہوئی اور انہوں نے فریضۂ دعوت وتبلیغ ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی

صحابہ کرام نے اسلام کی ترویج واشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا۔ انہوں نے کبھی دنیوی جاہ وحشمت کی طرف آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھا۔ دنیا کی محبت ان کے دلوں سے نکل چکی تھی وہ ہمہ وقت دین ومذہب کو اپنی جان ومال سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کردکھایا کہ ان کو ہر حال میں دین کی دعوت اور تبلیغ محبوب تھی۔ یہی حال صحابیات کا بھی تھا۔ صحابیاتؓ نے اسلام کو پھیلانے کیلئے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کے اسلام قبول کرنے کا ایک صحابیہ ہی ذریعہ بنیں جو صحابیہ بھی تھیں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ بھی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز ابوجہل نے کہا: ''اے قریش محمد ﷺ تمہارے خداؤں کی مذمت کرتا ہے اور تم کو احمق بتاتا ہے جو شخص محمد ﷺ کو قتل کرے گا میں اس کو سو اونٹ اور ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر تلوار لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے چلے، (العیاذ باللہ) راستے میں بنی زہرہ کے ایک شخص سے گفتگو ہوئی اور ان سے معلوم ہوا کہ عمر کی بہن بھی اسلام لاچکی ہیں۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے میں اپنی بہن کے یہاں چلے جب بہن کے مکان کو پہنچے وہاں ایک صحابی سورہ طٰہٰ کی تلاوت کررہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر وہ تو چھپ گئے۔ عمر گھر میں آئے اور اپنے بہنوئی کو اسلام لانے پر ملامت کرنے لگے اور بالآخر غصہ میں بہنوئی کو مارنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن چھڑانے آئیں تو ان کو بھی مارا۔ ان کا سر پھٹ کر خون جاری ہوا اور رونے لگیں اور خفگی سے کہا۔ ہاں ہم مسلمان ہوئے اب تو کیا کرتا ہے سو کر، بہن کو زخمی دیکھ کر عمر کا غصہ فرو ہوگیا اور وہ پلنگ پر جابیٹھے۔ وہاں سورہ طٰہٰ رکھی تھی اس کو دیکھنا چاہا بہن نے کہا تو کافر ناپاک ہے اس کو نہ چھونا۔ عمر ہاتھ منہ دھوکر آئے اور سورہ طٰہٰ پڑھی اور وحدہ لاشریک کی گواہی دے کر اسلام قبول کرلیا۔

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے کا وسیلہ اللہ تعالیٰ نے ایک عورت کو بنایا۔ یہ عورت کے لئے بڑا اعزاز ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نانی اماں کا تقویٰ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی گشت کے دوران میں ایک مکان پر گزرے یہ مکان ایک گوالن کا تھا اور گوالن اپنی دختر سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دوھ میں کچھ پانی ملادے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے کی ممانعت کردی ہے۔'' ماں نے جواب دیا کہ کیا امیر المومنین اس وقت دیکھ رہے ہیں'' لڑکی نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن ان کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوگئے اور دوسرے دن صبح کو اس ماں بیٹی کو طلب کرکے لڑکی کا نکاح اپنے فرزند سے کردیا۔ اس نیک دل صداقت پسند خاتون کے بطن سے جو اولاد ہوئی ان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جیسا نواسہ شامل ہے۔ جن کا عدل وانصاف تاریخ اسلام سے مٹایا نہیں جاسکتا۔

مدینہ کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عمر رضی اللہ عنہ کو وعظ میں ٹوک دیا

سماج میں عورت کی شخصیت کو اجاگر کرنے کیلئے اسلام کا پہلا عطیہ مہر کا مقرر کرنا ہے۔ قرآن نے لفظ ''نحلہ'' استعمال کرکے اس کی حقیقت کو واضح کردیا ہے۔ یہ خاوند کی طرف سے بیوی کو تحفہ بے بدل ہے۔ یہ عورت کی قیمت نہیں ہوتی جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا۔ اب بھی بعض اقوام میں دستور ہے۔ دراصل مہر عورت کی ملکیت ہوتی ہے اور اس پر کسی دوسرے شخص یعنی باپ یا شوہر کو کوئی حق نہیں ہوتا۔ اس

موقع پر ایک واقعہ قابل اظہار ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہر کو کم مقدار مقرر کرنے پر تقریر فرما رہے تھے۔ ایک خاتون نے اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو ٹوک کر کہا خدا نے گائے کے چمڑے بھر سونا مہر میں دینے کی اجازت دی اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ فرمایا عمر سے زیادہ تو ایک عورت ہی جانتی ہے۔

خانگی زندگی میں مرد اور عورت کے حقوق یکساں قرار دیئے گئے ہیں۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ عورت کے ساتھ اچھا سلوک کریں لیکن اس اصول اور مساوات کے باوجود مرد کو بعض امور میں فضیلت دی گئی ہے عورت پر۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے گویا اصول بلحاظ حقوق دونوں میں کوئی فرق نہیں لیکن بعض عملی حالتوں کے باعث ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہے۔

یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف کی انتہا ہے کہ وعظ کے دوران مدینہ کی ایک معمولی عورت نے آپ کی بات پر اعتراض کیا اور آپ نے بنفس نفیس اپنی بات کو واپس لے لیا۔ تاریخ میں ایسی نظیر نہیں ملتی کہ بادشاہ وقت کو ایک عورت ٹوک دے۔ دوسری طرف دیکھئے صحابیہ کے ایمان کو کہ حضرت عمر نے جب ایسی بات کہی جو قرآن کی تعلیم سے ٹکرا رہی تھی فوراً بول اٹھیں، ان کو نہ حضرت عمر فاروق کے غصہ کا خیال آیا نہ ان کے جلال وحشمت کا۔ ایمانی غیرت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بولنے پر مجبور کردیا۔ کاش ہماری ماؤں اور بہنوں میں بھی ایسی جرأت اور شجاعت پیدا ہوجائے کہ وہ شریعت کے خلاف کسی عمل کو گوارہ نہ کریں۔

عورتوں کیلئے حضور ﷺ کی شفقت اوراحترام

سب بہنیں جانتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دل میں خواتین کے لئے کتنا درد تھا۔کوئی موقع بھی محبت ودل سوزی کا حضور ﷺ چھوڑتے نہیں تھے۔حضور ﷺ کی تشریف آوری خواتین کے حق میں فرشتہ رحمت ثابت ہوئی۔آپ ﷺ کی دلجوئی اوردل دہی کے لئے ہروقت تیار رہتے تھے۔چنانچہ سیرت میں آتا ہے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کو بے انتہا محبت تھی،ان کی وفات تک آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی حالانکہ اس وقت عرب میں کئی کئی شادیوں کا رواج تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی حضور ﷺ دروازہ بند کئے نوافل میں مشغول ہوتے اور میں دروازہ کھٹکھٹاتی تو آپ ﷺ نیت توڑ کر دروازہ کھول دیتے اور پھر نوافل ادا کرتے۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی میں عید کے دن حبشی نیزہ بازی کررہے تھے،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔چادرتان کر پردہ کرلیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوشِ مبارک پرسہارا دے کر کھڑی ہوگئیں اورتماشا دیکھتی رہیں اور جب تک خود نہ تھک کر ہٹ گئیں حضور ﷺ پردہ کئے کھڑے رہے۔(بخاری)

یہ بھی آیا ہے کہ حضوراقدس ﷺ کی خدمت میں جب سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہوجاتے، ان کاہاتھ پکڑکر اپنی جگہ بیٹھاتے۔یہ اصولی اورعملی تعلیم جواللہ کے رسول نے خواتین کا وقار بڑھانے کے لئے دی تھی،اس سے خواتین کی حیثیت کتنی بلند ہوگئی۔اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔اسلام میں عورتوں کوشروع سے سماجی تمدنی اور تعلیمی حقوق حاصل رہیں۔چنانچہ آج وہ کسی طرح بھی مردوں سے پیچھے نہیں ہیں نہ تعلیم میں نہ تہذیب میں، نہ

معاشرت میں، نہ سماج میں، نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔مرد کواگر اچھے اعمال کی بدولت جنت ملے گی تو عورت بھی اپنی نیکیوں کے بدلے جنت میں جانے کی مستحق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عزیز بہنو! اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہارا مرتبہ مردوں کے برابر کردیا۔انہیں ہدایت کی کہ وہ تمہارے معاملے میں توازن سے کام لیں اوراللہ رب العزت سے ڈرتے رہیں۔یہ ایک عام حکم تھا۔اس کے بعد دوسرا احسان یہ کیا کہ تمہیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اورکفروشرک کی گندگی سے بچادیا۔اس لئے اب تمہارا فرض ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرو۔اوراپنی بہنوں تک دین کا پیغام پہنچاؤ،انہیں ان احسانات سے آگاہ کرو جوطبقۂ نسواں پر حضرت محمد ﷺ نے کئے ہیں اور وہ حقوق بتاؤ جو اسلام کی بدولت خواتین کو ملے ہیں جن سے دیگر مذاہب کی عورتیں آج بھی محروم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کواسلام کی قدردانی عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

بہادر صحابیہ ام حرام بنت ملحان شہید رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

”محمد اللہ کے رسول ہیں، اور وہ جوان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بہت سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں“۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے بہت انبیاء ورسل مبعوث فرمائے، ایک اسلامی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار فرستادگانِ خدا مبعوث ہوئے۔ لیکن ان تمام انبیاء میں سے کسی کے صحابی اور صحابیات ایسے نہیں رہے جیسے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو قوم عمالقہ سے جہاد کرنے کیلئے کہا تو اس قوم نے جواب دیا: ”اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ.“ تم اور تمہارا پروردگار جا کر لڑلو ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے جاں نثاروں کو لڑنے کے لئے کہا تو لبیک وسعدیک کی صدا بلند کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں جبکہ دشمنوں نے یک بارگی یورش کی یہ آواز لگائی کہ کون محمد پہ جان دیتا ہے اس آواز کو سن کر سات انصاری صحابی نکل آئے اور ہر ایک نے جانثاری سے لڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں نچھاور کر دیں اسی معرکہ میں ایک انصاری خاتون کے باپ بھائی شوہر تین پیاری جانیں تصدق ہوگئیں اور وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی رہیں کہ وہ جان عالم رحمۃ للعالمین کیسے ہیں لوگوں نے بتایا کہ بخیر ہیں پاس آکر چہرہ انور دیکھا تو پکار اٹھیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہوتے ہوئے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صحابہ کرام میں جہاد اور سرفروشی کا جذبہ تھا اسی طرح صحابیات میں یہ جذبہ موجزن تھا میں اس وقت ایک صحابیہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا مختصر سا تذکرہ کرتی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی اپنی کنیت ام حرام رضی اللہ عنہا سے ہی مشہور ہیں، نام معلوم نہیں۔ باپ کا نام ملحان بن خالد اور ماں کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلیم کی حقیقی بہن تھیں اور جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، آپ رضی اللہ عنہا انصار کے مشہور قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عمر بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ انہوں نے غزوہ احد میں بڑی پامردی سے لڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نثار کر دی۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو رسول کریم ﷺ سے بہت عقیدت ومحبت تھی، وہ اسلام کی سچی شیدائی تھیں اور انھیں راہ خدا میں جہاد کرنے اور رتبۂ شہادت پر فائز ہونے کی بے حد تمنا تھی۔ رسول کریم ﷺ وقتاً فوقتاً قبا تشریف لے جاتے، جہاں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ کی سکونت تھی۔ حضور سرور کائنات ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجاتے اور کھانا کھا کر آرام فرماتے۔

ایک دن حضور ﷺ دستور کے مطابق حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کا سر مبارک دیکھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو ہونٹوں پر تبسم تھا۔ فرمایا ام حرام رضی اللہ عنہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سمندر کے رستے آمادۂ سفر ہیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ حضور ﷺ نے دعا فرمادی اور سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے اور پھر وہی خواب بیان کیا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر سابقہ دعا کی لئے عرض کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''تم اسی جماعت کے ساتھ ہو'' حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو بے حد مسرت ہوئی یہ جنگ احد سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جنگ احد میں حصرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو جلیل القدر صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو گیا۔

۲۸ھ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت تھا۔ حاکم شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی اجازت سے جزیرہ قبرص (Cyprus) پر حملہ کرنے والے لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل تھے۔ عبادہ بن صامت بھی ان میں سے ایک تھے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ہمراہ اس لشکر کے ساتھ قبرص

گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور قبرص پر پرچم اسلام لہرانے لگا۔ جب مجاہدین اپنا مشن پورا کر کے واپس ہونے لگے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی سواری پر بیٹھنے لگیں۔ جانور زوردار تھا، اس نے زمین پر گرا دیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سخت زخمی ہوئیں اور اسی صدمہ سے وفات پائی تھیں۔ سرزمین قبرص ہی کو ان کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا اور یوں تقریباً ۳۵ برس کے بعد سرور کائنات ﷺ کے خواب کی تعبیر پوری ہوگئی۔ حضرت عمرو بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے دولڑکے قیس اور عبداللہ پیدا ہوئے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی اس بیان کردہ مختصر سی سیرت سے ہم کو دو سبق ملتا ہے، ایک یہ کہ آپ ﷺ سے بے انتہا محبت وعقیدت ہونی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ایمان نامکمل اور ادھورا ہے جیسا کہ ارشا نبوی ہے لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (تم میں کوئی شخص مکمل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں) دوسری چیز اپنے جذبہ جہاد اور ضرورت پڑنے پر اسلام کی خاطر جان قربان کر دینے کا شوق۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام ماؤں بہنوں کو ام حرام کی جیسی صفات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! وَاٰخِرُدَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن☆

بحمداللہ تعالیٰ خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ☆